فارسی زبان کے قواعد پر مشتمل عمدہ درسی کتاب بمعہ اردو حاشیہ

الحمد للہ و المنۃ کہ ایں شاھد زیبا رشکِ ضیاءِ شمس السماءِ مسیح طالبانِ خوشنوا سراوقات بے نظیر

مسمی بہ

دُرَرُ القواعد

تصنیف لطیف

شہنشاہ ولایت آفتاب طریقت استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث و التفسیر

حضور خواجہ پیر محمد اکرم شاہ جمالی

ورلڈ ویو پبلشرز

نام کتاب: اکرم القواعد

مصنف: خواجہ پیر محمد اکرم شاہ جمالی

کمپوزنگ: علامہ مولانا محمد عارف محمود فیضی

اہتمام: علامہ خواجہ محمد معین الدین شاہ جمالی

سن اشاعت: ۲۰۲۳

پرنٹر: ورلڈ ویو پبلشرز 0333 3585426

الاکرم پبلیکیشنز آستانہ عالیہ شاہ جمالیہ

مرشد آباد شریف نزد عالی والہ کراچی روڈ تحصیل کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان

0331-7346596, 0300-7391244-45-46-47-48

فہرست

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فارسی زبان وادب کی برّصغیر پاک و ہند میں تقریباً آٹھ سو سال تک خوب حکمرانی رہی۔اس کا اثر و رسوخ صرف دارالحکومتوں اور بڑے بڑے شہروں تک محدود نہ تھا، بلکہ دور افتادہ دیہات وقریات بھی اس کے زیر اثر تھے۔ چنانچہ برصغیر میں فارسی زبان وادب کی تاریخ کے اوراق میں ایسے سینکڑوں مصنفین اورشعرااور ان کی تصانیف کا ذکر ملتا ہے جو چھوٹی چھوٹی آبادیوں اور بستیوں میں رہنے والے تھے۔ قسّام ازل نے اپنی موہبت کی تقسیم میں شہروں اور دیہاتوں کی تقسیم روانہیں رکھی ہے۔ ایسے ہی جنوبی پنجاب ضلع ڈیرہ غازی خان کی بستی میں ایک بزرگ حضرت محمد اکرم فیضی شاہ جمالی (۳۱ دسمبر ۱۹۴۷۔۱۲ اگست ۲۰۱۷) گذرے ہیں جنہوں نے فارسی کے دورِ زوال میں اس کی بہت خدمت کی ہے۔انہوں نے فارسی زبان سیکھنے سکھانے، پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کیلئے چھوٹے چھوٹے رسائل تحریر کئے جو طالب علموں کیلئے بے حد مفید واقع ہوئے۔ جو رسائل میرے علم میں آئے اور دیکھے ہیں، ان میں **آمد نامہ شاہجمالی، اکرم القواعد، بدیع الاجمال یا قواعد فارسی** شامل ہیں۔تینوں رسائل کا تعلق قواعد زبان فارسی سے ہے۔کسی زبان کے قواعد ہمیشہ غیر زبان لکھتے ہیں، چنانچہ فارسی کے قواعد وضوابط لکھنے کی جو روایت برّصغیر میں صدیوں پہلے قائم ہوئی تھی، یہ رسائل اسی کا تسلسل ہیں۔

مذکورہ تصانیف میں اکرم القواعد خاص اہمیت کی حامل ہے۔۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء میں تصنیف ہوکر پہلی بار اسی سال میں چھپ گئی تھی اور اپنی پسندیدگی کے باعث مکرر

چھپتی رہی۔ بعد میں خود مصنف نے اس پر اردو حاشیہ لکھ کے اسے مزید سہل اور کار آمد بنا دیا۔ اب اس کی جدید اشاعت کا اہتمام مصنف کے صاحبزادے، حافظ خواجہ محمد معین الدین شاہجمالی مدظلہ نے کیا ہے۔ یہ چند سطورِ بے مرورانھی کے تعمیل ارشاد میں لکھی گئی ہیں۔ایں خانہ ہمہ آفتاب است، میں کیا اور میری تقریظ کیا۔

مجھے امید ہے فارسی زبان کے مبادیات جاننے کے خواہش مند، بالخصوص دینی مدارس میں فارسی پڑھنے والے اور زبان سیکھنے والے طلبہ اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں گے۔

عارف نوشاہی

ادارۂ معارف نوشاہیہ

۶۹ ماڈل ٹاون، ہمک، اسلام آباد

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ / ۱۳ اپریل ۲۰۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هست کلید در گنجِ حکیم

خدائے بزرگ و برتر کے الہامی پیغام اور نبی آخرالزمان کی مادری زبان عربی کے بعد فارسی دنیائے اسلام کی دوسری اہم زبان ہے۔ اپنی سادگی، شیرینی اور ظرافت کے سبب اس کو سیکھنے، سمجھنے، پڑھنے، لکھنے اور بولنے میں ایک خاص طرح کا لطف اور دلکش حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ پھر جنوبی ایشیا کے باسیوں کے مزاج اور اُن کی لسانی ساخت و پرداخت سے مناسبت کی وجہ سے وہاں کی عوام کو دینِ مبین کی تفہیم وترویج میں اس زبان کا کردار بہت نمایاں اور قابلِ تعریف ہے۔ جنوبی ایشیا میں دینی مدارس میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کی تعلیم، تدریس اور تحقیق پر ہر زمانے کے علما نے خلوصِ دل اور لگن سے کام کیا ہے، چنانچہ اہلِ زبان بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے اُن اہلِ علم و دانش کی مساعی جمیلہ کو سراہتے ہیں جنہوں نے تبلیغِ دین وعرفان کے فارسی زبان کو وسیلہ بنایا۔

حضرت علامہ محمد اکرم شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار جنوبی ایشیا کے اُن جیّد و عالی مرتبہ عرفاء وصاحب نظر علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی عمرِ عزیز دینِ مبینِ اسلام کی تحصیل،، تعلیم و تدریس، تحقیق اور عارفانہ تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ اُن کی ولادت باسعادت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء کو جنوبی پنجاب کے ایک روایتی گاوں بست سندیلہ، تحصیل کوٹ چھٹہ، ضلع ڈیری غازی خان کے ایک اہلِ علم و عرفان خانوادے میں ہوئی، کم سنی میں والدِ گرامی حضرت قبلہ فیض محمد شاہجمالی، اپنے وقت

کے صاحبِ علم وعمل وتابعِ شریعت وطریقت صوفی، کے انتقال کی وجہ سے آغوشِ مادر میں حضرت کی تربیت ہوئی اور اُنہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ عرفانی مراتب بھی طے کئے، چنانچہ آپ کے فاضل اساتذہ اور نامور روحانی شخصّیات بھی آپ کے اُستاد ہونے پر ناز کرتے اور ایک شاگرد کی حیثیت سے اپنی بخشش کے لئے خدا کے حضور اُن سے شفاعت کے طلب گار ہوتے تھے (شاہجمالی، پیر محمد اکرم، اکرم القواعد، مرشد آباد ڈیرہ غازی خان، سن ندارد، ص۳)۔انہوں نے اُس زمانے کی عظیم اہل علم و عرفان ہستیوں علامہ مولانا عبدالکریم فیضی ریاستی امین آبادی، حضرت مولانا سراج احمد اور حضرت مولانا سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کسبِ فیض کیا اور روحانی تربیت پائی۔ حضرت علامہ قبلہ مولانا محمد اکرم شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ نے۲۲ سال کی جواں عمری میں شمعِ ہدایت کی روشنی چاردانگ عالم میں پھیلانے کے لئے ۱۹۶۱ء میں اپنی زادگاہ سے دوکلومیٹر دور، ڈیرہ غازی خان سے تقریباً ۳۲ کلومیٹر جنوب میں انڈس ہائی وے کے مغربی کنارے پر مانہ احمدانی قصبے میں پہلی عظیم دینی درس گاہ قائم کی۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے دینِ اسلام کی خدمت کے سچے جذبے کو یوں قبولیت بخشی کہ اس مینارۂ نور کی قلب وروح افروز کرنوں نے دور دور تک اُجالا پھیلایا اور ظلمات کو روشنائی کا پیرہن عطا کیا۔اُنہوں نے تدریس و تصنیف کے ساتھ ساتھ قرب وجوار اور دور ودراز علاقوں کے سفر کر کے اپنے دلنشین مواعظ وخطابات سے عوام کے دلوں کو نورِ معرفت سے لبریز کیا، چنانچہ ہزاروں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، دستِ کرم گستر پر بیعت کی اور دنیوی زندگی کے ساتھ اخروی سعادت وسرخروئی کا سامان کیا۔

علامہ محمد اکرم شاہجمالی رحمتہ اللہ علیہ کے پانچوں فرزندان گرامی نے اپنے والدِ

مکرّم کی علمی اور روحانی میراث کا دامن تھامے ہوئے، علمِ شریعت اور نورِ طریقت کی مشعلِ نور افشاں کی روشنائی اقصائے نقاطِ وطن میں پہنچانے کے مشن کو دل و جان سے اپنایا اور اس عظیم و مبارک وظیفہ کو صمیمِ قلب اور اور عمقِ روح سے انجام دینے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں، چونکہ اُن کے جذبے سچے اور مساعی جمیل ہیں اس لئے، کامیابی اور کامرانی تضمین شدہ ہے۔ حضرت علامہ محمد اکرم شاہجمالی کی اہلیہ محترمہ اور اُن کی صالح صاحبزادی بھی اپنے مقدس خاندانی مشن کو خواتین میں عام کرنے میں کوشاں ہیں اور انہیں بھی کامیابی نصیب ہو رہی ہے۔ دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اس روحانی اقدار و معنوی فیضان گستر خانوادے پر اپنا کرم جاری و ساری رکھے، ان کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے اور اور اپنے دین کی سرفرازی و اشاعت میں ان کی شبانہ روز محنت کو شرفِ قبولیت عطا کرے۔

مانہ احمدانی کے سے اڑھائی کلو میٹر شمال مغرب میں قصبہ بستی بڈھن میں ہمارے خاندان کا کئی نسلوں سے بسیرا ہے، میں نے پنجاب یونیورسٹی میں بطور اُستاد ملازمت ہونے تک بچپن، لڑکپن اور پیرانہ آمیز جوانی کے ابتدائی سال وہیں گزارے۔ میرے ننھیال کا تعلق چونکہ چوٹی زیرین، مانہ احمدانی سے شمال مشرق میں ۲۵ کلو میٹر پر واقع نسبتاً بڑا قصبہ، سے ہے اس لئے ہمیں تواتر کے ساتھ وہاں آنا جانا ہوتا، چونکہ تیس، پینتیس برس پہلے ذاتی سواریاں یعنی کاریں وغیرہ آج کی طرح عام نہیں تھیں اس لئے بسوں پر سفر کرنا ہوتا۔ ہمیں بستی بڈھن سے چوٹی زیرین جانے کے لئے پہلے مانہ احمدانی جانا پڑتا، چونکہ حضرت قبلہ اکرم شاہجمالی رحمتہ کا آستانِ جود و سخا، مانہ احمدانی بس سٹاف کے پاس ہی تھا اور اُن کی حاتم طائیانہ میزبانی ضرب المثل تھی، پھر میری والدہ صاحبہ اور محترمہ نانی حضرت شاہجمالی کی

اہلیۂ محترمہ کے خاص حلقۂ ارادت میں تھیں، اُن سے دعا کرواتیں جو مستجاب ہوتیں، اس لئے ہم اپنے ننھیال جاتے وقت، حضرت شاہجمالی کے آستان پر ضرور جاتے، والدہ ساتھ ہوتیں تو وہ اُن کے گھر چلی جاتیں، عبدالرشید خان چنگوانی، میرے والد صاحب اور میں خود اُن (قبلہ محمد اکرم شاہجمالی رحہ) سے ملتے تھے۔ اپنے ہاں ارادتمندوں اور مریدوں کا جمگٹھا ہونے کے باوجود وہ خصوصی توجہ فرماتے، والد صاحب سے مشفقانہ سرپرستی کرتے اور کھانا کھلائے اور چائے وغیرہ پلائے بغیر نہیں جانے دیتے تھے تھے۔ وہ صوفیا کے ابدی و آفاقی نظریے کے دل جان سے پیرو تھے کہ ''ہر کہ بیاید نانش بدہید واز دینش نپرسید'' (جو بھی در پر آئے اُسے روٹی دیں اور اُس کے مذہب کے بارے میں نہ پوچھیں)، چنانچہ اُن کے وسیع دسترخوان پر بلا امتیاز ہر کہ و مہ آجاتا اور اپنائیت سے میزبانی کا حظ اٹھا کے عزت واحترام سے رُخصت ہوتا۔

حضرت قبلہ علاّمہ مولانا محمد اکرم شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا مبالغہ ہزاروں اہلِ اسلام کی روحانی تربیت کی، انہیں ملک وملت کا مفید شہری بننے میں راہنمائی فرمائی، نقطۂ نظر کے اختلاف کو دشمنی نہ بنانے کا درس دیا، فرقہ وارانہ تنگ نظری سے بچنے کی تلقین کی اور جیو اور جینے دو کے فلسفہ اور نظریہ کو اپنے عقیدتمندوں میں پروان چڑھایا۔ چونکہ وہ ہر مسلک و منہج کے لوگوں سے رواداری اور حُسنِ خلق سے پیش آتے، اس لئے بلا تفریق تمام مسالک کے متعلقین اُن کا دل سے احترام کرتے تھے، جو اُن کے وصال کے بعد بھی جاری بلکہ روبہ افزوں ہے۔

حضرت شاہجمالی اپنی درسگاہ میں عموماً صبح کی نماز کے بعد طلاّب کو درس دیتے، آنے جانے والوں کو خندہ پیشانی سے ملتے، اُن کی علمی و معنوی راہنمائی

کرتے ، دینی امور سے متعلق سائلوں کو فتاویٰ دیتے ، خدا کے ابدی و آفاقی پیغام کو عام کرنے کے لئے دور دراز کے علاقوں کے اسفار کر کے وہاں پر خطابات و مواعظ سے اہلِ اسلام کے دلوں میں خوفِ خدا اور عشقِ محمّدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوت جگاتے ، ان سب غیر معمولی مصروفیات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُن کے وقت میں ایسی برکت ڈالی تھی کہ وہ کبھی بھی مطالعہ اور تحقیق و تصنیف کے اعلیٰ و ارفع مقصد سے غافل نہیں رہے۔ اُنھوں نے اپنے رشحاتِ قلم سے کئی کتابیں اور رسائل یادگار چھوڑے جن میں سے ایک اہم فارسی تدریس پر اُن کی زندۂ جاوید تصنیف ’’اکرم القواعد‘‘ ہے۔ درمیانی سائز کے پچانوے صفحات پر مشتمل یہ کتاب فارسی زبان کے قوائد پر یہ نہایت سادہ ، رواں اور جامع درسی کتاب ہے جس کے مطالب کی تفہیم میں سہولت کے لئے خود فاضل مصنّف کی طرف سے اُردو میں حاشیہ بھی لکھا گیا ہے۔ کتاب پر ’’ تعارفِ مصنف رحمۃ اللہ علیہ‘‘ کے عنوان سے حافظ خواجہ محمد مُعین الدین شاہجمالی ، فرزندِ رشیدِ حضرت محمد اکرم شاہجمالی علیہ رحمۃ نے شرح احوال ، خاندانی پس منظر ، تعلیم و تربیت ، مسندِ تدریس و علمی خدمات ، خصائلِ مبارکہ ، فن مناظرہ ، سیاسی خدمات اور اُن کی تصنیفات پر ایک مختصر مگر جامع مقدمہ تحریر کیا ہے۔ اس مقدمے سے اس عظیم علمی ، تحقیقی اور روحانی شخصیّت کے بارے میں بنیادی معلومات کا دل افروز خاکہ قارئین کے سامنے آتا ہے ، جس سے اُن کے دلوں میں حضرتِ ممدوح کے بارے میں زیادہ جاننے اور پڑھنے کا جذبہ قارئین کے قلوب و اذھان میں موجزن ہوتا ہے۔

کتاب میں شامل مطالب کی خود فاضل مصنف نے یوں تعریف وتحدید کی ہے: ''پس می گوید بندۂ طالبِ مغفرت کردگار فقیر محمد اکرم شاہجمالی کہ این رسالہ ای است در قواعدِ فارسی مسمیٰ بہ اکرم القائد مزیّن بہ قوانین وفوائد بہ نظامِ احسن برای طُلّابِ ذی فہم کہ بہ خواندنش زاید الفہم می شوند، تصنیف نمودم کہ مشتمل است بر مقدّمہ وشش باب''۔ اس کے بعد مقدمے اور ہر چھ ابواب کی تفصیل بھی خود ہی اختصار سے درج کر دی ہے۔ مقدمے کے مندرجات اور کتاب کے مطالب سے بالکل عیاں ہے کہ حضرت قبلہ شاہجمالی کو نہ صرف موضوع ومطالب پر بھرپور عبور اور کامل تسلُّط حاصل تھا بلکہ اُنہیں طلبہ کو مطالب سمجھانے اور از بر کرانے کا اسلوب و منہج بھی خوب آتا تھا۔ اس کتاب میں وہ سب کچھ بہ درجۂ اتمّ موجود ہے جس کی فارسی زبان وادب پڑھنے پڑھانے والے کو ضرورت ہوسکتی ہے، چنانچہ یہ بظاہر مختصر کتاب علم کت متلاشیوں کے لئے جام جم کی حیثیت رکھتی ہے اور حضرت علامہ محمد اکرم شاہجمالی نے اس میں فارسی زبان کے عظیم علمی اوقیانوس کو اپنی مہارت سے کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مزید یہ کہ مطالب کی بھرپور تفہیم کے لئے جدولوں اور مثالوں کا اندراج کیا گیا ہے نیز مزید آسانی کے لئے فارسی کے ساتھ ساتھ اردو حاشیہ بھی شامل مطالب ہے، گویا یہ جامع کتاب فارسی گرائمر و زبان سیکھنے کے لئے ایک ایک غیر معمولی اہم اور مؤثر منبع ہے، اس سے فیض پانے والے خوش قسمت ہیں اور اس کی اشاعت کا اہتمام کرنے والے سعادت مند و سرخرو ہیں۔

''اکرم القواعد'' خود مصنّفِ گرامی القدر رحمۃ اللہ کے بقول ۱۲ شعبان المعظّم بروز

جمعۃ المبارک ۱۳۸۱ھجر ی قمری اوراس کا اردو حاشیہ جمعرات ۲۶ نومبر ۲۰۱۵ء کو تکمیل پذیر ہوا اوراس کا پہلا ایڈیشن تب منصّہ ٔ شہود پر آیا۔ حضرت قبلہ محمد اکرم شاہجمالی کی روحِ پُر فتوح کے لئے شادمانی اورخُرسندی کی بات ہے کہ اُن اخلاف و خانوادے نے اُن کی مکتوب علمی میراث کا پرچم سرفراز رکھا ہوا ہے اوراور شمع ہدایت کی روشنائی دور دور تک پھیلانے میں دل و جان سے مساعیِ جمیلہ میں لگے ہیں، جس کے لئے سبھی کو مبارک باد۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر

سابق وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

و

سابق وائس چانسلر، سرگودھا یونیورسٹی سرگودھا

لاہور، ۱۶جولائی ۲۰۲۳ء

تعارف مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ولادت مبارک اور پرورش:۔

شہنشاہ ولایت آفتابِ طریقت جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ پیر طریقت رہبر شریعت حضور خواجہ پیر محمد اکرم شاہ جمالیؒ 31 دسمبر 1939ء کو ڈیرہ غازیخان میں قصبہ سندیلہ شریف کے مشہور ومعروف علمی وروحانی گھرانے میں جلوہ افروز ہوئے۔6 سال کی عمر میں آپ اپنے عظیم والدگرامی کے سایۂ شفقت ومحبت سے محروم ہو گئے۔آپ کی نیک سیرت باہمت والدہ ماجدہ نے آپ کی پرورش فرمائی۔یہ ان کی اعلیٰ تربیت ہی تھی جس نے آپؒ کو رشکِ زمانہ بنا دیا۔

خاندانی پس منظر:۔

خاندانِ شاہجمالی محتاج تعارف نہیں۔ پاکستان اور ہندوستان میں علم اور علماء اس خاندان کے ممنون ہیں۔اس خانوادے پر اللہ کا یہ احسان اور فضل عظیم ہے کہ مالک الملک نے شریعت اورطریقت کی دونوں نعمتوں سے نوازا۔شریعت مطہرہ کے علوم کے ساتھ ساتھ طریقت ومعرفت کے اسرار رموز سے بھی آشنا فرمایا۔ڈیڑھ صدی سے زائد عرصہ سے یہ گھرانہ دین متین کی خدمت کر رہا ہے۔

حضور شاہ جمالی کریمؒ کے والد گرامی سراج السالکین،عمدۃ الواصلین، زبدۃ العارفین، استاذ المحدثین والمفسرین، جامع المعقول والمنقول حضور خواجہ فیض محمد شاہ جمالیؒ نہ صرف عظیم شیخ طریقت تھے بلکہ ایک اجل عالم تھے علم ومعرفت کے اس آفتاب کی کرنیں اتنی روشن ہوئیں کہ پاک و ہند کے علماء وصلحاء نے ان سے جلا

پائی۔کسی شاعر نے آپ کی شخصیت بہت خوب عکاسی کی۔

فیض کے فیض سے دنیا ہوئی فیض یاب

جو بھی ان کے دامن سے لپٹا ہوا کامیاب

آپ نہ صرف علوم شرعیہ پر کامل دسترس رکھتے تھے بلکہ سلوک کے راہوں کے بھی باکمال راہی تھے۔کوئی شریعت سیکھنے آتا تو کوئی طریقت کی منزلیں طے کرنے آتا۔آپ کے شرف تلمذ سے کوئی محدث اعظم بنا تو کوئی بیہقی وقت ہوا،کوئی خورشید ملت کے لقب سے مشہور ہوا تو کوئی استاذ المناطقہ کہلایا۔الغرض علم ومعرفت کا ایک بحر بیکراں تھا جس سے ایک زمانہ فیض یاب ہوا۔

تعلیم وتربیت:۔

یتیمی میں پرورش پانے والے اس مبارک ہستی کی تربیت آپ کی عظیم والدہ صاحبہ نے فرمائی۔علوم دینیہ کے حصول کے لئے آپ اپنے والدگرامی کے مایہ ناز شاگرد، خلیفہ مجاز، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالکریم فیضی ریاستی امین آبادی کے پاس حاضر ہوئے۔مولانا موصوف آپ کے استاد ہونے پر فخر محسوس کرتے ہوئے پرنم آنکھوں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ نے میری بخشش نہ فرمائی تو میں عرض کروں گا کہ میں محمد اکرم ومحمد اعظم کا استاد ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے اس عمل سے مغفرت فرمائے گا۔موقوف علیہ کی تکمیل آپ نے سراج الفقہاء حضرت علامہ مولانا سراج احمدؒ کے پاس فرمائی۔اپنی قابلیت کی بنا پر دوران تعلیم وہاں تدریس بھی فرماتے تھے۔شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول سعیدیؒ بھی وہیں آپ کے پاس پڑھتے رہے۔موقوف علیہ کی تکمیل کے بعد آپ

دورہ حدیث شریف کیلئے غزالئ زماں رازئ دوراں حضور سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ۱۸ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کے بعد واپس سندیلہ شریف تشریف لائے۔

مسند تدریس اور علمی خدمات:۔

علوم دینیہ کے حصول کے بعد آپ کی واحد خواہش خدا کے دین کی خدمت تھی۔اسی جذبے سے سرشار ہو کر 1961ء میں آپ نے قصبہ مانہ احمدانی میں دارالعلوم صدیقیہ شاہ جمالیہ اکرم المدارس کی بنیاد رکھی اور خود مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اوراس مسند کا حق ادا فرمایا۔آپ کی 78 سالہ حیات مبارکہ خدا کے دین کو یا تو پڑھتے گزری یا پڑھاتے گزری۔آپ ایک باکمال مدرس تھے،سینکڑوں علماء،خطباء،ادباء اور صلحاء آپ کے فن تدریس کے فیض سے مستفید ہوئے۔قلت اسباب اور علاقے کی پسماندگی کے باوجود آپ نے اطمینان قلب کے ساتھ اپنے دین کے مشن کو جاری رکھا۔یہ آپ کے خلوص اور عمل پیہم کی ہی بدولت تھا، جو مشن ایک چھپر سے شروع ہوا تھا وہ آج 100 سے زائد مدارس تک فروغ پا چکا ہے۔ آپ نے اپنے مریدین اور معتقدین کے اصلاح احوال واعمال کے ساتھ ساتھ ان میں ایک علمی ذوق پیدا فرمایا۔مریدین ومعتقدین کو حد درجہ ترغیب فرماتے کہ اپنے بچوں،بچیوں کو دینی علوم سے آراستہ کریں۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین و متوسلین میں علماء،خطباء،قراء متبعین سنت رسول اللہ ﷺ کی کثرت ہے۔

خصائل مبارکہ:۔

آپ صرف ایک مستند عالم دین اور مدرس ہی نہیں تھے بلکہ شریعت پر کاربند

رہنے والے ایک زاہد اور متقی انسان تھے۔تقویٰ آپ کی حیات مبارکہ کا اہم خاصہ تھا۔بے پناہ علم وفضل کے باوجود آپ کی زندگی سادگی اور قناعت کا عملی نمونہ تھی۔ خوفِ خدا اور حفظ امانت کا اتنا پاس تھا کہ ذاتی اور مدرسہ کی چیزوں میں حد درجہ احتیاط فرماتے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے محبوب ﷺ کے عشق کی دولت سے بھی نوازا تھا۔آپ ایک عظیم مربی تھے، جنہوں نے طریقت و معرفت سے لوگوں کو قلوب کا تزکیہ کیا۔آپ کے مزاج مبارک میں انتہائی منکسر المزاجی اور عاجزی تھی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو شان بے نیازی سے بھی نوازا تھا۔اگر آپ کی عائلی زندگی کو دیکھا جائے تو وہ بھی انتہائی حسین اور محبت وشفقت سے بھرپور تھی۔

المختصر یہ کہ خالق کونین نے آپ کی ذات اقدس کو بہت سی خوبیوں اور صفات سے مزین فرمایا تھا۔

فن مناظرہ:۔

آپ نے پوری زندگی خدا کے دین پر پہرہ دیا اور مسلک حقہ عقائد اہلسنت کی حفاظت فرمائی۔فن مناظرہ پر دسترس ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جرأت وشجاعت جیسی صفات ایمانی سے بھی نوازا تھا۔آپ خانقاہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے والے فقط صوفی نہ تھے بلکہ دین کی غیرت رکھنے والے عظیم جرنیل تھے۔ جب بھی مسلک کو اغیار اور اہل باطل نے للکارا۔آپ نے رسم شبیری کو ادا کیا۔

جہاں بھی عزت و ناموس رسالت پر حملہ ہوا، آپ جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔انہی مناظروں کے ساتھ آپ نے سنیت کا بول بالا فرمایا اور عقائد فاسدہ کو فروغ پانے سے روکا، اور اس حوالے سے مجاہدانہ زندگی بسر

کی۔مگر تمام مناظروں میں آپ نے احترام اور اخلاق کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔

سیاسی خدمات:۔

آپ نے پوری زندگی سیاست سے کنارہ کشی مگر جب 1970ء میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ بلند ہوا۔تو آپ بھی کسی سے پیچھے نہ رہے بلکہ لبیک کہتے ہوئے سیاست کے میدان میں قدم رکھا اور ایک مثال قائم فرمائی

فن تصنیف:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔اور قلم میں بھی وہی قوت اور تاثیر عطا فرمائی جو زبان مبارک میں تھی۔آپ نے 18 سال کی عمر میں بستر علالت پر اپنی پہلی کتاب ''اکرم القواعد'' تحریر فرمائی۔جو کہ فارسی زبان میں فارسی قواعد پر بے مثال کتاب ہے۔اور پاکستان کے متعدد مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے، آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں احباب کے پر زور مطالبے پر اس کا اردو حاشیہ بھی خود تحریر فرمایا۔

2:۔اکرم المسائل

اس کتاب میں احناف کے فقہی مسائل کو احادیث اور دیگر مستند دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔یہ کتاب بھی اپنے افادے کے لحاظ سے علماء وطلباء دونوں طبقوں میں بے حد مقبول ہے۔اور مختلف مدارس میں درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

3:۔اکرم العوامل

نحو کی مشہور کتاب مائۃ عامل کی اردو شرح ہے۔دقیق علمی نکات پر مشتمل

ہونے کی بناء پر انتہائی مفید کتاب ہے۔اور یہ بھی مختلف مدارس میں درساً پڑھائی جاتی ہے۔

4:۔فیض شاہ جمالی

حضور قبلہ فیض عالم حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالیؒ کی سوانح حیات ہے۔جس میں آپ نے مستند واقعات کو سند کے ساتھ اور گواہوں کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ جس کے آخر میں ''ضمیمۃ الکتاب فی اثبات الکرامات'' اور ''تتمۃ الکلام فی طلب الشیخ والامام'' کے نام سے دو انتہائی مفید مسائل اثبات کرامات اولیاء اور بیعت و مرشد کی ضرورت کو مدلل انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

5:۔ارشاد العاملین فی بدعات الصالحین

جس طرح نام سے ظاہر ہے یہ بدعت کے موضوع پر نہایت مختصر و جامع رسالہ ہے

6:۔العتابہ لمنکر الدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ

یہ دعا بعد نماز جنازہ کے موضوع پر انتہائی جامع اور مختصر رسالہ ہے۔اس کے علاوہ بھی حضور شاہ جمالی کریمؒ نے کچھ کتب تصنیف فرمائیں، جو ابھی تک طباعت کے مراحل تک نہیں پہنچیں۔

آپ کی انہی خدمات کی بدولت آپ تین مرتبہ جماعت اہلسنت کے مرکزی نائب امیر منتخب ہوئے۔

اولادِ امجاد:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 5 بیٹوں اور 3 بیٹیوں سے نوازا۔آپ نے اپنی دینی

محبت کے جنون میں سب کو دین کیلئے پیش فرمادیا،آپ کے پانچوں صاجزادے اور صاجزادی حافظ اور عالم ہیں۔اور سب دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔اللہ تعالیٰ مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

وصال پرملال:۔

آپ 2اگست 2017ء بمطابق 8ذی قعدہ 1438ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔آپ نے اپنے وصال کے اشارے خود ہی فرمادئے تھے۔وصال کے بعد آپ کے چہرہ مبارک پر اک حسین مسکراہٹ تھی جسے دیکھ کر عنداللہ آپ کے مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔قلندرِ لاہوری نے خوب فرمایا:

نشان مرد مومن باتو گویم　　　چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

آپ کا مزار پرانوار مرشد آباد شریف نزد عالیوالہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں مرجع خلائق ہے۔آپ کا عرس مبارک ہر سال 8,9 ذوالقعدہ کو شان وشوکت سے منعقد کیا جائے گا۔

علامہ حافظ خواجہ محمد معین الدین شاہ جمالی
ایم اے انگلش۔ایل ایل بی
پی ایچ ڈی سکالر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ مِنَّةً کَامِلَةً عَلَیْنَا بِاَنْ اَعْطٰی مَحْبُوْبَهٗ مُحَمَّدًا لَّنَا وَصَرَّفَ قُلُوْبَنَا بِمُحَبَّتِهٖ وَاَدَامَهٗ اِلٰی مَالَایُنْتَهٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الْاَتْقِیَاءِ. امابعد:

پس مے گوید بندۂ طالبِ مغفرتِ کردگار فقیر محمد اکرم فیضی شاہجمالی کہ ایں رسالہ ایست در قوائدِ فارسی مُسَمّٰی **بِاَکْرَمِ الْقَوَاعِدِ** مزین بقوانین وفوائد بنظامِ احسن برائے طُلَّابِ ذِی فہم کہ بخواندنش زائد الفہم مے شوند تصنیف نمودم کہ مشتمل است بر مقدمہ وشش باب۔ **مُقَدَّمَہ** اَش در اصطلاحاتِ فارسیہ ودر تعریف واقسامِ کلمہ۔

بابِ اَوّل در تعریف واقسامِ اسم مع بنائہا۔

بابِ دُوَّم در تعریف اقسامِ فعل مع بنائہا۔

بابِ سِوُّم در تعریف واقسامِ حرف۔

بابِ چہارُم در تاثیراتِ حروف۔

بابِ پنجم در قواعدِ فارسی۔

بابِ ششم در تمرین صیغہ ہائے مشکلہ

وبر حاشیہ اَش نیز فوائدِ رفیعہ تحریر کردہ شدند و مے خواہد از بارگاہِ لایزال کہ ایں راہمچوں محبوبانِ مرغوب بدل شائقان کند آمین ثم آمین ونیز مستدعی بخدمتِ مشفقان است کہ بندہ را بدعائے خیر یاد فرمایند اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِهٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْهِ.

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ بِسْمِ اللّٰہِ...... الخ: بدانکہ مصنف غفرلہٗ کتابِ خویش را **بِسْمِ اللّٰہِ......** الخ بچند وجوہ شروع نمود۔ اوّل موافقت بکلامِ اللہ زیرآنکہ دراوّلِ اُو بِسمِ اللہ است۔ دُوُّم متابعت بحدیثِ نبوی ﷺ **کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ** ۔ سِوُّم برائے مخالفتِ کفارِ نابکار کہ اوشان رسائلِ خود را بنامِ بتانِ خویش شروع کردند۔ چہارم برائے موافقتِ علمائے متقدمین کہ کتبِ خویش را **بِسْمِ اللّٰہِ** الخ شروع نمودند۔ پنجم برائے خوارِیِ شیطانِ لعین حدیثِ نبوی ﷺ است **اِذَا قُرِئَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَذُوْبُ الشَّیْطٰنُ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ فِی النَّارِ** وغیرہ۔ **بدانکہ** بسم اللہ گفتہ شد و باللہ نگفتہ شد۔ زیرانکہ تبرک و استعانت از ذکرِ اسم اللہ است و اینکہ اگر باللہ گفتہ شدے پس معلوم نشدے کہ بائے مدخولہ برائے تَیَمُّن است یا برائے یمین پس برائے رفعِ شک بسم اللہ گفتہ شد۔

قَوْلُهٗ اللہ: **اَلذَّاتُ الْوَاجِبُ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعُ لِجَمِیْعِ الصِّفَاتِ الْکَمَالِیَّۃِ** ۔ اما اصل اُو اِلٰہ است ہمزہ را حذف کردند عوضِ اُو الف ولام آوردند۔ اما در اشتقاقِ اُو خلافِ کثیر است۔ قطعہٴ خورد نیروئے گنجان ندارد ۱۲

قَوْلُهٗ الرحمٰن الرحیم: ہر دو اوصافِ حسنہ مبنی للمبالغہ اند مگر وصفِ اوّل باعتبارِ کمیت عام است زیرآنکہ رحمٰن بمعنٰی رحمت کنندہ در دُنیا و ایں عام است مر مومنان و کافران را و رحیم بمعنٰی رحمت کنندہ در آخرت و ایں مختص بمومنان است و اما رحمٰن را از رحیم مقدم کردند زیرآنکہ رحمتِ دنیا کہ مقدم است از آخرت باعتبارِ

وجود و نیز رحمٰن بکثرتِ استعمال مثل علم گشتہ است فلہٰذا لفظِ رحمٰن غیر عز و جلّ را وصف نتواں گفت پس علم مقدم باشد از وصف۔

قَوْلُهٗ اَلْحَمْدُ:هُوَ الثَّنَآءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيْلِ الْاِخْتِيَارِیْ مِنْ نِعْمَةٍ كَانَ اَوْ غَيْرَهَا ومدح عام است خواہ بر اختیاری باشد خواہ بر غیر اختیاری فلہٰذا وصف مردِ حسین را مدح گویند وحمد نمے تواں گفت و نیز آنکہ عوض نعمت باشد آنرا شکر گویند و اما حمد و مدح باعتبارِ صدور مختص بلسان است وشکر لساناً عملاً اعتقاداً نیز کردہ آید۔ قَوْلُهٗ بِاَنْ اَعْطٰی: بدانکہ اَنْ مصدریہ است فعل را بمعنٰی مصدری کند فلہٰذا براں بائے جارہ داخل شد۔

قَوْلُهٗ اَدَامَهٗ: بدانکہ مرجع ضمیر واحد مذکر بسوئے محبت است وتائے درمحبت مصدری است وحکم مصدر اَلْمَصْدَرُ كَالْمُخَنَّثِ قَدْ يُذَكَّرُ قَدْ يُؤَنَّثُ.

حاشیہ اردو

قَوْلُہ۔بسم اللہ۔جاننا چاہئے کہ مصنف کتاب غفرلہ نے اپنی اس کتاب کو چند وجوہات کی بنیاد پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا۔

وجہ اول۔کلام الٰہی کی موافقت کیلئے اس لئے کہ قرآن مجید کی ابتدا بسم اللہ سے ہے

وجہ دوم۔برائے مناسبت واتباع حدیث رسول ﷺ كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ يُبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ ۔جو عظمت والا کام بسم اللہ سے اسکی ابتدا نہ کیجائے وہ کام ناتمام ناقص ہوتا ہے۔

وجہ سوم۔کفار نابکار سے مخالفت کیلئے اس لئے کہ وہ اپنے رسائل کو بتوں کے نام سے شروع کرتے تھے(اس طرح کہ بسم اللآت والعزی والمنات)

وجہ چہارم۔علماء متقدمین سے موافقت کیلئے کہ وہ اپنی کتب کو بسم اللہ سے شروع فرماتے
وجہ پنجم ۔شیطان لعین کی خواری کیلئے حدیث نبوی ہے **اذا قرء بسم الرحمن الرحیم یذوب الشیطان کما یذوب الرصاص فی النار**۔جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جائے تو شیطان ایسے پگھلتا ہے جس طرح قلعی آگ میں پگھلتی ہے وغیرہ۔

قَوْلُه۔جاننا چاہیئے مصنف کتاب نے شروع میں بسم اللہ کہا مگر باللہ تو نہیں کہا (ابتدا کلمہ اللہ سے تو نہیں بلکہ کلمہ اسم سے ہے)اس لئے کہ تبرک اور استعانت ذکر اسم اللہ سے ہوتی ہے۔وجہ دوم اگر بسم اللہ کی بجائے باللہ کہا جاتا تو التباس ہو سکتا کہ یہ با تیمن (حصول برکت) کیلئے ہے یا با قسمیہ ہے پھر اس شک اور التباس کے دفع کیلئے بسم اللہ کہا گیا۔(اس لئے کہ اسم اللہ سے حصول برکت ہوا کرتا ہے نہ کہ قسم ہوا کرتی ہے)

قَوْلُه:الله الذات الواجب الوجود المستجمع لصفات الكماليه ۔لفظ اللہ کا اصل الہ ہے ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض ابتدا میں الف لام لایا گیا تاہم اس کے اشتقاق میں علماء کا اختلاف ہے جس کا بیان مختصر حاشیہ میں گنجائش نہیں رکھتا۔

قَـوْلُـه ۔الرحمٰن الرحیم۔یہ دونوں اوصاف حسنہ مبنی علی المبالغہ ہیں مگر وصف الرحمٰن باعتبار کمیت بمقابلہ رحیم عام ہے اس لئے کہ رحمان کا مفہوم دنیا میں رحمت کرنے والا،تو رحمت تعدد کے حوالہ سے دنیا میں مومنین اور کافرین کیلئے عام ہے جو سب کیلئے باعتبار رزق وحیات وغیرہ شامل ہے۔اور وصف رحیم کا مفہوم آخرت میں رحمت کرنے والا تو اس اعتبار سے یہ وصف رحمٰن کے

مقابلہ میں خاص ہے اس لئے کہ آخرت میں رحمت فقط ایمان والوں کیلئے مختص ہے صفت رحمٰن کو صفت رحیم سے پہلے لانا اس لئے کہ رحمت دنیا باعتبار وجود رحمت آخرت سے پہلے ہے۔ اور یہ کہ صفت رحمٰن کثرت استعمال کی وجہ سے مثل علم ذاتی کے ہوگیا اس لئے وصف رحمٰن کا اطلاق ذات پروردگار کے بغیر کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں پھر علم ہمیشہ وصف سے پہلے ہوتا ہے۔ (اس لئے رحمٰن پہلے اور رحیم کا ذکر اس کے بعد ہوا)

قَولُہ :الحمد: ہوالثناء باللسان علی الجمیل الاختیاری من نعمۃ کان او غیرھا، حمد زبان سے تعریف کرنا کسی وصف جمیلہ پر جو وصف موصوف کیلئے اختیاری ہو چاہے وہ کسی نعمت اور انعام کے بدلہ ہو یا اس کے بدلہ نہ ہو اس لئے کہ مرد حسین کے (حسن کی تعریف) کو مدح کہتے ہیں حمد نہیں کہتے اس لئے کہ مخلوق کا حسن اس کی صفت اختیاری نہیں ہے۔ پھر جو وصف جو فقط کسی نعمت یا انعام کے بدلہ ہو اس کو شکر کہتے ہیں۔ پھر حمد ہو یا شکر انکا ظہور فقط زبان سے مختص ہے مگر شکر لساناً، عملاً، اعتقاداً بھی ہوتا ہے۔

قَولُہ بان اعطی: جاننا چاہیئے ان مصدر یہ ہے جو فعل مدخول علیہ کو مصدری حکم اور معنی میں بدل دیتا ہے اس لئے اس پر باجارہ داخل ہوگیا (کیونکہ اب یہ فعل حکماً اسم ہوگیا) ے، قولہ وادامہ: جاننا چاہیئے کہ یہ ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع محبت ہے اور محبت میں تائے مصدری آنے کی وجہ سے یہ حکم مصدر میں داخل ہوگیا ہے پھر مصدر کیلئے یہ حکم ہے ''المصدر کالمخنث قد یذکر قد یونث'' مصدر مخنث کے حکم میں ہوتا ہے کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال ہوتا ہے (اس لئے اسکو ضمیر مذکر کا مرجع ٹھہرایا)

مُقدِّمَہ در اصطِلاحَاتِ فَارسِی

حرکتؔ: ضمہ، فتحہ، کسرہ را گویند۔ **مُتَحرّکؔ**: آنکہ براں حرکت واقع شود۔ **سکونؔ**: جزم را گویند۔ **ساکنؔ**: آنکہ براں جزم واقع شود۔ **ضمؔ وضمہؔ و رفعؔ** پیش را گویند۔ **فتحہؔ و فتحؔ و نصبؔ** زبر را گویند۔ **کسرہ و کسرؔ و جرؔ** زیر را گویند۔ **مضموم و مرفوع** آنکہ براں ضم واقع مے شود۔ **مفتوح و منصوبؔ** آنکہ براں فتح واقع شود۔ **مکسورؔ و مجرورؔ** آنکہ براں کسرہ واقع شود۔ **مُشَدَّدؔ** آنکہ براں شدّ واقع شود۔ **موقوفؔ** آنکہ خود ساکن و ماقبل اُو نیز ساکن باشد چوں محمود۔ **مَنْقُوطَہؔ و مُعْجَمَہؔ** آن است کہ نقطہ دارد۔ **غیر مَنْقوطَہ و مُهْمَلَہ** آن است کہ نقطہ ندارد۔ **فَوْقَانِیْ** آنکہ بالائے اُو نقطہ باشد۔ **تَحْتَانِیْ** آنکہ زیر اُو نقطہ باشد۔ **مُوَحَّدْ** آنکہ یک نقطہ دارد۔ **مُثَنَّاۃْ** آنکہ دو نقطہ دارد۔ **مُثَلَّثَہْ** آنکہ سہ نقطہ دارد۔ **واو و یاء مَعْلُوْمَہْ** آنکہ ماقبلِ واو ضمہ و ماقبلِ یا کسرہ را باشباع خواندہ شود۔ **و مَجْهُوْلَہْ** آنکہ ضمہ و کسرہ را باشباع نخواندہ شود مثالِ اوّل چوں بود و آمدی مثالِ ثانی چوں رود کوہی۔ **مَعْدُوْلَہْ** آنکہ واو و یا را در خواندن دخلے نباشد چوں خویش و خود وغیرہ۔ **مُقَدَّرْ** آنکہ در عبارت نباشد و در معنٰی باشد۔ **مُخَفَّفْ** آنست کہ از اصلِ حروف کمی کردہ شود برائے تخفیف چوں بُد مخفف بود۔ **مَاقَبْل** گزشتہ حرف را گویند۔ **مَابَعْد** آیندہ را گویند چوں لفظِ فَتَحَ ماقبلِ

تا فا است و مابعدِ تا حا است۔ **مُتَرَادِف** آنکہ دو لفظ یا زیادہ را یک معنٰی باشد۔ **مُشْتَرَک** آنکہ دو یا زیادہ معنٰی را یک لفظ باشد۔ **اَلِفِ مَمْدُوْدَہ** آنکہ بالف دیگر آمیختہ خواندہ شود چوں آمد۔ **اَلِفِ مَقْصُوْرَہ** آنکہ باہمیں طور نباشد چوں اگر۔ **مَعْرِفَہ** آنکہ تعیین دارد چوں گُل محمد کہ معین است۔ **نَکِرَہْ** آنکہ تعیین ندارد چوں رجل۔ **تعریف واقسام کلمہ** ۔ **کَلِمَہْ** لفظے است موضوع برائے معنٰی مفرد وآں بر سہ قسم است اسم فعل حرف

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ مقدمہ: بضمِ میم وکسرِ دال مشددہ بمعنٰی پیش روندہ، ماخوذ از مقدمۃ الجیش آنکہ پارۂ لشکر را بہ پیش فرستند وآنچہ دراَوّلِ کتب مرقوم باشد مراد ازاں مطلبے باشد کہ پیش گفتہ شود برائے آسانی مطالب دیگر وبفتح دال مشددہ نیز آمدہ بصیغہ اسم مفعول۔

قَوْلُہٗ اصطلاح: درلغت بمعنٰی صلح نمودن ومعنٰی اصطلاحی اینکہ اتفاق کردن قومے بر معین داشتن لفظ برائے معنٰی کہ خلافِ موضوع باشد و درمیانِ معنٰی لغوی و اصطلاحی نسبتے باشد۔

قَوْلُہٗ فارسی: معربِ پارسی منسوب بپارس ابن پہلوابن سام ابن نوح علیہ السلام زیرآنکہ پارس درتصرفِ اُو بود وبعضے گویند منسوب است بپارسیاں کہ پسرانِ پدرام بن اَرفخشند ابن سام ابن نوح علیہ السلام وپسرانِ پدرام دہ بودند ہر یکے سوار پس درزبانِ عرب فارس سوار را گویند پس ایشاں بدیں نام موسوم شدند و زبانِ فارسی ہفت گونہ است۔ صرف کہ بلادِ فارس بداں تکلم کنند۔ دُوُّم پہلوی

کہ مردم رَے وسپاہان ورزبان دیگر ہروی، سکزی، زاولی، سغدی، متروک و مطروح اند۔ چنانچہ شعر بداں نتواں گفت اگر بضرورت درشعر یک دو کلمہ استعمال کنند جائز است۔ ھِروی بکسرِ اوّل وثانی منسوب بہ ہرات۔ سَکزی بفتح اوّل وسکونِ کاف نامِ کوہ۔ زاوُلی بضمِ ثالث ولایت سیستان ونام قومے۔ سُغدی بضمِ اوّل نشیب زمین (نشیبی علاقہ) اور شہر کا نام ہے جو کہ سمرقند کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ قَولُہٗ درمعنیٰ باشد چوں بنامِ جہاندار جاں آفریں بمعنیٰ ابتدائے کنم بنام جہاندار وجان آفرین۔

قَولُہٗ مشترک: مثال لفظِ مشترک المعنیٰ چوں لفظِ بر بفارسی بچند معنیٰ مے آید۔ بمعنیٰ فوق وبمعنیٰ جنگل وبمعنیٰ ثمرہ وبمعنیٰ بیروں وبمعنیٰ بغل وبمعنیٰ پیش وبمعنیٰ پس وغیرہ۔

قَولُہٗ آمد: بدانکہ الفِ ممدودہ درحقیقت دوالف باشند الفِ ثانی الفِ اوّل رامے کشد لہٰذا اوّل راکشیدہ ثانی راکشندہ مے گویند۔ چوں آمد کہ دراصل اٰءمد بود الف ثانی ہمزہ کشندہ اوّل کشیدہ است۔

قَولُہٗ تعریف: اسمِ مصدر است بمعنیٰ شناسا کردن وگم شدہ راجُستن وخوشبو گردانیدن واسمِ نکرہ رامعرفہ گردانیدن وایستادن بمیدان عرفات۔۱۲

قَولُہٗ اَقسام: جمع قسم بمعنیٰ صنف وبہرہ۔

قَولُہٗ کلمہ: ایں معنیٰ اصطلاحی است۔ اَمادرلغت اینکہ کلمہ مشتق است ازکَلِم بکسرِ لام بمعنیٰ جرح نمودن ای شگافتن پس مناسبت درمیانِ معنیٰ اصطلاحی ولغوی، التزامی است یعنی ہمچنان کہ جرح مجروح رادردناک سازدُ این چنیں بعض کلمہ نیز انسان رادردناک سازند۔ قَالَ الشَّاعِرُ: جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا

اُلتِیَامُ – وَلَایَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ ۔ ولفظِ کلمہ نزدِ بعض اسمِ جنس است چوں خرما پس اطلاقِ اُو بمفرد و جمع کردہ شود و نزدِ بعض اسمِ جمع است بجز جمع اطلاق کردہ نشود۔

قَوْلُہٗ لفظ: درلغت بمعنٰی انداختن خواہ از دہان باشد خواہ از غیر دہان وآنکہ از دہان انداختہ شود خواہ الفاظ باشند چوں زید دانا است و خواہ غیر الفاظ باشند چوں اَکَلْتُ التَّمْرَۃَ وَ لَفَظْتُ النَّوَاۃَ یعنی خوردم خرما را و انداختم استخوانِ اُورا پس اَنداختن استخوانِ خرما از دہان خالی از الفاظِ ظاہرہ باشد وآنکہ از غیر دہاں باشد خواہ الفاظ باشند چوں تھالی باجا کہ بظاہر الفاظ از دہان صادر نمے شوند و خواہ غیر الفاظ چوں لَفَظْتُ الْحَجَرَ اے انداختم سنگ را۔ قَوْلُہٗ باب: در عربی بمعنٰی دروازہ و ابتدائے چیزے وآنکہ در کتب استعمال کردہ آید مراد ازاں ابتدائے بحثے باشد و بمعنٰی شائستہ و برابر و بمعنٰی لائق و حق گفتہ آید در باب فلان۔

قَوْلُہٗ اِسم: دراشتقاقِ اسم دو مذہب اند۔ مذہبِ بصریہ و مذہبِ کوفیہ اَما مذہب بصریہ اینکہ اسم مشتق از سِمْوٌ است ناقص واوی وَاوْ را حذف کردند برائے تخفیف چنانچہ دریَدٌ ودَمٌ کہ اَصْلُھُمَا یَدَوٌ وَ دَمَوٌ بود و برائے ثقل تعاقب حرکاتُ الثلاثہ پس سین را ساکن کردہ در اولش ہمزۂ وصلی آوردند بمعنٰی استعلاء ای بزرگ بودن زیرآنکہ اسم از ہر دو برادرِ خود یعنی از فعل و حرف بزرگ است زیرآنکہ از محض اسم کلام مرکب مے شود و از محض فعل و حرف کلام مرکب نمے شود واَما مذہبِ کوفیہ اینکہ اسم از وِسْمٌ مشتق است واو را حذف کردہ ہمزہ را بجائش آوردند بمعنٰی علامت زیرآنکہ ایں برمُسَمّٰی خود علامت مے باشد ولیکن

مذہب بِصریہ اَقویٰ است زیرآنکہ دلیل آنان قوی است کہ اَلتَّصْغِیْرُ وَالْجَمْعُ یُرَدَّانِ الاَشْیَاءَ اِلٰی اَصْلِھِمَا وتصغیرِ اسم سُمَیٌّ وجمعِ این اَسامی آید۔ اگر مشتق از وِسم بودے تصغیراُووُسَیْمٌ وجمعِ اُواَوْسَامٌ آمدے و دلیل کوفیان ضعیف است زیرآنکہ فعل وحرف نیز بر مُسَمّٰی خود علامت باشند فافہم۔ اَما کوفیان در جوابِ بصریان گویند کہ اَصلہٗ وِسم است مگر بوقتِ بناءِ تصغیر وجمع قلب مکانی کردند۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہ مقدمہ: ضمہ میم اور کسرہ دال مشددہ کے ساتھ بمعنی آگے جانے والا یہ کلمہ مقدمۃ الجیش سے ماخوذ ہے جو ایک لشکری گروہ ہوتا ہے جسکو حالات معلوم کرنے کیلئے جنگی فوج کے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اور اوائل کتب میں جو مقدمہ مرقوم ہوتا ہے اس سے مراد وہ مضمون اور مطلب ہوتا ہے جو موضوع کتاب اور مطالب کی آسانی کیلئے لکھا جاتا ہے اور یہ کلمہ میم مضمومہ اور دال مشددہ مفتوحہ صیغہ اسم مفعول کے ساتھ بھی آتا ہے۔

قَوْلُہ اصطلاح: اس کا لغوی معنی صلح کرنا ہے۔ اور اسکا اصطلاحی معنی کسی فن میں یا کسی قوم کا کسی لفظ کو اس کے لغوی معنی کے خلاف کسی دوسرے خلاف موضوع معنی کیلئے متعین کرنا ہے ہاں اس کلمہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں کسی نسبت یا مناسبت کا ہونا ہوتا ہے۔

قَوْلُہ فارسی: معرب پارسی کا ہے جو پارس ابن پہلوابن سام ابن نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اس لئے کہ پارس اس کے تصرف میں تھا عند البعض یہ

پارسیان سے منسوب ہے جو پدرام ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے اور پدررام کے دس بیٹے تھے جو تمام کے تمام عظیم سوار تھے۔ زبان عرب میں فارس سوار کے معنی میں آتا ہے۔ پھر یہ اسی نام سے ہی موسوم تھے۔ زبان فارسی سات قسم ہے۔ ا،صرف: جو فارس کے شہروں میں مستعمل ہے۔۲ پہلوی، جورَے، سپاہان اور نہاوند والے اس زبان میں کلام کرتے ہیں یہ زبان پہلو سے منسوب ہے۔ یہ پہلو پارس کا والد اور سام ابن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ یہ لغت پہلوی اس کی زبان سے مستفیض ہوئی ہے۔۳ دری: پہاڑوں کے دروازوں کے ہاں رہنے والے بولتے ہیں پھر جب یہ زبان دوسری سے مخلوط نہ تھی فلہٰذا اس کو فصیح کہا گیا۔ اور یہ زبانیں زیادہ متعارف ہیں باقی چار زبانیں ۴ ھروی: ۵ سکزی: ۶: زاولی: ۷ سغدی، مطروح اور متروک زبانیں ہیں اس لئے ان زبانوں میں کوئی مکمل شعر نہیں کہا جاتا ہاں اگر بوقت ضرورت کسی شعر میں ایک یا دو کلمہ استعمال کرلیں تو جائز ہے۔ ا، ھروی: حرف اول اور حرف دوم کی کسرہ کے ساتھ یہ ہرات نام شہر کی طرف منسوب ہے۔۲، سکزی: حرف اول کی زبر اور کاف کی سکون کے ساتھ ایک پہاڑ کا نام ہے اس سے منسوب ہے۔۳۔ زاولی: تیسرے حرف یعنی واؤ کی پیش کے ساتھ سیستان کی ولایت اور ایک قوم کا نام ہے۔ سغدی حرف اول کی ضمہ کے ساتھ زمین کی نشیب نشیبی علاقہ اور شہر کا نام ہے جو سمرقند کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔

قَوْلُه در معنی باشد: یعنی عبارت نہو مگر اسکا معنی موجود ہو مثل بنام جہاندار جان آفریں ، اس کا معنی یہ ہے ابتدا کرتا ہوں میں جہاں کے مالک اور جان کے پیدا

کرنے والے کے نام سے یہاں اول میں ابتدائے کنم محذوف ہے جس کا معنی ابتدا کرتا ہوں، کیا جا رہا ہے مگر عبارت میں مذکور نہیں بلکہ مقدر ہے۔

قَوْلُه مشترک۔اس کی مثال زبان فارسی میں لفظ بر، یہ لفظ فارسی میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، بمعنی اوپر، بمعنی جنگل، بمعنی پھل، بمعنی باہر، بمعنی بغل، بمعنی پیچھے وغیرہ۔

قَوْلُه آمد۔ جاننا چاہئے کہ الف ممدودہ درحقیقت دو الف ہوتے ہیں دوسرا الف پہلے الف کو کھینچنے والا ہوتا ہے اس لئے الف اول کو کشیدہ، کھینچا ہوا دوسرے کو کشندہ، کھینچنے والا کہتے ہیں جس طرح آمد اصل میں ءامد تھا دوسرے الف نے پہلے الف کو کھینچا آمد ہو گیا دوسرا الف کشندہ پہلا کشیدہ ہوا اس کا نام ممدودہ ہے۔

قَوْلُه تعریف: یہ اسم مصدر ہے اس کا معنی شناسا کرنا، گم شدہ کو تلاش کرنا، خوشبو کرنا، اسم نکرہ کو معرفہ کرنا۔ عرفات میں ادائے رکن حج کیلئے ٹھہرنا۔

قَوْلُه اقسام: جمع قسم بمعنی کسی چیز کی قسم اور اجزا کا حصہ۔٦ قولہ کلمہ لفظے است: یہ معنی اصطلاحی ہے لغت میں یہ کَلِمٌ سے بنا ہے کلمہ لام کی زیر کے ساتھ بمعنی زخم کرنا معنی اصطلاحی اور لغوی کے درمیان مناسبت التزامی ہے یعنی جس طرح زخم زدہ کو زخم دردناک کرتا ہے۔ اسی طرح بعض کلمات بھی انسان کو دردناک کر دیتے ہیں شاعر نے خوب کہا: قَالَ الشَّاعِرُ: جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ — وَلَايَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ ۔۔ نیزے کے زخم کا علاج ہوتا ہے مگر زبان کے زخم کا علاج نہیں کیا جا سکتا۔ نزد بعض لفظ کلمہ مثل خرما کے اسم جنس ہے جس کا اطلاق مفرد اور جمع پر کیا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک اسم

جمع ہے جس کا اطلاق جمع کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ ے قولہ لفظ: لغت میں اس کا معنی انداختن یعنی کسی چیز کا پھینکنا چاہے وہ زبان سے پھینکی جائے یہ بغیر زبان کے پھر جو زبان سے پھینکا جائے خواہ وہ الفاظ بولے ہوئے ہوں مثل زید دانا است، یعنی زبان سے کہا گیا کہ زید عقل مند ہے خواہ وہ غیر الفاظ ہوں اس کی مثال اکلت التمرة و لفظت النواة یعنی کھجور کو میں نے کھایا اور اس کی گٹھلی کو پھینک دیا تو گٹھلی کا منہ سے پھینکنا الفاظ ظاہری سے خالی ہے۔ اور جو زبان کے بغیر ہو خواہ اس میں الفاظ ہوں جیسا کہ آڈیو ریکارڈ آواز دینے والی مشینیں جو بظاہر الفاظ زبان سے ظاہر نہیں ہوتے خواہ غیر الفاظ ہوں جیسا کہ لفظت الحجر یعنی میں نے پتھر کو پھینکا اس کی آواز میں الفاظ نہیں ہوتے۔

قَوْلُه باب: عربی میں اس کا معنی دروازہ اور کسی چیز کی ابتدا ہے جب یہ لفظ کتابوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا معنی کسی بحث یا موضوع کی ابتدا ہوتی ہے اور برابر، لائق، شائستہ اور حق کے معنی میں بھی آتا ہے کہا جاتا ہے فلاں کے باب میں یعنی فلاں کے حق میں یہ ہے۔

قَوْلُـه اسم: اس کے مشتق ہونے میں دو مذہب ہیں، مذہب بصریہ مذہب کوفیہ۔ مذہب بصریہ یہ ہے کہ اسم سمو ناقص واوی سے مشتق ہے پھر تخفیف کیلئے واؤ کو حذف کر دیا جس طرح ید اور دم میں تخفیف کیلئے آخری واؤ کو حذف کیا گیا اس لئے کہ ان کا اصل یَدَوٌ اور دَمَوٌ تھا پھر تین حرکات کے تعاقب یعنی اکٹھے ہونے سے سِـمُـوٌ کی سین والی حرکت زیر کو حذف کر کے اس کے اول میں ہمزہ وصلی لایا گیا اسم ہو گیا، اس کا معنی بلند ہونا ہے کیونکہ اسم اپنے دونوں

بھائیوں فعل اور حرف سے بایں وجہ بزرگ ہے کہ فقط اور محض ترکیب اسم سے کلام مرکب ہوسکتی ہے اور محض ترکیب حروف اور ترکیب افعال سے کلام مرکب نہیں ہوسکتی اس لئے کلام مسند اور مسند الیہ کی ضرورت ہے تو فعل محض مسند ہوسکتا ہے مسند الیہ نہیں اور حرف نہ مسند ہوسکتا ہے نہ مسند الیہ فعل میں مسند الیہ مفقود ہوگا اور حرف میں دونوں مفقود۔

مگر ترکیب اسماء میں مسند اور مسند الیہ دونوں ہی پائے جاتے ہیں۔کوفیوں کے نزدیک اسم وسم مثال واوی بمعنی علامت سے مشتق ہے ان کی دلیل کہ اسم اپنے مسمی پر علامت ہوتا ہے اس لئے اس کا اشتقاق وسم سے ہی ہے وسم کی واؤ کو حذف کر کے اسکی جگہ ہمزہ وصلی لایا گیا لیکن دلیل کے حوالے سے بصریوں کی دلیل زیادہ قوی ہے اس لئے کہ قاعدہ ہے ''اَلتَّصْغِیْرُ وَالْجَمْعُ یُرَدَّانِ الاَشْیَاءَ اِلٰی اَصْلِهِمَا'' ہر کلمہ کی تصغیر اور جمع اس کلمہ کی اصل بتاتا ہے پھر اس کی تصغیر سمی اور اس کی جمع اسماء دونوں باب ناقص سے ہیں ان کے آخر میں واؤ جو تصغیر میں ہے وہ یا اور جمع میں ہمزہ سے بدل گئی پتہ چلا کہ جب اس کی تصغیر اور جمع باب ناقص سے ہے تو اس کا واحد بھی باب ناقص سے ہونا چاہئے اگر اسم باب مثال سے ہوتا یعنی اس کے اول میں اگر واؤ ہوتی تو اس کی تصغیر وسیمی اور جمع اوسام ہوتی بنابریں کوفیوں کی دلیل ضعیف ہے بایں وجہ کہ افعال اور حروف بھی اپنے مسمیات پر علامت ہوا کرتے ہیں فقط اسماء مسمیات پر علامت نہیں ہوتے تو یہ تخصیص باطل اور دلیل ناقص اور ضعیف ثابت ہوئی ہاں کوفیوں نے بصریوں کے جواب میں کہا اس کا اصل تو وسم تھا تصغیر اور جمع بناتے وقت اس میں قلب مکانی کر دی گئی۔

بابِ اَوّل درتعریف و اقسامِ اِسم مع بنائها

اِسْـــم لفظے است کہ معنٰی مقصودِ اُو بغیر ضمِ ضمیمہ سوائے زمانہ مفہوم شود وآں برسہ قسم است۔اسمِ مصدر،اسمِ مشتق، اسم جامد۔

اسمِ مصدر

اسم مصدر اسمے است کہ از وے اسماء وافعال مشتق شوند واُو از چیزے مشتق نشود و علامتش درفارسی آخرش لفظِ تن یا دن است چوں رفتن وکردن۔ **اَمَّــا** حاصل مصدر مبنی کردہ شود درآخرِ باب ذکر کردہ آید۔

اسمِ مشتق

اسمِ مشتق اسمے است کہ از چیزے مشتق شدہ باشد وآں ہفت قسم است۔اسمِ ظرف،اسمِ آلہ،اسمِ تفضیل،اسمِ مبالغہ،اسمِ فاعل،اسمِ مفعول،اسمِ حال۔ **بنائے اسمِ ظــرف و اسمِ آلــہ** از مصدر است بایں طور در اَوّلِ اوازآوردنِ لفظ ِجائے ظرف مکان ولفظِ وقت ظرف زمان ولفظِ آلہ اسم آلہ حاصل آید مثل جائے زدن ووقتِ زدن وآلۂ زدن۔ **بنائے اسم تفضیل و اسم مبالغہ** از اسمِ فاعل واسمِ مفعول است بایں طور درآخر ایشاں ازآوردنِ لفظِ تر اسمِ تفضیل ولفظ ِترین اسمِ مبالغہ حاصل آید چوں زنندہ تر وزدہ تر وزنندہ ترین وزدہ ترین۔ **بــنائے اسـمِ فاعل قیاسی و سماعی** اَما اسمِ فاعل **قیاسی** بعد ازآوردنِ لفظِ ندہ بکسرۂ ماقبل درآخرصیغہ اَمر مشتقی حاصل آید چوں ازکن،کنندہ **وســمـاعـی**

گاہے از آمدنِ امر بعد از اسم مناسب حاصل آید چوں نکاح خواں بمعنٰی نکاح خواننده و جہاں آفریں بمعنٰی جہاں آفریننده وخلافِ ایں سماعی۔ بواقی از دخول بعض حروفات حاصل آیند در بابِ تاثیراتِ حروف یاد کرده آیند۔ **بنائے اسمِ مفعول قیاسی و سماعی** : اما اسمِ مفعول **قیاسی** بعد از دخولِ ھا مختفی در آخر ماضی مطلق حاصل آید چوں از زَد، زده **وسماعی** گاہے از آمدنِ امر مشتقی بعد از اسم نیز حاصل آید چوں پائے مال و دل گیر بمعنٰی پائے مالیده و دل گرفتہ۔ **بنائے اسمِ حال** از امر مشتقی بآوردنِ لفظِ ان حاصل آید چوں از خیز خیزان واز گوے گویاں۔ **طریقہ جمع کردن اسمائے مشتقہ**: بعد از جمع کردن اوّل علامت ہائے اسمِ ظرف واسمِ آلہ جمع ایشاں حاصل آید واز جمع کردن اسمِ فاعل واسمِ مفعول در تفضیل ومبالغہ جمع تفضیل ومبالغہ حاصل آید و بعد از دخولِ الف ونون در آخر اسمِ فاعل واسمِ مفعول قیاسی بفتح ماقبل مع تبدل آخر ہائے ایشاں را بگاف جمع ایشاں حاصل آید۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ مصدر: درلغت بمعنٰی جائے صادر شدن ودر اصطلاح آنکہ اَسما واَفعال ازو اشتقاق کرده آیند ومصدرِ جعلی نیز باشد۔ مراد از جعلی اینکہ لفظ غیر فارسی را از آوردنِ علامتِ مصدر فارسی در زبانِ فارسی استعمال آرند چوں از چل کہ لفظ اردو و ہندی است چلیدن واز طلب کہ لفظِ عربی است طلبیدن، قس علٰی ہذا البواقی۔

قَوْلُہٗ مشتق: بتشدِید کاف فارسیان بتخفیف استعمال کنند درلغت بمعنٰی چیزے گرفتہ

شدہ۔۱۲

قَوْلُہٗ ظرف: بدانکہ اسم ظرف بر دو قسم است ظرفِ زمانی وظرفِ مکانی۔قسمِ اَوّل آنکہ وقتے کہ دراں کار کردہ آید۔قسمِ ثانی جائیکہ دراں کارکردہ آید۔ایں منقسم نیز بر دو قسم است سماعی وقیاسی اَما قاعدہ سماعی اینکہ گاہے از آوردن در آخر اسم لفظِ گاہ چوں آمدگاہ وگاہے از ترکیبِ اسم واَمر چوں بدرد وزرخیز وموج خیز حاصل آید وگاہے از آوردنِ بعض حروف کہ در تاثیراتِ حروف ذکر کردہ شدند قاعدہ قیاسی در متن است۔

قَوْلُہٗ اسم آلہ: آنکہ از وفعلِ فاعل صادر شود۔اَما بنائے قیاسی در متن تحریر است و بنائے سماعی گاہے از آوردنِ ہا مختفی بعد اَمر چوں از تاب تابہ در ہندی بمعنٰی تَوَّا وگاہے از آوردنِ نون یانہ بعدِ اَمر۔چوں از پرویز، پرویزن واز پیما، پیمانہ و گاہے از ترکیبِ اسم و امر چوں رومال و دست مال وآبکش و جاروب و جز ازیں قواعدِ مذکورہ نیز آید۔

قَوْلُہٗ اسمِ تفضیل: نام آں اسم کہ دراں معنٰی زیادتی باشد وتفضیل درلغت افزوں کردن وبرگزیدن کسے رابر کسے واللہ اعلم بالصواب۔

قَوْلُہٗ اسم مبالغہ: نام آنکہ دراں معنٰی سخت افزونی باشد ونیز صفاتِ محمودہ ومذمومہ را بطریقے بیان کردن کہ محال باشد آنچناں ومبالغہ باعتبارِ خویش بر سہ قسم است مبالغۂ تبلیغ، مبالغۂ اغراق، مبالغۂ غلو۔اگر بعقل وعادت ممکن باشد مبالغۂ تبلیغ وگر بعقل ممکن وبعادت غیر ممکن باشد مبالغۂ اغراق وگر بعقل وعادت غیر ممکن باشد مبالغۂ غلو نامند۔مثالِ اَوّل چوں اسپ من چنانست کہ از دوانیدن بشکارے عرق اونریزد وشکار نیز حاصل آید۔مثالِ ثانی چوں احسان ماہمسایہ

فزون و عام است چندانکہ در ما باشد و یا خواہ از ما رحلت کند۔ مثالِ ثالث
چوں مشرکان راچناں خوف دادی کہ نطفہائے آنان از تو ترسند۔

قَولُہٗ اسم فاعل: نام کارکنندہ را گویند و نیز کارکنندہ را صفت مشبہ نامند و فرق میانِ
ایشان این است صفتے کہ بذاتِ موصوف بہمہ اَوقات مقرون باشد صفت
مشبہ است و خلافِ ایں اسم فاعل است۔ مثالِ اَوّل چوں خلیق و شریر و کریم
ایں ہمہ اوصاف بذاتِ موصوف ہمیشہ مقرون باشند گرچہ کسے شرارت کردہ
نباشد آنرا شریر مے تواں گفت بخلافِ گویندہ زیرا آنکہ گویندہ دراں وقت
گویند کہ بگفتار باشد وقتے کہ گفتارِ خویش قطع کند گویندہ نباشد۔ اَما بنائے اسمِ
فاعل سماعی را قاعدہ معین نیست ہرآں صورتِ حاصلہ کہ بر فاعلیتِ فاعل
دلالت کند اسمِ فاعل سماعی است مگر وجوہِ معدودہ کہ ذکر کردہ شدند۔ ۱۲ واللہ
اعلم بالصواب۔

قَولُہٗ اسمِ مفعول: آنکہ براں فعلِ فاعل واقع شود و ایں اسم از فعل متعدی مبنی شود اگر
از فعلِ لازم اسمِ مفعول دیدہ شود آنرا اطلاق بر صیغۂ فاعل کنند چوں نشستہ
بمعنٰی نَشِیْنندہ است۔

قَولُہٗ ہائے مختفی: بدانکہ ہا بر دو قسم است ہائے مظہرہ و ہائے مختفی۔ مظہرہ بخوب در
تلفظ آید و ایں در اَوّل و اوسط و آخرِ کلمات واقع شود چوں ہر، مہر، ماہ۔ مختفی آنکہ
در آخرِ کلمات آید و در تلفظ نباشد اکتفاء محض بر حرکت ماقبل کنند چنانچہ ہر کارہ
وغیرہ۔

قَولُہٗ اسمِ حال: آنکہ بر ہیئت فاعل یا مفعول دلالت کند۔ مثالِ اَوّل چوں دوان
آمدم بنز د تو۔ مثالِ ثانی چوں زدم زید را کہ گریان بود۔ اللّٰھم اغفر لکاتبہٖ

قَوْلُهٗ حاصل آید: جمع اسمِ ظرف زمانی چوں وقتہائے زدن۔مثال اسم ظرف مکانی چوں جاہائے زدن۔مثال جمع اسمِ آلہ چوں از آلہ زدن، آلہ ہائے زدن۔

قَوْلُهٗ مبالغہ حاصل آید: مثالِ جمع اسم تفضیل چوں از زنندہ تر، زنندگاں تر واز زدہ تر، زدگان تر مثالِ جمع اسمِ مبالغہ چوں از زنندہ ترین، زنندگان ترین واز زدہ ترین، زدگان ترین

قَوْلُهٗ حاصل آید: مثالِ جمع اسمِ فاعل چوں از زنندہ، زنندگان۔مثالِ جمع اسمِ مفعول چوں از زدہ، زدگان واز آمدہ، آمدگان

حاشیہ اردو

قَوْلُہ مصدر درلغت: بمعنی جائے صادر شدن مصدر کا لغوی معنی ہے ظاہر ہونے کی جگہ اور اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس سے اسما اور افعال بنائے جائیں کبھی جعلی مصدر بھی ہوتا ہے جعلی مصدر سے مراد یہ ہے کہ لفظ غیر فارسی پر مصدر فارسی کی علامت داخل کرتے ہوئے اسے فارسی زبان میں استعمال کیا جائے جیسا کہ چل لفظ اردو اور ہندی ہے اس پر علامت مصدر فارسی دن داخل کر کے چلیدن اور طلب لفظ عربی پر علامت مصدر داخل کر کے طلبیدن پڑھتے ہیں۔قس علی ہذا البواقی۔

قَوْلُہ مشتق شد: کے ساتھ مگر فارسی میں اسے تخفیف کے ساتھ استعمال کرتے ہیں لغت میں اس کا معنی ہے کوئی چیز لی ہوئی۔

قَوْلُہ ظرف: جاننا چاہئے اسم ظرف دو قسم ہے اول ظرف زمانی دوم ظرف مکانی

قسم اول سے مراد وہ وقت جسمیں کام کیا جائے قسم ثانی سے مراد وہ جگہ جہاں کام کیا جائے اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے قسم اول سماعی قسم دوم قیاسی۔سماعی کے بنانے کا تو طریقہ یہ ہے کہ کبھی لفظ گاہ اسم کے آخر میں لانے سے جیسا کہ آمدگاہ اور کبھی اسم اور صیغہ امر کے جمع ہونے سے بنتا ہے جیسا کہ بدرو بداسم اور روامر جس کا معنی ہوگا باہر جانے کی جگہ یا راستہ اور زرخیز یعنی سونا پیدا ہونے کی جگہ موج خیز یعنی موج پیدا ہونے کی جگہ اور کبھی بعض چند حروف جنکو تاثیرات حروف میں بیان کیا جائے گا ان کے داخل ہونے سے سماعی بنتا ہے اور ظرف قیاسی بنانے کا قاعدہ متن میں موجود ہے۔

قَوْلُہ اسم آلہ: کہ جس کے ذریعہ فاعل کا فعل صادر (ظاہر ہو) اس کی بنا قیاسی متن میں موجود ہے۔اور اس کی بنا سماعی کبھی تو امر پر ہائے مختفی داخل ہونے سے جیسا کہ تاب صیغہ امر ہے اسپر ہا داخل ہونے سے تابہ در ہندی بمعنی توّا یعنی آلہ تپش اور کبھی امر کے بعد نون یا نہ لانے سے جیسا کہ پرویز صیغہ امر ہے اس پر نون آیا تو پرویزن ہوا یعنی آلہ چھاننے کا اور پیا صیغہ امر ہے پیمانہ (آلہ پیمائش) سے اور کبھی اسم اور امر کے جمع ہونے سے جیسا کہ رومال رو صیغہ امر ہے مال جو مشتق از مالیدن سے ہے اور رو بمعنی رخ کے دونوں کے جمع ہونے سے اسم آلہ ہوا اسی طرح دست مال اور آب کش اور جاروب اسکے علاوہ بھی کبھی صیغہ آلہ قیاسی ہوتا ہے۔

قَوْلُہ اسم تفضیل: ایسے اسم کا نام ہے جس سے فعل میں زیادتی کا معنی ہو اس کا لغوی معنی زیادہ کرنا اور کسی کو کسی پر برگزیدہ کرنا۔

قَوْلُہ اسم مبالغہ: اس اسم کا نام ہے جس میں سخت زیادہ صفت پائی جائے۔صفات

محمودہ یا مذمومہ کا ایسے طریقہ سے بیان کرنا کہ اسکی مثل مخلوق میں محال ہوایسا مبالغہ اپنی حیثیت سے تین قسم پر ہے۔اول مبالغہ تبلیغ ،دوم مبالغہ اغراق ،سوم مبالغہ غلو۔ اگر عقل اور عادت کے حوالہ سے یہ صفت ممکن ہوتو مبالغہ تبلیغ کہلائے گا اور اگر عقلاً ممکن ہومگر عادتاً غیر ممکن ہوتو مبالغہ اغراق کہلاتا ہے اور اگر عقل و عادت دونوں اعتبار سے غیر ممکن ہوتو مبالغہ غلو ہوتا ہے مثال اول جیسا کہ ''اسپ من چناں است کہ از دوانیدن بشکارے عرق او نریزد و شکار نیز حاصل آید'' یعنی میرا گھوڑا ایسا ہے کہ شکار کے وقت دوڑنے سے اسے پسینہ تک بھی نہیں آتا اور شکار بھی حاصل کر لیتا ہے یہ عقلاً اور عادتاً دونوں اعتبار سے ممکن ہے مثال دوم مبالغہ اغراق اس کی مثال ''احسان ما بہمسایہ فزوں و عام است چنداں کہ در ما باشد خواہ از ما رحلت کند'' ہمارا احسان ہمسایہ کے ساتھ بہت زیادہ اور عام ہے جب تک وہ ہمارے ہاں رہے یا خواہ ہمارے سے کوچ کر جائے۔ یہ ایسی مبالغہ آمیز بات ہے کہ عقل تو اسے تسلیم کرتی ہے مگر عادتاً اس طرح نہیں ہوتا۔مثال سوم مبالغہ غلو چنانچہ مشرکاں را چناں خوف دادی کہ نطفہائے آناں از تو ترسند یعنی تو نے مشرکین کو ایسا خوف زدہ کر دیا کہ اب ان کے نطفے بھی تم سے ڈرتے ہیں، یہ ایسا مبالغہ ہے جو عقلاً و عادتاً محال ہے۔

قَولُہ اسم فاعل: اسم فاعل کام کرنے والے کا نام ہے اور کام کرنے والے کا نام صفت مشبہ بھی ہوتا ہے مگر اس میں فرق یہ ہے کہ ایسی صفت جو موصوف سے جدا نہ ہو ہمیشہ ہی موصوف میں علی الدوام موصوف میں ہو یہ صفت مشبہ کہلاتی ہے اگر یوں نہ ہوتو اسم فاعل کہلاتا ہے جس طرح خلیق ،شریر اور کریم ایسے

تمام اوصاف ذات موصوف سے ہمیشہ مقرون رہتے ہیں بظاہر اگر چہ کسی سے خلق یا شرارت یا شفقت کا ظہور نہ بھی ہوا مگر اس میں یہ اوصاف (خلقتاً) موجود رہتے ہیں بخلاف گوینده (جو اسم فاعل ہے) اس کا معنی بات کرنے والا ہے تو جب تک وہ بات کررہا ہوتا ہے گوینده کہلاتا ہے جب بات کرنے سے خاموش ہو گیا تو گوینده نہ رہا۔ پھر یہ کہ اسم فاعل سماعی کیلئے کوئی متعین قاعدہ نہیں ہے ہر وہ صورت حاصلہ جو فعل کی فاعلیت پر دلالت کرے وہ اسم فاعل سماعی کہلاتا ہے مگر وجوہ جنکا ذکر تاثیرات حروف میں ہے۔

قَولُہ اسم مفعول: وہ ہوتا ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو (جیسا کہ زدہ بمعنی مارا ہوا تو اس پر مارنے والے کی مار پڑی یعنی اس پر مار واقع ہوئی) اسم مفعول فعل متعدی سے ہی بنتا ہے اگر فعل لازم سے کوئی اسم مفعول دیکھا گیا تو وہ اسکو اسم فاعل کے معنی میں پڑھا جاتا ہے جیسا کہ نشستہ نشینندہ کے معنی میں آئے گا۔

قَولُہ ہائے مختفی: جاننا چاہیئے کہ ہا دو قسم پر ہے اول ہائے مظہرہ دوم ہائے مختفی۔ مظہرہ وہ ہے جو خوب پڑھنے میں آئے یعنی اسے ظاہر کر کے پڑھا جائے یہ ہائے مظہرہ کلمہ کی ابتدا، وسط اور آخر میں واقع ہوتی ہے جیسا کہ ہر، مہر، ماہ اور ہائے مختفی فقط آخر کلمات میں آتی ہے جو زور سے اور ظاہر کر کے نہیں پڑھی جاتی بلکہ محض ماقبل آخر کی حرکت کو ظاہراً پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں جیسا کہ ہرکارہ وغیرہ۔

قَولُہ اسم حال: جو فاعل یا مفعول کی ہیئت، حالت پر دلالت کرتا ہے مثال اول چوں دواں آمدم بنزدتو (یعنی تیرے ہاں دوڑتا آیا یعنی آنے والا دوڑ کی حالت میں تھا)۔ مثال ثانی زدم زید را کہ گریاں بود میں نے زید کو مارا اس

حال میں کہ وہ رونے میں تھا۔اس مثال میں رونا مارنے والا کی حالت نہ تھی بلکہ مار کھانے والے کی تھی کہ وہ رورہا تھا۔

قَوْلُہ حاصل آید: یعنی اسم ظرف اوراسم آلہ کے اول میں آنے والے علامات کوجمع کر لینے سے انکی جمع ہوجائے گی جیسا کہ اسم ظرف زمانی میں وقتہائے زدن اورظرف مکانی میں جاہائے زدن اسم آلہ کی جمع جیسا کہ آلہ زدن سے آلہ ہائے زدن۔

قَوْلُہ مبالغہ حاصل آید: اسم تفضیل کے جمع کی مثال جیسے زنندہ تر سے زنندگاں تر اسم مفعول زدہ تر سے زدگاں تر اسم مبالغہ کی جمع مبالغہ اسم فاعل زنندہ ترین سے زنندگاں ترین جمع مبالغہ اسم مفعول جیسا کہ زدہ ترین سے زدگان ترین۔

قَوْلُہ حاصل آید جمع اسم فاعل: جیسا کہ زنندہ سے زنندگان جمع اسم مفعول جیسا کہ زدہ سے زدگاں اورآمد سے آمدگان (یعنی ان کی آخری ہا کوگاف سے بدل کر انکے آخرمیں الف نون لانے سے انکی جمع بنتی ہے۔)

اسم جامد

اسم جامد اسمے است کہ نہ اواز چیزے مشتق شدہ باشد ونہ از وے چیزے مشتق شود چوں کلوخ وزید۔

حاصل مصدر

نتیجہ فعل لغوی را حاصل مصدر گویند واشتقاقِ اُو بظابطہ نیست پس استعمالِ اُو در کتب ِفارسی بچند صور دیدہ شد۔ اَوّل گہے از آوردنِ شین درآخرِ امر مشتقی حاصل آید چوں از ساز سازش وخواہ خواہش۔ ثانی گہے از آوردنِ یائے معروف درآخر

صفت مگر صفتے کہ در آخر اُو ہا باشد آنرا بگاف بدل کنند چوں خوبی و آسودگی و بیہودگی ۔ سوم گہے از آوردنِ لفظِ آر در آخر ماضی مطلق چوں رفتار و دیدار ۔ چہارم گہے از اجتماعِ دو متضاد المعنٰی ماضی چوں نشست برخاست و آمد رفت ۔ پنجم گہے از اجتماعِ ماضی و امر چوں جستجو و گفتگو۔ ششم گہے از محض صیغۂ ماضی چوں ایں شنید در گوشِ من آمد۔ ہفتم گہے از دخولِ ہا بعد امر چوں اندیشہ۔ نہم گہے از دخولِ الف و کاف بعد امر چوں پوشاک ۔ یازدہم گہے از دخولِ یا معروفہ بعد امر چوں آگاہی وقدم بوسی و بعدِ اسم چوں خورسندی و آسانی و چوں ایں یائے مصدری بر فعل ماضی آید میانِ اُو واسطہ نون مے آرند۔

حاشیہ فارسی

قَـوْلُـهٗ اسم جامد: مشتق از جَمد بمعنٰی یخ زیرآنکہ ایں اسم ہم چوں جمد بستہ باشد نہ مشتق کردہ شود نہ از و چیزے مشتق شود۔ بدانکہ اکثر جوامد بفارسی بظاہر مفرد و درحقیقت مرکب اند مثل شمشیر بمعنٰی تلوار مرکب است از شم بمعنٰی ناخن و از شیر کہ درندۂ معروف است زیرآنکہ شمشیر بصورتِ خم بوصفِ تیزی ہمچوں ناخن شیر است وہم چنیں آسمان مرکب از آس بمعنٰی آسیا و مان بمعنٰی مانند زیرآنکہ ایں مانند آسیا گردان است و کمند مبدل از خمند مرکب از خم و ند زیرآنکہ خم درخم باشد و زمین مرکب از زم بمعنٰی خنک و سردی و ین کہ کلمہ نسبت است زیرآنکہ زمین بالطبع خشک و سرد تصور کردہ شد۔ و اسمِ جامد منقسم بدو قسم است معرفہ و نکرہ اَوّل چوں زید و احمد کہ معین باشند ثانی انسان و اسپ کہ تعینِ وحدتی ندارند ۔

قَــوْلُـــهٗ سازش: مضارعِ او سازد بود وہم چنیں پرورش از پروردن وآرائش، از آراستن

قَــوْلُـهٗ آسودگی: از آسودہ کہ صیغۂ صفت یعنی اسمِ مفعول است مثالِ ثانی بیہودگی از بیہودہ کہ صفت است وگاہے بعد اسمِ صفتی کہ ہا نیز موجود نباشد لفظِ گی مے آرند چوں خورسندگی وغیرہ۔ قَوْلُهٗ پویا: از پوئیدن مضارعِ او پوید۔

قَوْلُهٗ پوشاک: استعمالِ او چوں لباس پوشاک کرد یعنی لباس پوشیدن کر

قَــوْلُـــهٗ یا بعدِ اَمر: بدانکہ گاہے ایں یائے مصدری چوں براَمر واقع شود میانِ ایں واسطۂ الف مے آرند چوں از پذیر کہ مضارعِ او پذیرد است پذیرائی خوانند۔ شاہجمالی غفرلہ

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ اسم جامد: یہ جمد سے مشتق ہے اسکا معنی یخ بستہ اس لئے کہ یہ اسم مثل برف کے باندھا ہوا ہوتا ہے نہ مشتق ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی اسم بنتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ زبان فارسی میں اسماء جامد اکثر بظاہر مفرد اور درحقیقت مرکب ہوتے ہیں جیسا کہ شمشیر بمعنی تلوار یہ کلمہ شم بمعنی ناخن اور شیر جو کہ ایک درندہ جانور کا نام ہے اس سے مشتق ہے اس مناسبت سے کہ تلوار اپنی خمدار صورت اور تیزی کی وجہ سے شیر درندہ کے ناخن کی مثل ہے تو تلوار کا نام شمشیر ہو گیا اس کی دوسری مثال کلمہ آسمان ہے جو آس بمعنی چکی اور ماں بمعنی مثل کے ہے اس لئے کہ چکی کی مثل آسمان چکر لگا رہا ہے اس لئے اس کا نام آسمان کہا گیا اسی طرح کمن جو خمند سے مبدل ہے یہ مرکب ہے خم اور وند سے اس لئے کہ

یہ کمند پیچ در پیچ ہوتا ہے اس لئے اسکو کمند کہا گیا اسی طرح زمین یہ مرکب ہے زم بمعنی خشک اور ین کلمہ نسبت سے ہے اس لئے کہ زمین طبعی اعتبار سے خشک اور سرد ہوتی ہے اس لئے اس کا نام زمین رکھا گیا۔ اسم جامد دو قسم پر منقسم ہے قسم اول معرفہ قسم دوم نکرہ معرفہ کی مثال زید اور احمد (جبکہ افراد معین کے نام ہوں) دوسرا لفظ انسان اور اسپ کہ اس میں وحدتی تعین نہیں ہے۔

قَوْلُهٗ سازش: (ساز صیغہ امر جو مضارع سازد سے مشتق ہے اس امر کے آخر میں ش لانے سے اس میں معنی مصدری پیدا ہو گیا) اور پرورش صیغہ امر جو پروردن سے مشتق ہے اور آرائش جو آراء صیغہ امر کے آگے شین مصدری لانے سے بنا۔ یہ امر مصدر آراستن سے مشتق ہے۔

قَوْلُهٗ آسودگی: صیغہ صفت آسودہ جو اسم مفعول ہے اس کی آخری ہا کو گاف سے بدل کر آخر میں یا معلومہ داخل کی گئی اور بیہودہ صیغہ صفت جس کے آخر میں ہا کو گاف سے بدل کر اس پر یا معلومہ داخل کر دیا اور ایسا اسم صفتی اگر چہ اسکے آخر میں ہا بھی نہ ہو اسکے آخر میں کلمہ گی لاتے ہیں جیسا کہ خورسندگی

قَوْلُهٗ پویا: (صیغہ امر پو جو پوئیدن سے مشتق ہے) آخر امر پو پر الف داخل ہوا (پو سے پویا) ہو گیا۔

قَوْلُهٗ : پوشاک: (صیغہ امر پوش پر الف اور کاف داخل ہوا) جیسا کہ لباس پوشاک کرو یعنی لباس پہن لیا۔

قَوْلُهٗ یا بعد امر: جاننا چاہئے کبھی یہی مصدری یا جب صیغہ امر پر داخل ہوتی ہے تو انکے درمیان الف کا واسطہ لاتے ہیں جیسا کہ پذیر صیغہ امر جو مضارع پذیرد سے بنا تو پذیر سے پذیرائی ہوا (اس میں معنی مصدری ہو گیا)۔

باب دوم: در تعریف و اقسامِ فعل مع بنائھا

فــعــل :لفظے است کہ معنٰی مقصودِ اُومع مقارنۃ یکےازاَزمنہ ثلاثہ اعنی ماضی، حال واستقبال مفہوم گردد وآں بردوقسم است فعل لازم ومتعدی اَوّل آنکہ برفاعل تمام گردد وثانی آنکہ بعد فاعل مفعول نیز مے طلبد۔اما قاعدۂ تعدیتِ فعل در آخرباب یادکردہ آید۔پس ایں ہردونوعِ فعل نیز منقسم برشش قسم است ماضی معلوم ومجہول، مضارع معلوم ومجہول، اَمر معلوم ومجہول، نہی معلوم ومجہول، نفی معلوم ومجہول، فعل تعجب۔

تعریف و اقسام و بنا ماضی معلوم و مجهول مع گردانھا

مــاضــی :لفظے است کہ بر معنٰی وزمانہ گزشتہ دلالت کندوآں برشش قسم است۔ ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری، ماضی شکیہ، ماضی تمنائی۔پس اشتقاق ہر یکے ازمصدراست از دورکردن نون مصدری بسکونِ آخر ماضی مطلق حاصل آیدوازآوردنِ ہ است درآخرِ ماضی مطلق بفتح ماقبلِ ھا ماضی قریب وازآوردنِ ہ بود درآخرِ ماضی مطلق بفتح ماقبلِ ھا ماضی بعید واز آوردنِ مے یا ہمے دراَوّل ماضی مطلق ماضی استمراری وازآوردنِ ہ باشد در آخرِ ماضی مطلق بفتح ماقبلِ ھا ماضی شکیہ وازآوردنِ یائے مجہولہ درآخرِ ماضی مطلق بکسرہ ماقبلِ آخر ماضی تمنائی شود چوں ازکردن کرد، کردہ است، کردہ

بود، مے کرد یا ہے کرد، کردہ باشد، کردے وبعد از آوردنِ ہ شد در آخر ماضیات قبل از علامتہائے ایشاں مجہولاتِ ایشاں حاصل آیند۔ اَما در استمراری چنانچہ علامت ایں در معلوم دراَوّل مے آید ہمچناں در مجہول نیز دراَوّل علامتِ مجہول مے آید چوں از کرد کردہ شد ......الخ کردہ شدہ است، کردہ شدہ بود، کردہ مے شد، کردہ شدہ باشد، کردہ شدے۔ پس ضمائر شش اَند یک مستتر پنج بارز زیرانکہ در فارسی تذکیر وتانیث، تثنیہ وجمع برابر است۔ ضمائر در گردان معلوم کنند پس بموجب شش ضمائر صیغ ماضی نیز شش مے شوند وآوردنِ ضمائر در آخر است۔ اما صیَغِ ماضی تمنائی سہ اند وگاہے در ماضی قریب در جمیع ضمائر سوائے واحد غائب لفظِ است را حذف مے کنند بجائش ہمزہ مے آرند۔

گردانهائے ماضیاتِ معلوم

اسمائے ماضیات	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی مطلق	کرد	کردند	کردی	کردید	کردم	کردیم
ماضی قریب	کردہ است	کردہ اند کردہ ہستند	کردہ ای کردہ ہستی	کردہ اید کردہ ہستید	کردہ اَم کردہ ہستم	کردہ ایم کردہ ہستیم
ماضی بعید	کردہ بود	کردہ بودند	کردہ بودی	کردہ بودید	کردہ بودم	کردہ بودیم
ماضی استمراری	مے کرد	مے کردند	مے کردی	مے کردید	مے کردم	مے کردیم
ماضی شکیہ	کردہ باشد	کردہ باشند	کردہ باشی	کردہ باشید	کردہ باشم	کردہ باشیم
ماضی تمنائی	کردے	کردندے	--	--	کردمے	--

گردانہائے ماضیاتِ مجہول

اسمائے ماضیات	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی مطلق	کردہ شد	کردہ شدند	کردہ شدی	کردہ شدید	کردہ شدم	کردہ شدیم
ماضی قریب	کردہ شدہ است	کردہ شدہ اند کردہ شدہ ہستند	کردہ شدہ ای کردہ شدہ ہستی	کردہ شدہ اید کردہ شدہ ہستید	کردہ شدہ اَم کردہ شدہ ہستم	کردہ شدہ ایم کردہ شدہ ہستیم
ماضی بعید	کردہ شدہ بود	کردہ شدہ بودند	کردہ شدہ بودی	کردہ شدہ بودید	کردہ شدہ بودم	کردہ شدہ بودیم
ماضی استمراری	کردہ مے شد	کردہ مے شدند	کردہ مے شدی	کردہ مے شدید	کردہ مے شدم	کردہ مے شدیم
ماضی شکیہ	کردہ شدہ باشد	کردہ شدہ باشند	کردہ شدہ باشی	کردہ شدہ باشید	کردہ شدہ باشم	کردہ شدہ باشیم
ماضی تمنائی	کردہ شدے	کردہ شدندے	--	--	کردہ شدے	--

حاشیہ فارسی

قَــوْلُــهٗ دوم: میم درآخر اسمائے عدد عند البعض برائے تعین است مثل ہا کہ برائے تعینِ مدت مے باشد چوں یکسالہ وعند البعض برائے فاعلیّت است بمعنٰی مَـاقَـامَ بِهِ الْاِثْنَيْنِيَّةُ علٰی ہٰذا القیاس وماقبل ایں میم حرف مضموم باشد مگر در دوم مفتوح زیرا انکہ اجتماعِ ضمات لازم آید ہکذا فی الغیاث ۱۲ قَـوْلُـهٗ فعل: بمعنٰی کردن وفعل ازاں نامند کہ متضمن است فعلِ لغوی را یعنی مصدر را وایں نام بر اصل خویش است زیرآ نکہ ایں فعلِ فاعل باشد حقیقۃً

قَـوْلُــهٗ تمام گردد......الخ: چوں خفتن ونشستن زیرآ نکہ ایں ہر دو افعال را حاجت بفاعل است وضرورت بمفعول نیست۔

فــائـده: بدانکہ فعل لازم را حاجت بمفعول بہ نباشد وبواقی مفاعیل را بضرورتِ خویش مے طلبد بائینکہ نشینندہ را ضرورت بمکان وزمان وبمصاحبت وتاکید وبعلت حدوثِ فعل مے اُفتد۔ اَوّل وثانی را مفعول فیہ وثالث را مفعول معہ ورابع را مفعول مطلق وخامس را مفعول لہ مے نامند۔ بدانکہ یک فعل گاہے معنٰی لازم گاہے معنٰی متعدی مے دہد۔ مثل از مادہ سوختن، پیوستن، افروختن، پوشیدن، آمیختن، آموختن، پختن، شکستن وغیرہ۔ وگاہے بواسطۂ حروف متعدی مے سازند چوں نشست بر دو اب

قَــوْلُــهٗ نفی: بدانکہ فرق میانِ نفی ونہی بدو چیز آمدہ اَوّل آنکہ نفی از قبیلہ خبریہ است ونہی از قبیلہ انشائیہ۔ ثانی اینکہ نہی از ممکنات باشد ونفی از ممتنعات وممکنات ہر دو۔ مثل در کوزہ آب باشد وشربِ اُو ممکن باشد پس گفتہ شود مخور نہی است۔

وگرآب ہم درکوزہ نہ باشدوشرب اُوممتنع باشدپس گفتہ شودنخوردنفی است

قَوْلُہٗ برشش قسم الخ: بدانکہ نزدِبعض قسمِ ہفتم ماضی کہ غیرمتعارف است، ماضی معطوفہ است وآں از اجتماع دومتضاد المعنٰی ماضی مطلق بواسطہ ہائے مختفی حاصل آید۔ مثل خوردہ رفت بمعنٰی خوردورفت۔ **فائدہ**: ماضی شکیہ راماضی احتمالی نیزنامند

قَوْلُہٗ مُسْتَتِر: بضمِ اَوّل وکسرِ تائے ثانی تاعلی صیغۃ الفاعل وفتحِ تاخواندن خطااست زیرآنکہ استتارمصدرِایں باب لازمی است نہ کہ متعدی بمعنٰی پوشندہ چوں کردکہ ضمیرِآں دریں پوشیدہ است۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ دوم: یہ میم جواسماءعددکےآخرمیں آتی ہےعندالبعض یہ تعیین مدت کیلئے ہے جیسا کہ ہا آخراسم میں جوتعیین مدت کیلئے آتی ہے مثل یکسالہ اوربعض کے نزدیک یہ میم فاعلیت کیلئے ہےجس کا معنی ''ما قام بہ الاثنیہ'' یعنی جس پردو ہونا قائم ہواہو۔(توجس سےفعل قائم ہووہ فاعل کہلاتا ہے)۔علی ہذاالقیاس باقی اعداد میں اس میم کا ماقبل مضموم ہوتا ہےمگر دوم میں مفتوح اس لئے کہ مضموم پڑھنے سےاجتماع دوضمہ کا ہوتا ہے۔

قَوْلُہٗ فعل: بمعنی کردن یعنی کرنااسکوفعل اس لئے کہاجاتا ہےکہ متضمن فعل لغوی یعنی مصدرکا ہوتا ہےاورمصدرجواس کا اصل ہوتا ہےاس کا معنی اس میں پایا جاتا ہےتوگویا کہ اس کا نام اپنے اصل سے موسوم ہےاورحقیقۃً یہ فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

قَوْلُهٗ تمام گردد: یعنی فعل لازم فقط فاعل پر تمام ہو جاتا ہے آگے مفعول بہ کا تقاضا اور طلب نہیں کرتا جیسا کہ خفت ونشست (بمعنی سو گیا اور بیٹھ گیا مفعول بہ کی اسے طلب نہیں) (ہاں زد بمعنی مارا اس کے لئے دو اسماء درکار ہیں ایک مارنے والا دوسرا جو کھائے مار)

فائدہ: جاننا چاہئے کہ فعل لازم کو ضرورت فقط مفعول بہ کی نہیں ہوتی (جو اپنے فاعل پر ہی تمام ہو جاتا ہے) ہاں مفعول بہ کے علاوہ بواقی مفاعیل کا بحسب ضرورت تقاضا کرتا رہتا ہے چنانچہ نشیننده (یعنی بیٹھنے والا) کو مکان، زمان ،مصاحبت، تاکید اور علت یعنی وجہ حدوث فعل ان تمام امور کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ مکان اور زمان کا نام مفعول فیہ اور مصاحبت کا نام مفعول معہ اور تاکید کا نام مفعول مطلق اور وجہ حدوث فعل کا نام مفعول لہ ہوتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ فارسی میں کچھ ایسے افعال ہیں جو کہ معنی لازم اور متعدی کیلئے آتے ہیں مثلاً سوختن (اس کا معنی جلنا اور جلانا دونوں میں استعمال ہوتا ہے) اسی طرح پیوستن، افروختن، پوشیدن، آموختن، آمیختن، پختن، شکستن، وغیرہ اور کبھی کچھ حروف داخل ہونے سے لازم متعدی کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسا کہ نشست (جو بیٹھنے کے معنی میں اس پر لفظ بر داخل ہوا نشست بر دواب)، پڑھنے سے نشست میں معنی متعدی ہو گیا (یعنی جانور پر بیٹھایا)۔

قَوْلُهٗ نفی: جاننا چاہئے کہ نفی اور نہی میں دو وجہ سے فرق ہے اول یہ کہ نفی قسم خبریہ اور نہی انشائیہ کے قسم سے ہے اور دوسرا فرق نہی افعال ممکنہ پر ہوتی ہے اور نفی افعال ممکنہ اور ممتنعہ دونوں پر جیسا کہ کوزہ برتن میں پانی موجود ہے اور اس کے پینے پر قدرت بھی موجود ہے تو کہا جائے گا مخور یعنی نہ پی یہ نہی ہے۔ اگر

برتن میں پانی بھی نہ ہو یا اگر پانی تو ہے مگر پینے پر قدرت نہیں اگر اس حال میں پینے سے روکا جائے تو کہا جائے گا نخورد اور اس کے پینے پر قدرت بھی نہیں ہے تو کہا جائے گا نخورد۔ یعنی صیغہ نفی سے روکا جائے گا۔

قَوْلُهٗ برشش قسم است: جاننا چاہئے کہ عند البعض ساتواں قسم ماضی معطوفہ ہے جو کہ غیر معرف ہے۔ یہ ماضی دو متضاد المعنی ماضی کے جمع ہونے اور پہلی ماضی پر ہا مختفی داخل ہونے کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے (یہ ہا مختفی واوٴ عاطفہ کے معنی میں ہو جاتی ہے اس لئے اس کا نام معطوفہ ہوتا ہے) جیسا کہ خوردہ رفت، کھایا اور چلا گیا۔ فائدہ: ماضی شکیہ کا نام ماضی احتمالی بھی ہوا کرتا ہے۔

قَوْلُهٗ مستتر: حرف اول میم مضمومہ اور حرف تا کی زیر صیغہ اسم فاعل سے پڑھنا صحیح ہے تا کی فتح صیغہ اسم مفعول سے پڑھنا خطا ہے اس لئے کہ اس کا مصدر استتار باب فعل لازم سے ہے نہ کہ متعدی سے اس کا معنی چھپنے والا ہے جیسا کہ کرد اس میں ضمیر آں چھپنے والی ہے۔

تعریف و اقسامِ مضارع معلوم و مجہول مع گردانہائے

مُضَارِع: لفظے است کہ بر معنٰی و زمانۂ حال و استقبال دلالت کند ایں را مضارع مشترک نامند و آنکہ محض بر زمانۂ حال دلالت کند مضارع حال و آنکہ محض بر استقبال دلالت کند مضارع استقبال است۔ پس علامت مضارع مشترک در آخر دال ساکن و ماقبلش مفتوح است و اشتقاقِ اُواز ماضی است بیانِ بنائے اُو بعلت طوالت در بابِ قواعد فارسی ذکر کردہ شد و از آوردنِ لفظ مے بر مضارع مشترک

مضارع حال واز آوردنِ لفظِ خواہد بر ماضی مطلق مضارع استقبال حاصل آید چوں کند و مے کند وخواہد کرد۔ اَما ضمائر درآخرِ لفظِ خواہد داخل شوند واز آوردنِ ہ شود وہ مے شود، ہ خواہد شد، بر ماضی مطلق مجہولاتِ ایشاں حاصل آیند چوں آمدہ شود، آمدہ مے شود، آمدہ خواہد شد۔ **بدانکہ** جائیکہ دو یا سوائے فصل جمع آیند یائے اولیٰ را بہمزہ بدل کردن جائز است چوں درآییم وآیید، آئیم وآئید بخلاف میای وبیای کہ بفصل آمدند پس بحذفِ آخر اکتفاء نمودند اَصلہٗ ءءیٔ بود اَوّل ہمزہ کشیدہ دوم کشندہ پس بوقت اتصال بازائدہ ومیمِ نہی کشیدہ را بیا بدل کردند بیای، ومیای شد، پس بقاعدۂ مذکورہ عمل نمودند بیا ومیا شد۔ واللہ اعلم واحکم بالصواب ۱۲

گردانهائے مضارعاتِ معلوم

اقسامِ مضارع	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مضارع مشترک	آید	آیند	آئی	آئید	آیَم	آئیم
مضارعِ حال	مے آید	مے آیند	مے آئی	مے آئید	مے آیَم	مے آئیم
مضارع استقبال	خواہد آمد	خواہند آمد	خواہی آمد	خواہید آمد	خواہم آمد	خواہیم آمد

گردانهائے مضارعاتِ مجهول

اقسامِ مضارع	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مضارعِ مشترک	آمده شود	آمده شوند	آمده شوی	آمده شوید	آمده شوم	آمده شویم
مضارعِ حال	آمده مے شود	آمده مے شوند	آمده مے شوی	آمده مے شوید	آمده مے شوم	آمده مے شویم
مضارعِ استقبال	آمده خواهد شد	آمده خواهند شد	آمده خواهی شد	آمده خواهید شد	آمده خواهم شد	آمده خواهیم شد

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ مضارع: اسمِ فاعل از مضارعت بمعنٰی مشابہت زیرآنکہ درعربی صیغۂ مضارع رامشابہت است باسمِ فاعل درحرکات وسکنات وعددِحروف ونیز چنانچہ بر اسمِ فاعل لام ابتدائیہ واقع شود برمضارع نیز چوں اِنَّ زَیْدًا لَیَضْرِبُ وَ لَضَارِبٌ ومشابہت باسمِ جنس نیز دارَدْ ای چنانچہ اسمِ جنس کہ مشترک است درعموم وافراد وخاص مے شود بالف ولام ہم چنیں ایں نیز مشترک است بین الحال والاستقبال و خاص مے شود بدخولِ سین وسوف بزمانۂ حال چوں اَلرَّجُلُ وسَیَضْرِبُ۔ ووجہ اشتقاق ازمضارعت کہ ماخوذ ازضرع بمعنٰی شیر نوشیدن ازیک پستان پس ایں ہردو یعنی اسمِ فاعل ومضارع کہ برادرِرضاعی انداز یک پستان کہ زمانہ است شیرخوردہ اند۔ وجہِ دیگر اینکہ ضرع بمعنٰی پستان ومضارع بمعنٰی شیرنوشان ای ہمچناں کہ دوبچہ از یک پستان شیرنوشند ہم چنیں دوزمانہ حال واستقبال از یک ضرع کہ لفظ است شیرمے خورند۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ مضارع: صیغہ اسم فاعل مضارعت سے مشتق ہے وجہ تسمیہ اس کامعنی مشابہ ہے اس لئے کہ کلام عرب میں مضارع کواسم فاعل سے عددحروف اورعدد حرکات وسکنات میں مشابہت ہے جیسا کہ یکرم اورمکرم ،مکرم میں چارحرف یکرم میں بھی چار پھرمکرم میں حرف اول متحرک حرف ثانی ساکن حرف ثالث متحرک ہے اسی طرح یکرم میں بھی حرف اول متحرک حرف ثانی ساکن اور حرف ثالث متحرک ہے مزید مشابہت یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل پر لام

ابتدائیہ داخل ہوتی ہے اسی طرح مضارع پر بھی داخل ہوتی ہے جیسا کہ ''اِنَّ زَیْداً لَیَضْرِبُ وَ لَضَارِبٌ ''(فعل مضارع) مشابہت اسم جنس سے بھی رکھتا ہے بایں وجہ کہ اسم جنس عموم وخصوص میں مشترک المفہوم ہے پھر الف لام معہود کے داخل ہونے سے خاص ہو جاتا ہے (جیسا کہ رجل میں مفہوم عام ہے پھر الرجل کہنے سے اس میں تخصیص ہو جاتی ہے) اسی طرح فعل مضارع زمانہ حال اور استقبال میں مشترک ہے اس پر سین اور سوف داخل ہوجانے سے زمانہ استقبال میں سے مخصوص ہو جاتا ہے اس کا اشتقاق مضارعت سے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مضارعت ضرع سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ایک پستان سے دو بچوں کا دودھ پینا پھر یہ دونوں یعنی مضارع اور اسم فاعل رضاعی بھائی ہیں جو ایک پستان زمانہ حال اور زمانہ استقبال سے دودھ پیتے ہیں (یعنی منتفع ہیں اس لئے اس کا نام مضارع ہوا) اور مضارع بمعنی دودھ پلانا یعنی جس طرح دو بچے ایک پستان سے دودھ پیتے ہیں اسی طرح دو زمانہ ایک پستان یعنی ایک لفظ یعنی ایک صیغہ سے دودھ پیتے ہیں۔

تعریف و اقسام و بنا امر معلوم و مجہول مع گردانہا

اَمْـــــر: حکم کردن بر کسے وآں بر دو قسم است مشتقی و غیر مشتقی و بنائے ہر دو از فعل مضارع است از دور کردن دال آخر مضارع در معلوم و مجہول اَمر مشتقی معلوم ومجہول حاصل آید چوں از آید، آئی واز آمدہ شود، آمدہ شو و از آوردن لفظِ باید کہ آید ظاہراً یا پوشیدہ در اوّل مضارع معلوم و مجہول اَمر غیر مشتقی معلوم و مجہول

حاصل آید چوں از آیدؔ باید کہ آید واز آمدہ شود باید کہ آمدہ شود مثال پوشیدہ۔
ع: زما خدمت آید خدائی تراست۔ ای زما خدمت باید کہ آید خدائی تراست۔ برائے ضرورتِ شعری لفظِ بایدؔ کہ پوشیدہ کردہ شد۔ اَما اَمر مشتقی معلوم و مجہول دو صیغہ دارد و گردانِ غیر مشتقی چوں مضارع معلوم و مجہول است۔

فائدہ: اَمر مشتقی راامر حاضر وغیر مشتقی راامر غائب نیز گفتہ شود۔

تعریف و اقسام و بنا نهی معلوم و مجهول

نَھْی: منع کردن از کارے وآں نیز منقسم بمشتقی وغیر مشتقی است وبنائے ہر دواز اَمر بدخولِ میم مفتوحہ است چوں از آی، میا واز آمدہ شو، آمدہ مشو واز باید کہ آید، باید کہ میاید واز باید کہ آمدہ شود، باید کہ آمدہ مشود۔

تعریف نفی معلوم و مجهول

نَفِیٌ: انکارِ مضارع را گویند غرضیکہ مثبت را مضارع مثبت ومنفی را مضارع منفی گویند وبنائے اُواز دخولِ نون بر مضارع است چوں اَز آید، نیاید واَز آمدہ شود، آمدہ نشود۔

گردانهائے امرونهی مشتقی وغیر مشتقی ونفی معلوم

گردانهائے امرونهی مشتقی وغیر مشتقی ونفی معلوم

اقسامِ فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اَمر مشتقی / امر حاضر	--	--	بیا	بیایید	--	--
اَمر غیر مشتقی / اَمر غائب	باید کہ آید	باید کہ آیند	باید کہ آئی	باید کہ آئید	باید کہ آیَم	باید کہ آئیم
نہی مشتقی / نہی حاضر	--	--	میا	میائید	--	--
نہی غیر مشتقی / نہی غائب	باید کہ میاید	باید کہ میایند	باید کہ میائی	باید کہ میائید	باید کہ میایَم	باید کہ میائیم
نفی	نیاید	نیایند	نیائی	نیائید	نیایَم	نیائیم

گردانهائے امرونهی مشتقی وغیر مشتقی ونفی مجهول

اقسامِ فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اَمر مشتقی /امر حاضر	--	--	آمده شو	آمده شوید	--	--
اَمر غیر مشتقی /اَمر غائب	باید کہ آمده شود	باید کہ آمده شوند	باید کہ آمده شوی	باید کہ آمده شوید	باید کہ آمده شوم	باید کہ آمده شویم
نہی مشتقی /نہی حاضر	--	--	آمده مشو	آمده مشوید	--	--
نہی غیر مشتقی /نہی غائب	باید کہ آمده مشود	باید کہ آمده مشوند	باید کہ آمده مشوی	باید کہ آمده مشوید	باید کہ آمده مشوم	باید کہ مشویم
نفی	آمده نشود	آمده نشوند	آمده نشوی	آمده نشوید	آمده نشوم	آمده نشویم

تعریف وبنائے فعل تعجب

فِعْلِ تَعَجُّبْ: فعلے است کہ متکلم را از اں تعجب حاصل آید و بنائے اُو از آوردن لفظِ چہ خوش در اَوّل ماضی مطلق حاصل آید چوں چہ خوش گفت و چہ خوش زد۔

قاعدہ تعدیت فعل لازم

چوں فعل لازم را متعدی کنند پس در آخر اَمر مشتقی لفظِ آنیدن مے آرند چوں از کن، کنانیدن واز خفت، خفتانیدن ماضی اُوخفتانید، مضارع خفتاند واَمر خفتاں۔

قِسْ عَلٰی هٰذَا الْبَوَاقِیَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

حاشیہ فارسی

قَـوْلُـــهٗ لازم الخ: بدانکہ گاہے فعل متعدی را نیز متعدی مے سازند پس متعدی الیٰ مفعولین گردد چوں از خوردُ زید طعام را، خورانید زید عمر را طعام متعدی الیٰ مفعولین گشت مفعولِ اَوّل عمر مفعولِ ثانی طعام است ۱۲

حاشیہ اردو

قَـوْلُـــهٗ فعل لازم: جاننا چاہئے کہ کبھی فعل متعدی کو بھی فعل متعدی کرتے ہیں جیسا کہ خورد زید طعام را، سے خورانید زید عمر را طعام، تو اس طرح کرنے سے متعدی دو مفعول کی جانب ہو جاتا ہے۔ جس کو متعدی الی مفعولین کہا جاتا ہے مفعول اول عمر و اور مفعول ثانی طعام ہوگا۔

بابِ سوم :درتعریف و اقسام حروف

حَــرْف :لفظے است کہ معنیٰ مقصودِ اُو بغیر ازضمِ ضمیمہ مفہوم نشود وکارِ اُومحض ترکیب و رابطہ دادنِ کلمہ را بکلمۂ دیگر است پس حروف منقسم بدو قسم اند 1 مفرد۔ 2 مرکب۔ **مُـفْـرَد** آنکہ بحرفِ ثانی مرکب نباشد چوں ب، ت وغیرہ و **مُـرَکَّـبْ** : آنکہ خلافِ ایں باشد چوں بَرْ ودَرْ وغیرہ وجمیع حروفِ مفردہ رااسمے است معین کہ مُسَمّٰی جزوِاوّلِ اسم باشد مگر ہمزہ پس ہر دو قسم حروف منقسم بَسِہ قسم اند۔**مَبَــانِــیْ** کہ بجز ترکیبِ کلمہ بکلمہ ہیچ فائدہ نمی دہند وحروفِ عاملہ کہ عامل باشند ایں قسم حروف در فارسی نمے آیند و**حُـرُوْفِ مَـعَانِیْ** کہ ماسوائے ترکیب کلمہ فائدہ معنیٰ نیز دہند۔ پس بحث حروفِ معانی مرکبہ بعلت واضح بودن ترک کردہ شد وحروفِ معانی مفردہ کہ یازدہ اند ذکر کردہ آیند۔ بدانکہ ہشت حروف درفارسی نمے آیند اگر باشند یا بتغیرِ لہجہ یا بتغیر ازکلمۂ دیگر مستعمل باشند وآں ثا، حا، صاد، ضاد، طا، ظا، عین، قاف ہستند،شروع اقسامِ مفردہ معانی کہ یازدہ اند۔

حاشیہ فارسی

قَـوْلُہٗ حروف: جمع حرف بالفتح بمعنیٰ طرف، وجہِ تسمیہ اینکہ حرف برطرف ای جانب مقابل اسم وفعل واقع شودزیرآنکہ اسم وفعل عمدۃ الکلام واقع شوند بخلافِ حرف ونیزازاسم وفعل کلام حاصل شود بدونِ حرف۔ **بدانکہ** جمیع حروف بست ونہ اند چہار ازاں مختص بپارسی اند درعربی نیایندپ، چ، ژ، گ۔ درعربی بجز

تغیرِ لہجہ استعمال نشوند و ہم چنیں ہشت دیگر کہ در فارسی نیایند مگر بتغیرِ لہجہ

قَوْلُہٗ اسم باشد الخ: چوں لام اسم است مُسَمّٰی صورتِ لام (ل) پس مُسَمّٰی جزوِ اَوّل است اسم را چہ دراصل اسم این صورت لام مُسَمّٰی واقع است

قَوْلُہٗ مگر ہمزہ: کہ دراَوّلِ اسم ہا واقع است نہ کہ ہمزہ مُسَمّٰی اَما در حقیقت ہمزہ امزہ بود بقیاس اَسامی حروفِ دیگر چوں صورتِ ہمزہ معین نبود گاہے بواوے نویسند چوں ھٰذَا جُزْؤُکَ وگاہے بالف چوں رَأَیْتُ جُزْأَکَ وگاہے بیا چوں نَظَرْتُ اِلٰی جُزْئِکَ لہٰذا قدماء برائے اشعار بوقتِ تعدادِ حروف لا نافیہ را بجائے آن گذاشتند پس او را لام و الف خواندن خطا است۔ آنکہ صورتِ ہمزہ خطِ باریک منحنی مشہور است اختراعِ متأخرین است۔

سوال: لا، را در مقامِ ہمزہ چرا آوردند؟

جواب: نزدِ بعض ہمزہ ساکن است و چوں ابتدا بساکن محال بود در خطِ مستقیم کشیدہ در اَوّلش لام آوردند زیرآنکہ میانِ الف و لام اتحادِ قلبی است کہ حرفِ وسط الف، لام است و اوسطِ لام، الف است قس۔

قَوْلُہٗ مبانی: بفتحِ اَوّل جمع مبنی ای حروف کہ نہ افادہ معنٰی و نہ عمل دہند قائم باشند بجائے خویش مثل ع، ف وغیرہ۔

قَوْلُہٗ عاملہ: عامل در لغت کارکنندہ را گویند و در اصطلاحِ نحویان اَلْعَامِلُ مَآ اَوْجَبَ کَوْنَ اٰخِرِ الْکَلِمَةِ عَلٰی وَجْهٍ مَّخْصُوْصٍ مِّنَ الْاِعْرَابِ، مثل حروفِ جارہ وغیرہ۔

قَوْلُہٗ معانی: حروفیکہ باتصال باسم افادۂ معنٰی دہند زیرآنکہ جمیع حروفاتِ معانی بغیر ازضمِ ضمیمہ افادہ معنٰی نمے دہند مثل الف، با، تا کہ در متن مذکور اند

قَــوْلُــهٗ ثاالخ: مثل طراز، طپیدن، طلا، طپانچہ وامثالِ ایشان بتائے منقوطہ بودہ ہم چنیں شصت و صد بسین مہملہ بودند متاخرین برائے رفعِ اشتباہ بشست و سد بصاد بدل کردند وہم چنیں عین مہملہ اگر در فارسی یافتہ باشد دراصل الف بودہ بتغیر لہجہ اوراعین خواندہ اند۔

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ حروف: یہ حرف کی جمع ہے اور حرف زبر کے ساتھ اس کا معنی طرف ہے یعنی اپنے دو حریف اسم اور فعل کے مقابلہ میں ایک جانب ہے اس لئے کہ اسم اور فعل کلام میں عمدہ واقع ہوتے ہیں۔ (عمدہ کلام مسند اور مسند الیہ ہوا کرتا ہے حرف نہ مسند ہوسکتا ہے نہ مسند الیہ) اور یہ کہ فقط اسم اور فعل سے کلام ہوسکتی ہے مگر حرف سے نہیں اس لئے کہ حرف نہ مسند اور نہ مسند الیہ ہوسکتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ تمام حروف معزدہ انتیس ہیں ان میں چار حروف زبان فارسی میں مختص ہیں۔ چ، گ، پ، ژ۔ کلام عرب میں لہجہ کلام تبدیل ہوئے بغیر یہ حروف مستعمل نہیں ہوتے ہیں اسی طرح آٹھ حروف ہیں جو تغیر لہجہ کے بغیر فارسی میں استعمال نہیں ہوتے ہیں ان کا بیان متن میں موجود ہے۔

قَــوْلُهٗ رابطہ دادن: چاہے یہ رابطہ معنوی ہو یا لفظی۔ ۴ قولہ مرکب: مرکب سے مراد ایک حرف تہجی کا دوسرے حرف تہجی سے ملنا ہوتا ہے۔

قَــوْلُــهٗ ب، ت: ایسے معزدہ حروف کو حروف تہجی کہتے ہیں۔ ۶ قولہ اسم باشد: (یعنی جملہ حروف ہمزہ کے بغیر ایسے ہیں جن کا مسمیٰ اسم کا جزو اول ہوتا ہے) جیسا کہ لام یہ اسم ہے اس کا مسمیٰ حرف مفرد ’ل‘ ہے اس لئے کہ یہ صورت لام اسکے اسم

کی جز واول واقع ہے۔

قَوْلُہٗ ہمزہ: مگراس کے اسم کا اول ہا ہے ہمزہ نہیں ہے ہاں ہمزہ دراصل امزہ تھا تو جب ہمزہ کی کوئی صورت معین نہ تھی کلام عرب میں کبھی واؤ کے ساتھ اسے لکھتے ہیں جیسا کہ ہذا جزؤک اور کبھی صورت الف میں لکھتے ہیں جیسا کہ رئیت جزأک اور کبھی صورت یا میں لکھتے ہیں جیسا کہ نظرت الی جزئیک۔ فلہٰذا بوقت تعداد حروف قدماء نے لا نافیہ اس کے مقام پر مقرر کر دیا ہے اس لئے اس کو لام الف پڑھنا خطا ہے پھر اب ہمزہ کی صورت جو خم دار لکھی جاتی ہے یہ متاخرین کا اختراعی عمل ہے۔ سوال: لام کو ہمزہ کے قائم مقام کیوں لایا گیا؟ جواب: عندالبعض چونکہ صورت ہمزہ ساکن تھی پھر ابتدا ساکن سے مشکل ہوتی ہے تو خط مستقیم کی صورت لکھ کے اس کے اول میں لام داخل کر دیا گیا ''لا'' ہو گیا اس لئے کہ الف اور لام میں اتحاد قلبی ہے بایں صورت کہ الف کا دل (درمیانہ حرف) لام ہے اور لام کا دل درمیانہ حرف الف ہے۔

۸قولہ مبانی: حرف اول کی زبر کے ساتھ یہ جمع مبنی کی ہے یہ حروف نہ معانی کا اور نہ عمل کا فائدہ دیتے ہیں (یعنی حروف عاملہ سے بھی نہیں ہیں) جیسا کہ ع غ وغیرہ۔

قَوْلُہٗ عاملہ: لغت میں عامل بمعنی عمل کرنے والا اہل نحو کی اصطلاح میں ''العامل ما اوجب آخر الکلمۃ علی وجہ مخصوص من الاعراب'' یعنی جو کلمہ کے آخر کو کسی اعراب میں مختص کرے وہ حرف عامل کہلاتا ہے۔ چنانچہ حروف جارہ جو کہ اسم معرب منصرف کے آخر کو اعراب جر یعنی زیر میں مختص کرتے ہیں۔

قَوْلُہٗ معانی: حروف معانی وہ حروف ہیں جو کسی دوسرے اسم کے ساتھ متصل ہو

جانے سے افادہ کا معنی دیتے ہیں اس لئے کہ تمام حروف معانی بغیر ضم ضمیمہ کے معنی کا فائدہ نہیں دیتے۔'' بالقوۃ ان میں معنی موجود ہے بالفعل نہیں ہے '' جیسا کہ الف، با، تا، جو کہ کتاب کے متن میں موجود ہیں۔

قَوْلُہٗ تا: ''ان حروف کا ذکر ہے جو تغیر لہجہ کے بغیر فارسی فمیں استعمال نہیں ہوتے ہیں'' ان کی مثالیں طراز، طپیدن، طپانچہ، وغیرہ کہ دراصل ان میں یہ طا تا منقوط کے ساتھ تھی اسی طرح شصت وصد کی صاد یہ سین مہملہ کے ساتھ تھی متاخرین نے اشتباہ ہونے کی وجہ سے جو شصت کو شست سے اور صد کو سد سے اشتباہ ہونے کا خطرہ تھا رفع اشتباہ کیلئے سین کو صاد کے لہجہ میں پڑھا گیا۔

اَقْسَامِ اَلِف

اَلِفْ: بر بیست و دو قسم است۔ الفِ دعائیہ، اَلفِ فاعل، اَلفِ مفعول، اَلف قسم، اَلفِ ندا، اَلف بمعنٰی با، اَلف بمعنٰی واو عاطفہ، اَلف برائے لیاقت، اَلف متکلم، اَلف بمعنٰی کثرت، اَلف بمعنٰی ندبہ، اَلفِ تسمیہ، اَلف مصدریہ، اَلف افادہ معنٰی انحصار، اَلفِ اشباع، اَلفِ تنوین، اَلف جمع، اَلف ابدال، اَلف ِ تانیث، اَلف مجہول الاصل، اَلف بمعنٰی طرف، اَلف زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ اَلف: بفتحِ اَوّل وسکونِ لام بمعنٰی ہزار، وبکسرِ لام بمعنٰی مردِ بے زن ونام یکے از حروف تہجی وچوں ایں حرف در اَوّلِ کلمہ ثنائی یعنی دوحرفی واقع شود مفتوح باشد چوں اَگر و اَبر۔ وچوں بر کلمۂ رباعی یا خماسی واقع شود حرکتِ مابعدش را نقل کردہ باَلف مے دہند و مابعدش را ساکن گزارند اگر التقاءِ ساکنین نشود و

فارسیان این چنیں اَلف را اَلفِ وصل نامند۔ چوں ازشکم، اشکم وازستم، استم و ازشکرہ، اشکرہ مرغِ شکاری وازفراسیاب، افراسیاب نام پادشاہے۔ایں قسمِ اَلف درمعنٰی فرق نمے دہد۔ **بدانکہ** اَلف بچند حروف بدل مے شود بباء موحدہ چوں از اسفیدن، بسفیدن بمعنٰی ساختہ وآمادہ شدن و بخاء چوں از اَستہ، خستہ بمعنٰی استخوانِ خرما وبدال چوں از بآں، بداں و بلام چوں از سگ آبی، سگ لابی نامے جانورے و بنون چوں ازاغول، نغول بواومعروف جائیکہ در بیابان برائے رمہ گوسپنداں سازند و بواو چوں از یکسان، یکسون بمعنٰی برابرو بہائے ہوّز چوں ازانباز، ہنباز وبیائے تحتانی چوں ازافتاد، بیفتاد و ازارمغان یرمغان

قَوْلُہٗ الف دعائیہ: (ایں الف قبل ازدالِ مضارع واقع شود چوں دہاذ بمعنٰی دہندہ بادو کنادو باد بدانکہ باد دراصل بواد بود)

قَوْلُہٗ الفِ فاعل: ایں نوعِ الف درآخرِامر مے آید چوں دانا، بمعنٰی دانندہ وبینا و جویا

قَوْلُہٗ الفِ مفعول: (چوں پذیرا باذ بمعنٰی پزیرفتہ باد)

قَوْلُہٗ الفِ قسم: (ایں الف درآخر مُقْسَم بہٖ درآید چوں حقاو ربا بمعنٰی قسمِ رب

قَوْلُہٗ الفِ ندا: (ایں الف درآخراسمِ منادیٰ واقع شود چوں کریما ورحیما بمعنٰی اے کریم واے رحیم) قَوْلُہٗ اَلف بمعنٰی با: (چوں شباشب ورنگارنگ بمعنٰی شب بشب ورنگ برنگ)

قَوْلُہٗ الف بمعنٰی واوِ عاطفہ: (ایں الف درمیانِ دواسم مخالف درآید چوں شباروز بمعنٰی شب وروز اَمّا درشبانہ روز آنہ لفظِ آنہ بجائے واوعطف است)

قَولُہٗ الفِ لیاقت: چوں ع پذیرا سخن بود شد جائے گیر بمعنیٰ لائق پذیرفتن۔ اَما میانِ الفِ لیاقت و مفعول فرقِ باریک است ۱۲

قَولُہٗ الفِ متکلم: (چوں معاذا و ملاذا ای معاذِ من)

قَولُہٗ الف بمعنیٰ کثرت: (چوں خوشا و نیکا و بدا بمعنیٰ بسیار خوش، بسیار نیک و بسیار بد)

قَولُہٗ الف بمعنیٰ ندبہ: (کہ برائے مدِ صوت در نوحہ و نالہ بکار آرند چوں واویلا وفریادا و دریغا)

قَولُہٗ الفِ تسمیہ: (برائے تعظیم در آخرِ اعلام و القاب مے آرند چوں جلالا و نصیرا وغیرہ ۱۲)

قَولُہٗ الفِ مصدریہ: (چوں پہنا و فراخا بمعنیٰ پہن شدن)

قَولُہٗ الف افادۂ معنیٰ انحصار: (چوں سراپا ای از سرتاپا جمیع وجود)

قَولُہٗ الفِ اشباع: (یعنی اَلِفیکہ از سیر خواندن حرکتِ فتح پیدا شود چوں نماک بمعنیٰ نمک)

قَولُہٗ الفِ تنوین: (در اسمائے عربی واقع شود بجائے نصب نویسند بحالتِ وقف الف خواندہ شود چوں یقیناً و ظاہراً وغیرہ)

قَولُہٗ تنوین: **بدانکہ** ایں تنوین مفیدِ معنیٰ تمیز است معنیٰ یقیناً از روئے یقین است مگر تنوین اصلاً کہ منصوب بنزعِ خافض است اَصلہٗ باصل بمعنیٰ بوجہ بود باجارہ را حذف کردہ آخرش منصوب کردند۔

قَولُہٗ جمع: ایں الف در فارسی بجز لفظِ ما، یافتہ نشدہ و در عربی بسیار اند چوں تدابیر و مساجد وغیرہ

قَولُهٗ ابدال: ایں الف مخصوص با عربی است چوں عصا دراصل عَصَوٌ بود و چوں ایں الف بدل از یا باشد بصورتِ یا نویسند چوں رَمٰــــی و گاہے بدل از واو را نیز بصورتِ یا نویسند چوں مُصْطَفٰی ومُرْتَضٰی کہ در مجرد ناقص واوی اند و در مزید ناقص یائی زیرآنکہ ہر ناقص واوی در مزید یائی گردد۔

قَــولُــهٗ الفِ تانیث: (ایں الف درآخر الفاظِ عربی ملحق گردد بصورتِ یا نوشتہ شود چوں حُبْلٰی وعُقْبٰی و دُنْیٰی مگر دُنْیٰی را فارسیان بالف نویسند)

قَولُهٗ الف مجہول الاصل: (ایں الف را نیز بصورتِ یا نویسند چوں موسیٰ وعیسٰی)

قَــولُــهٗ الف بمعنٰی طرف: (چوں سرازیر و سراپا لا بمعنٰی سر بسوئے زیر و سر بسوئے بالا)

قَولُهٗ الفِ زائدہ: (چوں از سکندر، اسکندر ایں را الفِ وصل نامند حالش برحاشیہ گزشت)

حاشیہ اردو

قَولُهٗ الف: فتح اول اور لام مجزوم کے ساتھ بمعنی ہزار اور کسر لام کے ساتھ بمعنی مرد بے زن یعنی غیر شادی شدہ اور حروف تہجی میں سے ایک حرف کا نام ہے چونکہ الف غیر متحرک حرف ہوتا ہے تو ابتدا میں حرف ساکن سے پڑھنا محال ہوتا ہے اس لئے جب یہ صرف (الف) دو حرفی کلمہ پر داخل ہوگا تو مفتوح ہوگا۔ جیسا کہ اَگر اَبر اور جب چار حرفی یا پانچ حرفی کلمہ پر داخل ہوگا تو الف کے مابعد کی حرکت الف پر منتقل کر کے اس کے مابعد کو ساکن کر دیتے ہیں ۔ بشرطیکہ التقا ساکنین نہونے پائے ایسے الف کو الف وصل کہتے ہیں جیسا کہ شکم سے اِشکم اور ستم سے اِستم اور شکرہ سے

اِشکرہ جوایک پرندہ کا نام ہے اسی طرح فراسیاب سے آفراسیاب جوایک بادشاہ کا نام ہے ایسے ہمزہ وصل کے آنے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ الف چند حروف سے بدل جاتا ہے (۱) با سے بدلتا ہے جیسا کہ اسفیدن سے بسفیدن بمعنی امادہ ہونا (۲) خا سے بدلتا ہے جیسے استہ سے خستہ بمعنی کھجور کی گٹھلی ۳:۔ دال سے بدلتا ہے بآں سے بداں ۴:۔ لام سے بدلتا ہے جیسا کہ سگ آبی سے سگ لابی ایک جانور کا نام ہے ۵:۔ واو سے بدلتا ہے جیسا کہ یکساں سے یکسوں بمعنی برابر۔ ٦:۔ ھا ھوز سے بدلتا ہے جیسا کہ انباز سے ہنباز ۷:۔ یا تحتانی سے بدلتا ہے جیسا کہ افتاد سے بیفتاد اور ارمغان سے یرمغان بمعنی تحفہ۔

قَوْلُهٗ اقسام الف دعائیہ: یہ الف فعل مضارع کی دال سے پہلے آتا ہے جیسا کہ دہد سے دہاد بمعنی دہندہ باد اور کند سے کناد بمعنی کرنے والا ہو۔ بدانکہ باد دراصل بواد تھا (جو کہ مصدر بودن سے مضارع بود میں الف دعائیہ آنے سے بواد ہو گیا)

قَوْلُهٗ الف مفعول: جیسا کہ پذیرا باد معنی پذیرفتہ باد۔

قَوْلُهٗ قسم: یہ الف مقسم بہ کے آخر میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ حقا اور ربا بمعنی قسم حق اور قسم رب۔

قَوْلُهٗ ندا: یہ الف منادی کے آخر میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ کریما اور رحیما بمعنی اے کریم اور اے رحیم۔

قَوْلُهٗ بمعنی با: جیسا کہ شباشب اور رنگارنگ بمعنی شب باشب اور رنگ برنگ۔

قَوْلُهٗ الف بمعنی واؤ عاطفہ: یہ الف دو متضاد المفہوم اسم کے درمیان میں آتا ہے جیسا کہ شباروز بمعنی شب وروز ہاں لفظ شبانہ روز میں لفظ آنہ واؤ عاطفہ کی جگہ

آیا ہے۔

قَوْلُهٗ لیاقت: جیسا کہ پذیرا سخن بود شد جائے گیر، یعنی سخن پذیرائی کے لائق تھا اثر کر گیا، جاننا چاہئے کہ الف لیاقت اور الف مفعول میں ایک باریک فرق ہے یہ دونوں الف قریب المعنی ہیں۔

قَوْلُهٗ متکلم: جیسا کہ معاذ اُو ملاذ اُیعنی جائے پناہ میری۔۱۳قولہ بمعنی کثرت جیسا کہ خوشا و بدا بمعنی بہت نیک اور بہت بد۔۱۴قولہ ندبہ: یہ الف رونے اور نوحہ کرنے میں بلند آواز ہونے کیلئے آتا ہے جیسا کہ واویلا، فریادا و دریغا ان اسماء پر آواز کو کھینچنے اور بلند کرنے کی غرض سے الف داخل ہوا ہے۔

قَوْلُهٗ الف تسمیہ: بغرض تعظیم اسم علم کے آخر میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ جلالا و نصیرا یعنی جلال اور نصیر جو کہ عظیم شخصیات ہیں۔

قَوْلُهٗ الف مصدریہ: جیسا کہ پنہا اور فراخا یعنی پنہاں اور فراخ ہونا۔

قَوْلُهٗ الف افادہ: معنی انحصار جیسا کہ سراپا یعنی سر سے پاؤں تک تمام جسم۔

قَوْلُهٗ الف اشباع: یعنی وہ الف جو حرکت زبر کو کھینچے سے پیدا ہوتا ہے اس میں معنی اور مفہوم سابق ہی رہتا ہے۔جیسا کہ نمک سے نماک۔

قَوْلُهٗ الف تنوین: کلام عرب میں اسم کے آخر آنے والی تنوین مفتوحہ پر وقف کرنے سے تنوین مفتوحہ کو الف سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ یقیناً سے یقینا غفورا رحیما سے رحیم پر وقف ہونے سے رحیما پڑھا گیا۔ جاننا چاہئے کہ یقیناً میں تنوین تمیز کے معنی میں ہے اس کا معنی از روئے یقین ہوگا۔ ہاں لفظ اصلاً میں جو تنوین ہے یہ منصوب بنزع الخافض ہے اصلاً کا اصل بااصل تھا باجارہ کو حذف کر کے آخر حرف کو منصوب کر دیا۔

قَوْلُهٗ جمع: فارسی زبان میں یہ الف فقط لفظ ما میں پایا گیا جو من کی جمع ہے۔

قَوْلُهٗ ابدال: یہ الف مخصوص کلام عرب میں ہے جیسا کہ عصا اس کا اصل عصو ہے ایسا الف جب یا سے مبدل ہو تو اسے صورت یا پر لکھتے ہیں جیسا کہ رمیٰ اور کبھی ایسا الف جو واؤ سے تبدیل ہوا ہو اسے بھی صورت یا سے لکھتے ہیں جیسے مرتضیٰ اور مصطفیٰ یہ دونوں ابواب مجرد میں ناقص واوی سے تھے پھر ابواب مزید فیہ میں آنے سے ناقص یائی ہو گئے اس لئے کہ ہر ناقص واوی ابواب مزید فیہ میں یائی بن جاتے ہیں۔

قَوْلُهٗ الف تانیث: یہ الف کلام عرب میں علامت تانیث ہو کر آخر اسم میں آتا ہے جیسا کہ حبلیٰ اور عقبیٰ و دُنیٰی۔ ہاں اہل فارس دنیٰ کے آخری الف علامت تانیث کو فقط الف سے لکھتے ہیں جیسا کہ دنیا۔

قَوْلُهٗ مجہول الاصل: اس الف کو بھی صورت یا پر لکھتے ہیں جیسا کہ موسیٰ و عیسیٰ۔

قَوْلُهٗ الف بمعنیٰ ظرف: جیسا کہ سراز یرا اور سرابالا بمعنی سر کے نیچے اور سر کے اوپر کی جانب۔

قَوْلُهٗ زائدہ: جیسا کہ سکندر سے اسکندر اس الف کو الف وصل کہتے ہیں۔

اقسامِ باء مُوَحَّدَہ

با بر بیست و پنج قسم است۔ بائے الصاق، بائے سببیہ، بائے ظرفیہ، بائے علو، بائے قسمیہ، با بمعنیٰ طرف، با بمعنیٰ را، بائے عاطفہ بائے تقابل، با بمعنیٰ باوجود، با بمعنیٰ مقدار، با بمعنیٰ آغاز، با بمعنیٰ از، با بمعنیٰ زیر، با بمعنیٰ عوض، بائے توسل، با بمعنیٰ قرب، با بمعنیٰ لائق، با بمعنیٰ برائے، بائے توافق، بائے تشبیہ،

بائے استعانت، بائے اتصال، با بمعنٰی سمت ورخ، بائے زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ با: بدانکہ با درلغت، مردِ کثیر الجماع را گویند ومخففِ باز، شکاری و با حرف از حروفِ تہجی وایں با بہ پنج حروف بدل مے شود۔ بواو چوں از برنا، ورنا واز باز، واز۔ بفا چوں از زبان، زفان۔ بمیم چوں از عشرب، عشرم دانہ انگور پختہ وتازہ و بکافِ عربی و فارسی چوں از بالہ، گالہ نوعے از جوال۔ و بہائے ھَوَّزْ چوں از بوش، ہوش بمعنٰی مرد خودنما و درویش بسیار عیال و بمعنٰی مختلف مردم درہم آمیختہ، امّا اوباش جمع ایں است۔

قَوْلُهٗ بائے الصاق: (بمعنٰی مع باشد چوں بابداں منشیں واسپ بزین خریدم ای مع زین)

قَوْلُهٗ بائے سَبَبِیَّہ: (چوں زندہ است نامِ نوشیروان بعدل ای بسبب عدل)

قَوْلُهٗ بائے ظرفیہ: (کہ بمعنٰی در باشد چوں بدریا درمنافع بے شمار است)

قَوْلُهٗ بائے علو: (کہ بمعنٰی بر باشد چوں امروز باسپ سوار شدم)

قَوْلُهٗ بائے قسمیہ: (چوں بخدا ازیں ذوالفقار مے ترسم یعنی قسمِ خدا)

قَوْلُهٗ با بمعنٰی طرف: (چوں رو بصحرا نہاد یعنی طرفِ جنگل نہاد)

قَوْلُهٗ با بمعنٰی را: (چوں سنجاب دہ زمیغ بکوہ ای کوہ را)

قَوْلُهٗ بائے عطف: (چوں فرق است میان آنکہ یارش دربر بآنکہ دو چشم انتظارش بردَر یعنی وآنکہ دو چشم الخ)

قَوْلُهٗ بائے تقابل: (چوں بروئے تو آفتاب دیدم بمعنٰی مقابل روئے تو)

قَولُہٗ با بمعنٰی باوجود: (چوں بعصیاں دررزق برکس نہ بست بمعنٰی باوجودِ عصیاں الخ)

قَولُہٗ با بمعنٰی مقدار: (چوں بجوے ستاندز دہقان پسر بمعنٰی قدرِ جوی ستاند)

قَولُہٗ آغاز: چوں بنامِ جہان دار جان آفریں بمعنٰی شروع کنم بنام جہاں دار الخ۔

ایں با در حقیقت بائے استعانت است چوں در ابتدائے کلام واقع گشت و جملہ متعلقہ بہ آغاز یدم محذوف بود لہٰذا مُسَمّٰی ببائے ابتدایہ وآغاز شد

قَولُہٗ با بمعنٰی از: (چوں حافظ بخود نپوشیدایں خرقۂ مے آلودا ے شیخ پاکدامن معذوردار مارا بمعنٰی ازخود نپوشید)

قَولُہٗ با بمعنٰی زیر: (چوں کفش بپا کن ای زیر پا کن)

قَولُہٗ با بمعنٰی عوض: (چوں کتاب بدو درہم خریدم بمعنٰی عوض دو درہم خریدم)

قَولُہٗ بائے توسل: (چوں جرمِ ما دونیما بکن درقیام نیمے بحسن بخش نیمے بحسین بمعنٰی بتوسلِ حسن بخش و بتوسلِ حسین)

قَولُہٗ با بمعنٰی قرب: (چوں طمع بردشوخے بصاحب دلے ای قریب صاحب دل)

قَولُہٗ با بمعنٰی لائق: (چوں صائب درد بدرمان نماندہ است بمعنٰی لائق درمان نماندہ است)

قَولُہٗ با بمعنٰی برائے: چوں بدیدارِ مردم شدن عیب نیست بمعنٰی برائے دیدار مردم رفتن......الخ

قَولُہٗ بائے توافق: (چوں غمگین مباش چوں کارے بمدعائے تو نیست بمعنٰی موافق مدعا)

قَولُہٗ بائے تشبیہ: (چوں بحسنِ صورت او بر زمین نخواہد بود بمعنٰی مشابہ حسن صورت)

قَـوْلُـهٗ بائے استعانت: (چوں زچوگان خدمت تواں برد گوئے بمعنیٰ با ستعانت چوگان خدمت)

قَوْلُهٗ بائے اتصال: (چوں رنگ برنگ ودم بدم بمعنیٰ صلہ باشد)

قَـوْلُـهٗ با بمعنیٰ سمت ورُخ: (چوں بگردن فتد سرکش تندخود رہندی بمعنیٰ بھرنے یعنی برخ گردن فتد)

قَـوْلُـهٗ زائدہ: چوں بگُفتُ وبشُنیدُ ایں با درعربی ہمیشہ مکسور باشد ودرفارسی دراَوّل اسماء وحروف مفتوح باشد چوں بَدور و بَسکندر و بجز و دراَوّلِ افعال حکم ہمزۂ وصلی دارد درقواعد فارسی رجوع کنند۔

حاشیہ اردو

قَـوْلُـهٗ با: اقسام باموحدہ جاننا چاہئے کہ مرد کثیرالجماع کو با کہا جاتا ہے اور باز جو شکاری پرندہ کا نام ہے اس کا مخفف با بھی ہے اور حروف تہجی سے بھی ایک حرف کا نام ہے یہ حرف با پانچ حروف سے بدلتا ہے ۱۔ واو سے جیسا کہ برنا سے ورنا اور بازو سے وازو۔ ۲: فا سے بدلتا ہے جیسا کہ زبان سے زفان۔ ۳: میم سے بدلتا ہے جیسے عژب سے عژم بمعنی دانہ انگور پختہ وتازہ۔ ۴: گاف فارسی اور کاف عربی سے بدلتا ہے جیسا کہ بالا سے گالا بمعنی گندی وغیرہ۔ ۵: ہا ہوز سے بدلتا ہے جیسا کہ بوش سے ہوش معنی مرد خودنما اور مرد زیادہ عیال دار اور مختلف لوگوں کا ایک دوسرے میں مل جانا اس کی جمع اوباش ہے۔

قَوْلُـهٗ بمعنی مع: ساتھ کے جیسا کہ بابداں منشیں یعنی بروں کے ساتھ نہ بیٹھ اور اسپ بزیں خریدم بمعنی میں نے گھوڑا زین کے ساتھ خریدا ہے۔

قَوْلُہٗ : بائے سببیہ: جیسا کہ زندہ است نام نوشیرواں بعدل یعنی عدل کے سبب نوشیرواں کا نام زندہ ہے۔۴ قولہ بائے ظرفیہ: جو کہ در بین اور بیچ کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ بدریا در منافع بے شمار است، یعنی دریا میں منافع بے شمار ہیں۔۵ قولہ بائے علو: جو اوپر کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ باسپ سوار شدم یعنی میں گھوڑے کے اوپر سوار ہوا ہوں۔ ۶ قولہ بائے قسمیہ: جیسا کہ بخدا ازیں ذوالفقار مے ترسم یعنی اللہ کی قسم اس ذوالفقار سے میں ڈرتا ہوں۔

قَوْلُہٗ بمعنی طرف: جیسا کہ رو بصحرا نہادیعنی جنگل کی طرف رخ کرلیا۔

قَوْلُہٗ با بمعنی را: جیسا کہ سنجاب دہ زمیغ بکوہ یعنی پہاڑ کو باراں سے رنگین پوشاک دینے والا،سنجاب خوبصورت نرم پوست جانور کا نام ہے۔

قَوْلُہٗ بائے عطف: یعنی بمعنی اور جیسا کہ فرق است آنکہ یارش در بر با آنکہ دو چشم انتظارش بر در یعنی فرق ہے جسکا دوست بغل میں ہو اور وہ جسکی آنکھیں دروازہ پر لگی منتظر بیٹھا ہے۔۱۰ قولہ تقابل: جیسا کہ بروئے تو آفتاب دیدم یعنی تیرے چہرے کے تقابل سورج کو دیکھا۔

قَوْلُہٗ با بمعنی باوجود جیسا کہ بعصیاں در رزق بر کس نہ بست یعنی باوجود گناہوں کے رزق کا دروازہ (اللہ تعالیٰ نے) بند نہیں فرمایا۔

قَوْلُہٗ با معنی مقدار: چوں بجوے ستاند ز دہقاں پیر، معنی مقدار جو کے اگر بوڑھے کسان سے لے۔

قَوْلُہٗ با بمعنی آغاز: چنانچہ بنام جہاندار جاں آفریں، اس کا معنی شروع کرتا ہوں میں مالک جہاں اور جان کے نام سے یہ با دراصل بائے استعانت تھی جب ابتدا میں واقع ہوئی تو جملہ متعلق بہ آغاز دیدم یہاں محذوف ہوا تو اس کا

نام بائے ابتدائیہ ہوا۔

قَوْلُهٗ بائے بمعنی از: جیسا کہ حافظ بخود نپوشیداں خرقہ مے آلود۔اے شیخ پاکدامن معذور دار مارا۔بمعنی حافظ نے از خود یہ خرقہ مے آلود نہیں پہنا۔اے شیخ پاکدامن ہمیں معذور سمجھ۔

قَوْلُهٗ بمعنی نیچے: جیسا کہ چوں کفش بپا کن بمعنی جوتی پاؤں کے نیچے کر۔

قَوْلُهٗ با بمعنی عوض: جیسا کہ کتاب بدو درہم خریدم بمعنی کتاب میں دو درہم کے عوض خریدی ہے۔

قَوْلُهٗ بائے توسل: جیسا کہ جرم مادونیمہ بکن درعرصات نیمے بحسن بخش نیمے بحسین ۔یعنی قیامت کے یوم میرے گناہوں کو دو حصہ کر دے ایک حصہ وسیلہ حسنؓ اور دوسرا حصہ وسیلہ حسینؓ بخش دے۔

قَوْلُهٗ با بمعنی قریب: چوں طمع بردشوخے بصاحبدلے، بمعنی چست آدمی صاحبدل کے قریب طمع لے گیا۔

قَوْلُهٗ بمعنی لائق: جیسا کہ صائب درد بدرماں نہ ماندہ است ۔یعنی صائب درددوا کے لائق نہیں رہا ہے۔

قَوْلُهٗ بمعنی برائے: جیسا کہ بدیدار مردم شدن عیب نیست بمعنی نیک لوگوں کے دیدار کیلئے جانا عیب نہیں ہے۔

قَوْلُهٗ بائے توافق: جیسا کہ غمگین مباش چوں کارے بمدعائے تو نیست بمعنی جب کام تیری تمنا کے موافق نہیں تو غمگین نہ ہو۔

قَوْلُهٗ بائے تشبیہ: جیسا کہ بحسن صورت او برزمین نخواہد بود بمعنی مشابہہ حسن صورت اس کے زمین پر نہیں ہوگا

قَوْلُهٗ   بائے استعانت: جیسا کہ بچوگاں خدمت تواں برد گو۔ بمعنی خدمت کی مدد اور استعانت سے برتری لی جاسکتی ہے۔ قَوْلُهٗ   بائے اتصال: جیسا کہ رنگ برنگ اور دمبدم جو اتصال کے معنی میں ہے یعنی رنگ ساتھ رنگ کے۔ اور ساعت ساتھ ساعت کے۔

قَوْلُهٗ   سمت ورخ۔ جیسا کہ بگردن فتد سرکش تندخو یعنی سرکش انسان گردن رخ گریگا ہندی زبان میں اس کا معنی منہ کے بھرنے گریگا۔

قَوْلُهٗ   زائدہ: جیسا کہ بگفت اور بشنید، یہ عربی زبان میں ہمیشہ زیر والی ہوتی ہے زبان فارسی میں اگر یہ با اسم پر داخل ہو تو مفتوح یعنی زبر والی ہوتی ہے جیسا کہ بسکندر، بجز اور بدور وغیرہ اگر یہ افعال پر داخل ہو اسکا حکم کلام عرب میں فعل امر کے ہمزہ وصل کے قانون کی حرکت جیسا ہے یعنی اگر پہلا حرف مضموم ہے تو با مضموم اگر پہلا حرف مکسور یا مفتوح ہے تو با مکسور ہو گی مزید تفصیل آگے باب قواعد فارسی میں پڑھیں۔

اقسامِ تاءِ فوقانی

تا بمع اَلف دہ قسم است۔ تا بمعنٰی ہرگز، تا برائے تنبیہ، تا بمعنٰی اگر کلمہ شرط، تا برائے ابتدائے زماں، تا برائے انتہائے زمان و مکان، تا برائے علت، تا برائے اختصاص، تا برائے بیان وتفسیر، تا برائے نتیجہ وترتبِ فائدہ، تا بمعنٰی ہماندم۔ و تا بدونِ الف بر سہ قسم است۔ برائے خطاب وآں بر دو قسم است یکے مضاف الیہ اُفتد دوم مفعول واقع شود وتا بمعنٰی خود وتا زائدہ۔ **بدانکه** تا در عربی بر ہشت قسم است تائے تانیث، تائے وحدت، تا برائے مبالغہ، تائے

عوض، تابرائے نقل کلمہ صفتی بسوئے اسمی، تائے قسمیہ، تائے مصدری، تائے زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ تا: درلغتِ عرب خاکِ نرم ودرفارسی بمعنٰی عدد چنانچہ یکتا ودوتا وبمعنٰی تہ جامہ و بمعنٰی تختہ کاغذ ومخفف تار کہ برسرِ ساز بندند وتا حرفے از حروفِ تہجی۔

بدانکہ تا بہفت حروف بدل مے شود۔ بجیمِ تازی چوں از غارت، غارج و لت، لج وبچیمِ فارسی چوں از تُس، چس بمعنٰی بادِ اسفل کہ بے آواز باشد وبدال چوں از توت، تود نامِ درخت وبسین چوں از تیز، سیز کہ مقابل کُند باشد و بکاف چوں از چاشت، کاشت بمعنٰی اوّل وقتِ روز وبثا چوں از کیومرت، کیومرث وبطا چوں از تہورت، طہورت نام پادشاہ۔

قَوْلُهٗ بمع الف: گرچہ ایں تا ظاہراً مرکب است معنًی مرکب نیست چوں تا مخاطبہ کہ مرکب شود بواو وچوں کَ وچَ کہ مرکب شوند بہائے مختفی پس ایناں را بمناسبت بحروفِ تہجی در بحث حروفِ مفردہ ذکر کردند۔

قَوْلُهٗ تا بمعنٰی ہرگز: (چوں زصاحبِ غرض تاسخن نشنوی بمعنٰی ہرگز نشنوی)۔

قَوْلُهٗ تا برائے تنبیہ: (چوں ع تاچہ خواہی خریدن ای مغرور بمعنٰی خبردار چہ خواہی خریدن)۔

قَوْلُهٗ تا بمعنٰی اگر کلمہ شرط: (چوں تا تیغ بکف یابی برنفس دودستی زن یعنی اگر تیغ بکف یابی)۔

قَوْلُهٗ تا برائے ابتدائے زمان: (چوں ع تا عشق تو درسینہ مکان کرد کراجائے یعنی

از وقتیکہ الخ)۔

قَوْلُہٗ تابرائے انتہائے زمان ومکان: (مثال انتہائے زمان چوں ع تابروزِ جزا پیاپے باد۔مثال انتہائے مکان چوں زمشرق تامغرب)۔

قَوْلُہٗ تابرائے علت: (چوں زمن صورت نہ بندد معنٰی آزار خاطر ہابیاد کس نیایم تا نباشم بار خاطر ہا ای بعلتِ ایں کہ بارِ خاطر نباشم)۔

قَوْلُہٗ اختصاص: چوں بفرمود تا کاردانانِ روم سوئے کَیدُ رفتند زان مرز وبوم ای خاص کاروانانِ روم رفتند۔

قَوْلُہٗ بیانِ ایں تا قائم مقامِ کاف بیانیہ آید چوں عمر گرانمایہ دریں صرف شد تا چہ خورم صیف وچہ پوشم شتا۔

قَوْلُہٗ نتیجہ: چوں بیَا تا بگردیم میدان خوش است نتیجہ بیا صیغۂ اَمر بگردیم است الخ۔

قَوْلُہٗ ای ہماندم موش تا بمعنٰی ہماندم: (یعنی وقتِ شدت بین الامرین وسرعت ِ ترتب امر ثانی براَوّل چوں تا موش زسوراخ برآید گربہ اش خورد) وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْہِ وَ اَدْخِلْھُمَا فِی الْجَنَّۃِ اَفْقَرُ اِلَی اللّٰہِ الْوَلِیِّ محمد اکرم فیضی شاہجمالی۔

قَوْلُہٗ تابرائے خطاب کہ مضاف الیہ افتد: (درآخر اسماء واقع شود چوں رویت خوب است ای روئے تو الخ)

قَوْلُہٗ تابرائے خطاب کہ مفعول واقع شود: (درآخر اسماء وافعال واقع شود چوں اسپت را دوانیدم ونگویمت)۔

قَوْلُہٗ تا بمعنٰی خود: (چوں براہت سرمہ سا کردی جبینم ای براہِ خود الخ)۔

قَــوْلُــــهٗ زائدہ: چوں بالشت وبالش بمعنیٰ تکیہ وفرامشت وفرامش ہم معنیٰ وہم دسترست ودسترس بمعنیٰ واحد آمدہ وغیرہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

قَــوْلُــــهٗ تانیث: کہ درآخرِ اسماء واقع شود درحالتِ وقف ہا گردد چوں از ضاربۃ، ضاربہ واز فاسقۃ، فاسقہ واز مستورۃ، مستورہ وغیرہ۔

قَوْلُهٗ تائے وحدت: (چوں خرمۃ وحمامۃ بمعنیٰ خرما واحد وکبوتر واحد ۱۲)

قَوْلُهٗ تابرائے مبالغہ: (چوں علامۃ وفہامۃ بمعنیٰ بسیار عالم وبسیار فہیم)۔

قَــوْلُــــهٗ تابرائے عوض: (چوں عدۃ اصل وِعدٌ بود واو را حذف کردہ عوض او تا درآخر آوردند)۔

قَــوْلُــــهٗ صفتی: چوں خلیفہ وکافیہ زیرآنکہ ایں ہر دو لفظ بغیر تا بودند ومعنیٰ وصفی مے داشتند پس چوں اینان را از معنیٰ وصفی منقول کردہ اسم کردند تا را بجہتِ دلالت برہمیں معنیٰ درآخر آوردند۔

قَوْلُهٗ تائے قسمیہ: (ایں تا مختص بلفظِ اللہ است چوں تَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا ای قسم اللہ است) قَــوْلُــــهٗ تائے مصدری: (چوں ضاربیّت ومضروبیّت وقناعت وغیرہ)۔

قَــوْلُــــهٗ تائے زائدہ: (چوں تمرتین، تائے ثانی نہ تانیث نہ اصلی نہ وحدت نہ غیر ازیں است بلکہ زائدہ است) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ تالغت: عرب میں اس کا معنی نرم مٹی اور فارسی میں اس کا مفہوم عدد ہوتا ہے جیسا کہ یکتا اور دوتا بمعنی ایک عدد اور دو عدد اور اس کا معنی کپڑے کا تہ اور تختہ

کاغذ اور تار کا مخفف بھی ہے جو ساز پر باندھتے ہیں۔ جاننا چاہئے تا سات حروف سے تبدیل ہوتی ہے۔ ا، جیم سے جیسا کہ غارت سے غارج اور لت سے لج بمعنی مارنا، ٹھوکنا اور ٹکڑے ٹکرے کرنا۔ ۲، چیم سے جیسا کہ تس سے چس بمعنی خارج ہونے والی بے آواز ریح۔ ۳، دال سے جیسا کہ توت سے تود جو درخت کا نام ہے۔ ۴، سین سے جیسا کہ تیز سے سیز اس کا متضاد مفہوم سست اور کند ہے۔ ۵، کاف سے جیسا کہ چاشت سے چاشک بمعنی دن کا اول وقت ۔ ۶، ثا سے جیسا کہ کیومرت سے کیومرث ۔ ۷، طا سے جیسا کہ تہورت سے طہورت بادشاہ کا نام ہے۔

قَوْلُهٗ تا بمع الف: یعنی تا الف کے ساتھ اگرچہ یہ تا بظاہر الف کے ساتھ مرکب ہے مگر معنی میں مرکب نہیں ہے مثل تا مخاطبہ کے جبکہ واؤ کے ساتھ مرکب ہو جائے جیسا کہ ت سے اس کے معنی میں فرق نہیں آیا ہے اسی طرح کاف اور چیم جبکہ ہا مختفی سے مرکب ہو جائیں ان تمام کو حروف تہجی کی مناسبت سے حروف مفردات میں ذکر کر دیا جو معنوی اعتبار سے مفرد ہیں۔

قَوْلُهٗ اقسام تا فوقانی تا بمعنی ہرگز: جیسا کہ ز صاحب عرض تا سخن نشنوی یعنی صاحب غرض سے ہرگز سخن نہ سننا۔

قَوْلُهٗ تا برائے تنبیہ: جیسا کہ تا چہ خواہی خریدن اے مغرور، یعنی خبردار اے مغرور تو غرور کے بدلے کیا لے گا۔

قَوْلُهٗ تا بمعنی اگر: جیسا کہ تا تیغ بدست یابی بر نفس دو دستی زن، بمعنی اگر تلوار ہاتھ آئے تو اپنے نفس سرکش پر دو ہاتھوں سے مار۔

قَوْلُهٗ تا برائے انتہائے زمان ومکان: مثال انتہائے زمان جیسا کہ تا بروز جزا

پیاپے باد، یعنی زمان قیام قیامت پے در پے رحمت ہو مثال انتہائے مکان ز مشرق تا بمغرب یعنی مشرق سے مغرب تک مشرق اور مغرب دونوں مکان سے متعلق ہیں۔

قَوْلُہٗ تا برائے علت: جیسا کہ زمن صورت نہ بند داز ازار خاطر ہا، بیادکس نیایم تا نباشم بار خاطر ہا، یعنی مجھ سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوسکتی تا کہ کسی کی یاد میں بار خاطر نہ ہو جاؤں یعنی ازار کسی کا اس علت سے پسند نہیں تا کہ بار خاطر نہ ہو جاؤں۔۳۴ قولہ تا برائے اختصاص: جیسا کہ بفرمود تا کاروانان روم سے کی د رفتند زان مرز و بوم یعنی شہنشاہ نے حکم دیا کہ خصوصا ملک روم کے ہوشمند تجربہ کار وہاں سے شہر کید کی جانب چل دئے۔

قَوْلُہٗ تا برائے بیان وتفسیر: یہ تا کاف بیانیہ کے قائم مقام آتی ہے عمر گرانمایہ دیں صرف شد۔ تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا یعنی قیمتی عمر اس فکر میں گذر گئی آگے اس فکر کا بیان ہے کہ موسم گرما میں کیا کھاؤں گا اور سرما میں کیا پہنوں گا۔

قَوْلُہٗ تا برائے نتیجہ: جیسا کہ بیا تا بگردیم کہ میدان خوش است یعنی آجا آنے کا فائدہ کیا ہے تا کہ سیر کریں اس لئے کہ میدان خوش ہے۔

قَوْلُہٗ تا بمعنی ہماندم: یعنی وقت شدت بین الامرین وسرعت ترتب امر ثانی بر اول دو کاموں میں جلدی کا پایا جانا یعنی پہلے کام کے ہونے پر جلد ہی دوسرے کام کا پایا جانا جیسا کہ تا موش زسوراخ برآید، گربہ اش خورد یعنی جب چوہا بل سے باہر آئے گا جلد ہی دوسرا کام ہو جائے گا یعنی بلی اس کو کھا جائے گی۔

قَوْلُہٗ خطاب مضاف الیہ یہ تا اسماء کے آخر میں آتی ہے جو مضاف الیہ کے معنی میں

مستعمل ہوتی ہے جیسا کہ رویت خوب است یعنی تیرا رخ خوبصورت ہے قسم
تا مفعول جو اسما کے آخر میں بالوسیلہ اور افعال کے آخر میں بلا وسیلہ داخل ہوتی
ہے جیسا کہ اسپت را دوانیدم ، یہ تا اسم اسپ کے آخر میں بوسیلہ حرف را
مفعول کے معنی میں آئی۔ نگویمت فعل کے آخر میں بلا واسطہ حرف دیگر مفعول
کے معنی میں مستعمل ہوگئی۔

قَوْلُہٗ بمعنی خود: جیسا کہ برات سرمہ سا کردی جبینم ، یعنی اپنی راہ میں تم نے میری
جبیں کو سرمہ گھسنے والا کر دیا۔

قَوْلُہٗ زائدہ: جیسا کہ بالش سے بالشت اور فراموش سے فراموشت اور دسترس
سے دسترست ، یہ الفاظ تا کے ساتھ اور تا کے بغیر ایک ہی معنی میں ہیں۔

قَوْلُہٗ تا تانیث: یہ تا اسماء کے آخر میں داخل ہوتی ہے اور وقف کے وقت ہا میں
بدل جاتی ہے جیسا کہ ضاربہ اور فاسقہ مستورہ وغیرہ۔

قَوْلُہٗ تائے وحدت: جیسا کہ خرمہ یعنی ایک دانہ کجھورا اور حمامہ یعنی ایک کبوتر۔

قَوْلُہٗ تا برائے مبالغہ: جیسا کہ علامہ بہت علم والا اور فہامہ بہت فہم والا۔

قَوْلُہٗ تائے عوض: جیسا کہ عدۃ اصل میں وعد تھا عربی گرائمر میں واؤ کو حذف کر
کے اس کے عوض آخر میں تا لائی گئی۔ قَوْلُہٗ تا برائے نقل کلمہ صفتی بسوئے
اسمی جیسا کہ خلیفہ اور کافیہ یہ دونوں کلمات بغیر تا کے تھے اور معنی ان میں وضعی
تھا۔ پھر جب انکو وضعی معنی سے اسم کی طرف منقول کیا تو ان کے آخر میں
دلالت بر اسم کی غرض سے تا داخل کر دیا۔ اب یہ کلمات معنی صفتی سے اسم علم
یعنی نام شخص یا نام کتاب کیطرف منقول ہوگئے۔

قَوْلُہٗ تائے قسمیہ: یہ تا فقط اسم اللہ کیلئے مختص ہے جیسا کہ تاللہ لاضربن زیداً یعنی اللہ

کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا۔

قَوْلُہٗ تائے مصدری: جیسا کہ ضاربیت ومضروبیت ومصروفیت وغیرہ۔

قَوْلُہٗ تائے زائدہ: جیسا کہ تمرتین اس میں دوسری تا نہ اصلی ہے نہ تانیث کی ہے نہ وحدت کی اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی قسم کی ہے بلکہ زائدہ ہے۔

اقسامِ جیمِ فارسی

جیم فارسی بمع ہاہوز بر نُہ قسم است۔ برائے استفہام، برائے تعظیم، برائے تحقیر، برائے کثرت، برائے تصغیر، برائے علت، برائے تسویہ، برائے تفصیل وچہ مخفف چیز۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ جیم فارسی: حرفے از حروفِ تہجی بَسِہ حروف بدل مے شود۔ بشین چوں از لَخُچَہ، لَخُشَہ بمعنٰی شعلہ آتش واز کاچی، کاشی بمعنٰی آوند کہ روغن شدہ باشند و بزا چوں از پاچنگ، پازنگ بمعنٰی پاپوش و بصاد چوں چین، صین نام ملکے۔

قَوْلُہٗ استفہام: بدانکہ استفہام برسہ قسم است۔ انکاری چوں چہ کم گردد گر رحمے بحالِ زار من کنی بمعنٰی چیزے کم نگردد۔ اِقراری چوں طائرے کہ مے بینی اگر بلبل نیست چیست یعنی بلبل است۔ استخباری چوں ایں چیست۔

قَوْلُہٗ جیم فارسی برائے تعظیم: (چوں چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد بمعنٰی دلاور بزرگ است)۔

قَوْلُہٗ جیم برائے تحقیر: (چوں چہ مرد است آنکہ بر گفتہ نہ خیزد بمعنٰی مردِ حقیر است)۔

قَوْلُهٗ جیم برائے کثرت: (چوں چہ شبہا نشستم دریں سیر گم بمعنٰی شبہائے کثیر ۱۲ فیضیؔ)
قَوْلُهٗ تصغیر: چوں باغچہ وطاقچہ بمعنٰی باغ خورد وطاق خورد۔
قَوْلُهٗ برائے علت: (ازاں جا باز آمدم چہ دزدان بودند بمعنٰی علت آنکہ دزدان بودند)۔
قَوْلُهٗ تسویہ: چوں چہ بر تخت مردن چہ برروئے خاک بمعنٰی برابراست بر تخت مردن وبرابرالخ ۱۲۔
قَوْلُهٗ برائے تفصیل: (چوں جہان یکسر چہ ارواح وچہ اجسام درمقام تفصیل واقع شد)۔
قَوْلُهٗ وچہ مخفف چیز: (چوں ہر چہ نپاید دل بستگی رانشاید بمعنٰی ہر چیز کہ نپاید الخ)۔

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ استفہام اقسام جیم فارسی: چہ مے کنی یعنی تو کیا کرتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ استفہام تین قسم ہوتا ہے قسم اول استفہام انکاری جیسا کہ چہ کم گردد گر رحمے بحال زار من کنی یعنی کوئی کمی نہیں آئے گی اگر تو میرے حال زار پر رحم کرے گا۔ قسم دوم استفہام اقراری جیسا کہ طائرے کہ مے بینی اگر بلبل نیست چیست یعنی جو پرندہ تو دیکھ رہا ہے یہ بلبل نہیں تو کیا ہے یعنی بلبل ہے۔ قسم سوم استفہام استخباری جیسا کہ این چیست اس میں طلب خبر کرنا مقصود ہے۔ یعنی یہ کونسی چیز ہے اس مثال میں فقط خبر حاصل کرنا مقصود ہے۔
قَوْلُهٗ چہ تعظیم: جیسا کہ چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد یعنی بہت عظیم دلاور ہے وہ چور جو چوری کرتے وقت ہاتھوں پر چراغ لئے ہوئے ہے۔

قَوْلُهٗ چہ تحقیر: جیسا کہ چہ مرد است آنکہ بر گفتہ نخیز د۔ یعنی کیسا حقیر انسان ہے جو کہنے پر نہیں اٹھتا۔

قَوْلُهٗ چہ برائے کثرت: جیسا کہ چہ شبہا نشستم دریں سیر گم، یعنی کثیر شب بہت راتیں میں اس عبادت خانہ میں گم رہا بیٹھا ہوں۔

قَوْلُهٗ برائے تصغیر: جیسا کہ باغچہ، طاقچہ بمعنی چھوٹا باغ اور طاق چھوٹا۔

قَوْلُهٗ برائے علت چوں از انجا باز آمدم چہ دزداں بودند یعنی اس جگہ سے میں واپس لوٹ کر آیا کیوں اس لئے کہ وہاں چور تھے واپس لوٹنے کی علت وجود دزداں ہے۔

قَوْلُهٗ برائے تسویہ: جیسا کہ چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک، یعنی جب وقت اجل اور موت پہنچے گا تو برابر ہے کوئی تخت شاہی پہ مرے اور برابر ہے کہ مٹی پر مرے مرنا ہر کسی کا برابر ہے۔

قَوْلُهٗ برائے تفصیل: جہاں یکسر چہ ارواح و چہ اجسام یعنی تمام جہاں اسکی تفصیل چاہے اجسام ہیں اور یا ارواح ہیں۔ قَوْلُهٗ مخفف چیز جیسا کہ ہر چہ نپاید دلبستگی رانشاید یعنی ہر چیز جو پائیدار نہیں دلبستگی کے لائق بھی نہیں۔

اقسامِ شینِ مُعجَمَہ

شین بر شش قسم است۔ برائے مفعول و شین بمعنٰی مضاف الیہ، بمعنٰی نسبت، بمعنٰی مصدر، بمعنٰی خود، شین زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ شین بفتح در عربی بمعنٰی زشتی و عیب و در فارسی صیغہ اَمر مخفف نشین است۔

اَمَّا حرفے از حروفِ تہجی بہفت حروف بدل شود۔ بتائے فوقانی چوں از بخش، بخت بمعنٰی قیمت چیزے زیادہ گفتن بغیر از ارادہ خریدن وبجیم عربی چوں از کاش، کاج وبجیم فارسی چوں از پاشان، پاچان وبسین مہملہ چوں شارک، سارک طائرِ سیاہ کہ در ہندی مینا گویند وبغین مُعجمہ چوں از شج، غج بمعنٰی جوال و بلام چوں از اسپ گوش، اسپ غول تخم دوائے معروف کہ بگوشِ اسپ مشابہت دارد وبہا چوں از پاشنگ، پاہنگ خیارے کہ برائے تخم نگاہدارند وشینِ مصدر و ماضی در مضارع وامر برا مہملہ بدل شود چوں از کاشتن، کارد۔

قَوْلُہٗ برائے مفعول: (درآخر فعل واقع شود چوں گفتمش، ای گفتم اُورا)۔

قَوْلُہٗ بمعنٰی مضاف الیہ: (چوں اسپش وغلامش)۔

قَوْلُہٗ بمعنٰی نسبت: (چوں پوپش بمعنٰی صاحب پوپ یعنی طائرِ ہدہد و پوپ، تاج ہدہد را گویند وبالش بمعنٰی صاحبِ بال یعنی تکیہ چہ در اوائل تکیہ را از بالِ طائران پر مے ساختند)۔

قَوْلُہٗ بمعنٰی مصدر: (چوں دانش وبینش دریں وقت ماقبلش مکسور باشد)۔

قَوْلُہٗ بمعنٰی خود: (چوں زید اَسپش را دوست دارد بمعنٰی اسپِ خود را)۔

قَوْلُہٗ زائدہ: (چوں ہر کہ در......خوردیش ادب نکند در بزرگی فلاح از و برخاست

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ شین۔ زبر کے ساتھ عربی میں اس کا معنی زشتی اور عیب میں آتا ہے فارسی میں یہ صیغہ امر مخفف نشین کا ہے ہاں یہ حروف تہجی سے ایک حرف ہے یہ سات حروف سے بدل جاتا ہے۔ اول تا فوقانی سے جیسا کہ بخش سے بخت بمعنی

بغیر ارادہ خرید کرنے کے کسی چیز کی قیمت بڑھا دینا۔ دوم جیم عربی سے
جیسا کہ کاش سے کاج، سوم جیم فارسی سے جیسا کہ پاشان سے پاچان، چہارم
سین مہملہ سے جیسا کہ شارک سے سارک بمعنی پرندہ سیاہ رنگ زبان ہندی
میں اس کو مینا کہتے ہیں۔ پنجم غین معجمہ سے جیسا کہ شج سے غج بمعنی جوال
گندی گونی، ششم لام سے جیسا کہ اسپ گوش سے اسپ گول، معروف دوا کا
تخم جو گھوڑے کے کان کے مشابہ ہوتا ہے درخت کے پتے مشابہ گھوڑے
کے کان کے ہوتے ہیں۔ ہفتم ہا سے جیسا کہ پاشنگ سے پاہنگ بمعنی کھیرا
ککڑی۔ اور شین مصدر اور ماضی والا مضارع اور امر میں را سے بدل جاتا ہے
جیسا کہ کاشتن اور کاشت سے مضارع کارد اور امر کار۔

قَوْلُهٗ اقسام شین معجمہ برائے مفعول جو فعل کے آخر میں واقع ہوتا ہے گفتمش یعنی
میں نے اس کو کہا۔

قَوْلُهٗ مضاف الیہ اسم کے آخر میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ اسپش گھوڑا اس کا اور
غلامش یعنی غلام اس کا۔

قَوْلُهٗ بمعنی نسبت جیسا کہ پوش بمعنی صاحب پوپ یعنی پوپ والا پرندہ ہدہد کا نام
ہے اور پوپ اس کے سر کے تاج کو کہا جاتا ہے اسی طرح بالش بمعنی بال والا
یعنی صاحب بال بمعنی سرہانہ اس لئے کہ اوائل میں سرہانہ کے اندر پرندوں
کے بال بھر دئے جاتے تھے جواب کپاس سے بھرے جاتے ہیں۔

قَوْلُهٗ بمعنی مصدر: جیسا کہ دانش اور بینش شین مصدریہ کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور
شین ضمیر مفعول کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسا کہ گفتمش۔

قَوْلُهٗ بمعنی خود: خوردیش یعنی شین بمعنی خود کے آتا ہے جیسا کہ زید اسپش را

دوست دارد یعنی زید گھوڑے اپنے کو دوست رکھتا ہے۔

قَــوْلُــــهٗ شین: زائدہ جیسا کہ ہر کہ در خوردیشی ادب نہ کند در بزرگی فلاح او برخاست یعنی جو شخص خوردی یعنی بچپن میں ادب نہیں کرتا ہے تو بڑے ہو جانے میں اس کی کامیابی اور فلاح ختم ہو جاتی ہے خوردی پر شین آنے معنی نہیں بدلتا یہ زائدہ ہے۔

اقسامِ کافِ عربی

کَــافِ عَــرَبِیّ بر پنج وبیست قسم است۔ برائے تعلیل، کافِ مفاجاۃ، کافِ عطف، کافِ کدامیہ، کافِ استدراکیہ، کاف بمعنٰی از، کافِ تصغیر، کافِ تحقیر، کافِ تعظیم، کافِ تشبیہ، کافِ خطاب، کاف بمعنٰی خود، کاف بمعنٰی اگر، کاف بمعنٰی تا، کاف بمعنٰی ہر کہ، کاف بمعنٰی کسے، کاف بمعنٰی ہر گہ، کاف بمعنٰی ہم، کاف بمعنٰی نفی، کافِ تردید بمعنٰی یا، کافِ بیانیہ، کافِ صفتیہ، کافِ دعائیہ، کافِ استفہام، کافِ زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُــهٗ کاف: بمعنٰی شگاف ونام جزیرہ وحرفے از حروفِ تہجی وایں با شش حروف بدل مے شود۔ بہا چوں از تارک، تارہ بمعنٰی فرقِ سر و بجائے مُعجمہ چوں شاما کچہ، شاماخچہ بمعنٰی سینہ بند زنان وبغین مُعجمہ چوں از پر کالہ، پرغالہ بمعنٰی پارچہ وحصہ وبالف چوں از کالفتہ، آلفتہ بمعنٰی آشفتہ و بلام چوں از کوچ، لوچ بمعنٰی احول وبمیم چوں از بشک، بشم بمعنٰی شبنم۔ **بــدانکــه** کاف فارسی نیز بمعنٰی نسبت آید چوں شنگ، بمعنٰی شوخ وظریف مرکب از شن بمعنٰی ناز و

کرشمہ وایں نیز بہفت حروف بدل مے شود۔ بغین معجمہ چوں از گلولہ، غلولہ و بدالِ مہملہ چوں از آورنگ، آورند بمعنٰی تخت و بالف چوں از گستاخ، اُستاخ وبیائے عربی چوں از گلغونہ، بلغونہ بمعنٰی گلگونہ وبجیم عربی چوں از لگام، لجام و بواو چوں از گراز، وراز بمعنٰی خوک وبیائے تحتانی چوں از زرگون، زریون۔

قَوْلُهٗ تعلیل: چوں زید انعام یافت کہ از ہم سبقان سبقت برد بمعنٰی بعلت اینکہ سبقت برد۔

قَوْلُهٗ مفاجاۃ: چوں بسیر دریا رفتہ بودم کہ نہنگ بدریا ظاہر شد بمعنٰی ناگاہ نہنگ ظاہر شد۔

قَوْلُهٗ عطف: چوں اے بسا اسپ تیز رَو کہ بماند کہ خرِلنگ جان بمنزل برد بمعنٰی وخر لنگ۔

قَوْلُهٗ کدامیہ: کہ درمحل استفہام آید چوں فراق زہجر کہ آورد در جہاں ای زہجر کدام شخص۔ فیضی۔

قَوْلُهٗ استدراکیہ: چوں نام حق برزباں ہے رانیم- کہ بجان ودلش ہے خوانیم بمعنٰی بلکہ بجان ودلش الخ۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی از: چوں بتمنائے گوشت مردن بہ- کہ تقضائے زشت قصابان بمعنٰی از تقاضا الخ۔

قَوْلُهٗ تصغیر: چوں مرغک بمعنٰی مرغ خورد۔

قَوْلُهٗ تحقیر: چوں مردک بمعنٰی مردِ حقیر۔

قَوْلُهٗ تعظیم: چوں خوشترک بمعنٰی خوشتر عظیم۔

قَوْلُهٗ تشبیہ: چوں چناں مے خوردزنگیٔ خام را- کہ زنگی خورد مغز بادام را بمعنٰی چنانچہ

زنگی خورد مغز بادام را۔

قَوْلُهٗ خطاب: ایں قسم در عربی مے آید چوں اِنَّ اللّٰهَ مَعَکَ۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی خود: این قسم نیز در عربی مے آید خُذْ بِثَوْبِکَ بمعنٰی ثوب بِخود۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی اگر: چوں چہ کم گردد کہ سوئے عاشق زار کنی زلطفِ خود لحظہ نگاہے بمعنٰی اگر سوئے عاشق زار۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی تا: چوں آں سخن از حد زیادہ نخواہم گفت- کہ مردم بر من نخَنْدند بمعنٰی تا مردم عیب من نکنند۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی ہر کہ: چوں دگر کشور آباد بیند بخواب کہ دارد دلے اہل کشور خراب بمعنٰی ہر کہ دارد دل الخ۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی کسے کہ صلہ باشد: چوں ہر کہ دوست من است من دوست اویم بمعنٰی ہر کسے کہ دوست من است الخ۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی ہر گہ: چوں گفتہ بودی کہ بیایم ترا مے بینم بمعنٰی ہر گہ بیایم الخ۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی ہم: چوں گر ہمہ وحی آید کہ ترا باور نیست بمعنٰی ہم ترا باور نیست۔

قَوْلُهٗ بمعنٰی نفی: چوں خزانہ تہی بہ کہ مردم بہ رنج بمعنٰی نہ مردم برنج۔

قَوْلُهٗ تردید چوں زید آمد کہ عمرو بمعنٰی یا عمرو۔

قَوْلُهٗ بیانیہ: چوں عرض مے دارد کہ بندہ قرین عافیت است در مقامِ بیان واقع است۔

قَوْلُهٗ صفتیہ: چوں دریں بوم حاتم شناسی مگر کہ فرخندہ خویست نیکو سیر در ینجا در مقام صفت حاتم واقع گشت۔

قَوْلُهٗ دعائیہ: چوں مرا حاجی شانہ عاج داد- کہ رحمت بر اخلاقِ حجاج باد در مقامِ دعا

واقع گشت۔ فقیر فیضی غفرلہ۔

قَوْلُہٗ استفہام چوں کہ مے گوید۔ فقیر محمد اکرم بقلم خود۔

قَوْلُہٗ زائدہ: چوں گاہ بماند چنین گاہ ضدایں جز کہ حیرانی نباشد کاردین دریںجا کہ زائدہ است۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ اقسام کاف عربی: بمعنی شگاف اور ایک جزیرہ کا نام بھی ہے اور حروف تہجی میں ایک حرف کا نام بھی ہے اور یہ کاف چھ حروف سے بدلتا ہے اول ہا سے جیسا کہ تارک سے تارہ بمعنی چوٹی سر اور دوسرا خا سے جیسا کہ شاما کچہ سے شاما خچہ بمعنی عورتوں کا سینہ بند پٹی تیسرا غین سے جیسا کہ پرکالہ سے پرغالہ بمعنی کپڑا اور حصہ چوتھا الف سے جیسا کہ کالفتہ سے آلفتہ بمعنی پریشان پانچواں لام سے جیسا کہ کوچ سے لوچ بمعنی آنکھ کا بھینگا چھٹواں میم سے جیسا کہ بشک سے بشم بمعنی شبنم، جاننا چاہئے کہ کاف فارسی یعنی گاف بھی نسبت کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ شنگ بمعنی شوخ یہ مرکب ہے شن بمعنی نازو کرشمہ اور گاف سے جو نسبت کے معنی میں آتا ہے یہ گاف بھی سات حروف سے تبدیل ہوتا ہے اول غین سے جیسا کہ گلولہ سے غلولہ، دوسرا دال سے جیسا کہ اورنگ سے اورند بمعنی تخت، تیسرا الف سے جیسا کہ گستاخ سے استاخ، چوتھا با عربی سے جیسا کہ گلغونہ سے بلغونہ، پانچواں جیم عربی سے جیسا کہ لگام سے لجام، چھٹواں واؤ سے جیسا کہ گراز سے وراز بمعنی خنزیر، ساتواں یا سے جیسا کہ زرگون سے زریون۔

قَولُہٗ تعلیل: جیسا کہ زید انعام یافت کہ از ہم سبقاں سبقت برد یعنی زید نے انعام پایا کس علت اور وجہ سے اس لئے کہ اپنے ہم اسباق پر مسابقت لے گیا۔

قَولُہٗ کاف مفاجات: جیسا کہ بسیر دریا رفتہ بودم کہ نہنگ بدریا ظاہر شد، یعنی میں دریا کی سیر کو گیا ہوا تھا کہ اچانک ناگاہ نہنگ یعنی مگرمچھ سنسار دریا سے ظاہر ہوا۔

قَولُہٗ کاف عطف: جیسا کہ اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند، کہ خر لنگ جان بمنزل برد یعنی کئی تیز رفتار گھوڑے چلنے سے رہ گئے اور لنگڑی گدھا منزل پر زندہ پہنچ گئی

قَولُہٗ کاف کدامیہ: جو استفہام کی جگہ آتا ہے جیسا کہ فراق زہجر کہ آورد در جہاں یعنی جہاں میں کس شخص کی جدائی سے فراق آیا۔قَولُہٗ کاف استدراکیہ: جیسا کہ نام حق برزباں ہمی رانیم، کہ بجان ودلش ہمی خواں نیم۔یعنی اللہ تعالیٰ کا نام اپنی زبان پر جاری رکھتے ہیں بلکہ جان اور دل سے پڑھتے ہیں یہ کاف استدراکیہ یعنی بلکہ کے معنی میں آتا ہے۔

قَولُہٗ کاف بمعنی از: جیسا کہ یہ تمنائے گوشت مردن بہ کہ تقاضائے زشت قصاباں ،یعنی گوشت کھانے کی خواہش میں مر ہی جانا تقاضا قصاب سے بہتر ہے جبکہ وہ سختی سے گوشت کا معاوضہ طلب کرے یہاں کہ بمعنی سے کے ہے

قَولُہٗ کاف تصغیر: جیسا کہ مرغک یعنی چھوٹا مرغ۔

قَولُہٗ کاف تحقیر: جیسا کہ مردک یعنی حقیر مرد۔۱۰قولہ کاف تعظیم: جیسا کہ خوشترک بمعنی عظیم یعنی بہت خوش۔

قَولُہٗ تشبیہ جیسا کہ چناں مے خورد زنگی خام را، کہ زنگی خورد مغز بادام را، یعنی زنگی غیر پختہ گوشت کو ایسے کھاتا تھا جیسا کہ زنگی بادام کے مغز کو کھاتا ہے۔

قَولُہٗ کاف خطاب: یہ کاف فقط زبان عرب میں آتا ہے جیسا کہ ان اللہ معک

یعنی اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی خود: جیسا کہ خذ ثو بک یعنی تو اپنا کپڑا لے لے۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی اگر: چوں چہ کم گردد کہ سوئے عاشق زار، کنی ز لطف خود لحظہ نگاہے۔ یعنی اگر سوئے عاشق زار کے اپنے لطف سے ایک لحظہ نگاہ کر لے تو کیا کمی آئے گی۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی تا: چوں آں سخن از حد زیادہ نخواہم گفت کہ مردم نخندند، یعنی ایسا سخن حد سے زیادہ نہیں کہوں گا تا کہ لوگ مجھ پر نہ ہنسیں۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی ہر کہ: چوں وگر کشور آباد بیند بخواب، کہ دارد دلے اہل کشور خراب یعنی پھر ملک خواب میں آباد دیکھے گا ہر وہ بادشاہ جو اہل ملک رعیت کی دل خراب پریشان کرے گا۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی کسے: جو کہ صلہ ہوتا ہے موصول کا جیسا کہ ہر کہ دوست من است من دوست اویم۔ یعنی ہر وہ شخص جو میرا دوست ہے میں اس کا دوست ہوں گا۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی ہر گاہ: جیسا کہ گفتہ بودی کہ بیایم ترا مے بینم یعنی تو نے کہا تھا ہر گاہ کہ میں آؤں گا تجھے دیکھوں گا۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی ہم: جیسا کہ گر ہمہ وحی آید ترا باور نیست یعنی اگر وحی بھی آجائے تو بھی تجھے اعتماد نہ ہوگا۔

قَوْلُہٗ کاف بمعنی نفی: جیسا کہ خزانہ تہی بہ کہ مردم برنج، یعنی خزانہ خالی ہو جائے اچھا ہے مگر لوگ رنج میں نہ ہوں۔

قَوْلُہٗ کاف تردید: جیسا کہ زید آمد کہ عمرو یعنی زید آیا ہے یا کہ عمرو۔

قَوْلُهٗ کاف بیانیہ: چوں عرض میدارد کہ بندہ قرین عافیت است یعنی عرض کرتا ہے ،عرض کا بیان یہ ہے کہ بندہ تندرستی کے ساتھ ہے۔

قَوْلُهٗ کاف صفتیہ: جیسا کہ دریں بوم حاتم شناسی مگر، کہ فرخندہ خویست نکو سیر۔ یعنی اس علاقہ میں حاتم طائی کو بھی پہچانتا ہے اس کی صفت کیا ہے وہ مبارک عادت والا اچھی سیرت والا ہے۔

قَوْلُهٗ دعائیہ: چوں مرا حاجی شانۂ عاج داد، کہ رحمت بر اخلاق حجاج باد۔ یعنی حاجی صاحب نے مجھے کنگھی ہاتھی کے دانت سے بنی ہوئی دی آگے جملہ دعائیہ کے ساتھ ہے یعنی حجاج کے اخلاق پر رحمت ہو۔

قَوْلُهٗ کاف استفہامیہ: جیسا کہ کہ میگوید کہ مقام استفہام پر ہے یعنی کیا کہتا ہے۔

قَوْلُهٗ زائدہ: گاہ بماند چنیں گاہ ضد ایں۔ جز کہ حیرانی نباشد کار دیں، یعنی کبھی اس طرح اور کبھی اس کے مخالف کام ہوتا ہے دین کے کام میں حیرانی کے بغیر کچھ بھی نہیں یہاں لفظ کہ بلا معنی بلا ضرورت آیا ہے جو کہ زائدہ ہے۔

اقسامِ مِیم

مِیْم : بر شش قسم است۔ میم ضمیر واحد متکلم، میم برائے نسبت، میم بمعنٰی خود، میم بمعنٰی ہستم، میم بمعنٰی نہی، میم زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ میم: حرف از حروفِ تہجی۔ بہ پنج حروف بدل شود بنون چوں از کجیم، کجین بمعنٰی برگستوان و بجائے مُعْجمہ چوں از برم، برخ بمعنٰی تالاب وبغَین مُعْجمہ چوں از پیمانہ، پیغانہ وبفا چوں مخیر، فخیر بمعنٰی آہنے کہ بر موزہ سواران باشد برائے

دوانیدنِ سواری و بہا چوں از تارم، تارہ بمعنٰی خانہ چوبین۔ امّا میمِ مصدر و ماضی در مضارع بیا بدل شود چوں از آمد، آید۔

قَوْلُہٗ متکلم: چوں کردم و گفتم، ماقبل این میم فتح باشد۔

قَوْلُہٗ نسبت: چوں از نیل، نیلم واز دو، دُوُّم۔ ماقبلِ این میم مضموم باشد۔ فقیر محمد اکرم۔

قَوْلُہٗ بمعنٰی خود: چوں کتابم راگرفتم بمعنٰی کتابِ خود راگرفتم۔

قَوْلُہٗ ہستم: چوں مَستَم زعشق تو، ای مست ہستم زعشق تو۔

قَوْلُہٗ نہی: چوں مکن ومگو۔

قَوْلُہٗ زائدہ: چوں بخانۂ خودم میروم بمعنٰی بخانۂ خود میروم۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ اقسام میم: یہ حروف تہجی میں سے ایک حرف ہے جو پانچ حروف سے بدلتا ہے اول نون سے جیسا کہ کجیم سے کجین، یہ ایک کپڑے کی پوشش ہے جو غازی جنگ میں اپنے گھوڑے پر ڈالتے ہیں ہندی میں اس کو پاکھر کہتے ہیں، دوسرا خا سے تبدیل ہوتا ہے جیسا کہ برم سے برخ معنی تالاب، تیسرا غین سے جیسا کہ پیمانہ سے پیغانہ، چوتھا فا سے جیسا کہ مخیرّ سے فخیر یعنی وہ لوہے کا ٹکڑا جو سواروں کے جوتے سے لگایا جاتا ہے دواب یعنی سواری کے دوڑانے کیلئے، پانچواں ہا سے بدلتا ہے جیسا کہ تارم سے تارہ بمعنی لکڑ کا بنا ہوا کمرہ ہاں میم مصدر اور میم ماضی والی کو اسکے مضارع میں یا سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ آمدن اور آمد سے آید۔

قَوْلُهٗ میم ضمیر واحد متکلم جیسا کہ کردم و گفتم یعنی میں نے کیا اور میں نے کہا اس میم کا ماقبل زبر ہوا کرتا ہے۔

قَوْلُهٗ برائے نسبت: جیسا کہ نیل سے نیلم اور دو سے دوم اس میم کا ماقبل مضموم ہوا کرتا ہے اس کا معنی نیل والا اور دو والا ہے۔

قَوْلُهٗ میم بمعنی خود جیسا کہ کتابم راگرفتم یعنی کتاب اپنی کو میں نے لیا ہاتھ میں۔

قَوْلُهٗ بمعنی ہستم جیسا کہ مستم زعشق تو یعنی مست ہستم تیرے عشق سے مست ہوں میں۔

قَوْلُهٗ میم بمعنی نفی جیسا کہ مکن، مگو یعنی تو نہ کر اور نہ کہہ۔

قَوْلُهٗ میم زائدہ جیسا کہ بخانہ خودم میروم یعنی اپنے گھر میں جا رہا ہوں۔ اپنے کا مفہوم لفظ خود میں موجود ہے پھر یہ میم زائدہ ہے۔

اقسامِ نون

نُوْنْ : بر ہفت قسم آید۔ نونِ مصدریہ، نونِ جمع، نونِ حالیہ، نونِ برائے استفہام، نون برائے نسبت، نون بمعنٰی نفی، نون زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ نونِ مخفف: کنون وتنہ درخت و در عربی بمعنٰی ماہی و شمشیر و نام شہرے و بمعنٰی سیاہی و دوات و بمعنٰی شب و چاہِ زنخدان و حرفے از حروفِ تہجی۔ بسِہ حروف بدل مے شود۔ بمیم چوں ازبان، بام نام درخت و پشت سقف خانہ۔ بلام چوں از چندن، چندل کہ صندل معربِ آنست و بہا چوں از مرزن، مرزہ بمعنٰی موش۔

قَوْلُهٗ مصدریہ: چوں گفتن ورفتن۔

قَوْلُهٗ جمع: چوں اینان وکسان۔

قَوْلُهٗ حالیہ: چوں اُفتان وخیزان۔

قَوْلُهٗ استفہام: چوں نہ مارادر جہان عہدِ وفا بود، جفا کردی وبدعہدی نمودی۔

قَوْلُهٗ نسبت: چوں از ریمَن، منسوب بریم وبرنجَن، منسوب بہ برنج۔

قَوْلُهٗ نفی: چوں نکردونگفت۔

قَوْلُهٗ زائدہ: چوں پاداش وپاداشن بمعنیٰ جزا۔

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ اقسام نون: یہ کنون کا مخفف بھی ہے اور تنہ درخت عربی زبان میں بمعنی مچھلی اور تلوار اور شہر کا نام بھی ہے اور سیاہی دوات بمعنی رات اور زنخداں تھوڑی یعنی تھوڑی کا درمیانی نشیبی حصہ نشیب اور حروف تہجی میں ایک حرف کا نام بھی ہے اور یہ تین حروف سے تبدیل ہوتا ہے اول میم سے جیسا کہ بان سے بام، درخت کا نام ہے اور چھت کی پشت، دوسرا لام سے جیسا کہ چندن سے چندل اس کا معرب صندل ہے نام دوا، تیسرا ہا سے جیسا کہ مرزن سے مرزہ بمعنی چوہا۔

قَوْلُهٗ نون مصدریہ: جیسا کہ کردن اور گفتن اردو زبان میں اس کے ترجمہ کے آخر میں نا ہوتا ہے جیسے کرنا، کہنا۔

قَوْلُهٗ جمع: جیسا کہ اینان اور کسان یہ دونوں ایں اور کس کی جمع ہیں۔

قَوْلُهٗ نون حالیہ: جیسا کہ افتاں وخیزاں یعنی درحالت گرنا اور درحالت اٹھنا۔

قَولُہٗ نون برائے استفہام: جیسا کہ نہ مارا در جہاں عہد وفا بود، جفا کردی و بد عہدی نمودی۔ یعنی اس جہاں میں کیا ہمارا وعدہ وفاداری کا نہ تھا یعنی وعدہ تھا استفہام انکاری ہے۔ ظلم کیا تو نے اور بدعہدی کا اظہار کیا۔

قَولُہٗ نون برائے نسبت: جیسا کہ ریمن ریم سے منسوب ہے بمعنی میلا کچیلا اور برنجن منسوب ساتھ برنج کے ہے یعنی چاول والا کھانا۔

قَولُہٗ نون بمعنی نفی: جیسا کہ نکرد و نگفت، صیغہ ماضی مطلق پر جب نفی داخل ہو تو فعل منفی ہو جاتا ہے۔

قَولُہٗ نون زائدہ جیسا کہ پاداش سے پاداشن بمعنی جزا، نون آنے سے معنی نہیں بدلا۔

اقسامِ واوْ

واو: بر سیزدہ قسم آید۔ واوِلزوم، واوِ استبعاد، واوِ عطف، واوِ تصغیر، واوِ قسمیہ، واوِ نسبت، واوِ حالیہ، واوِ معاوضہ، واوِ مخففِ اُو، واوِ تقابل واین را تسویہ و تشبیہ گویند، واو بمعنی مع، بعضے ایں را تسویہ گویند، واو بمعنی یا، واوِ زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ واو: حرف از حروفِ تہجی بہفت حروف بدل شود۔ بالف: چوں از فروغ، فراغ بمعنی روشنی۔ بپا: چوں از وام، پام بمعنی رنگ۔ بفا: چوں از یاوہ، یافہ بمعنی بیہودہ۔ بدال: چوں از کالیوہ، کالیدہ بمعنی پریشان و بباءِ عربی چوں از نوشتہ، نبشتہ۔ بمیم: چوں از مویز، میز بمعنی انگور۔ بشین: چوں از خدیو، خدیش بمعنی خداوند۔ بیا تحتانی: چوں از ہنوز، ہنیز۔

قَوْلُہٗ لزوم: کہ میانِ لازم وملزوم مے آید چوں من ودست ودامانِ آلِ رسول۔

قَوْلُہٗ استبعاد: کہ میانِ مُبْعِد ومُبْعَد درآید چوں من وانکارِشرب ایں چہ حکایت باشد۔

قَوْلُہٗ عطف: چوں ایں واومیان دومفرد باشد ساکن باید خواند چوں من وتو کارے نداریم وگر درمیانِ دوجملہ واقع شود علیٰحدہ ومفتوح باید خواند۔ امّا واوِعطف گاہے محذوف باشد۔

قَوْلُہٗ تصغیر: ایں واودرآخر اسماء واعلام آید چوں پسرو، بمعنٰی پسرِ کوچک۔

قَوْلُہٗ قسمیہ: (دراَوّل اسماءِ عربی آید چوں وَاللَّیْلِ وَالشَّمْسِ بمعنٰی قسم لیل وشمس) قَوْلُہٗ نسبت: (چوں ہندو)

قَوْلُہٗ حالیہ: (چوں داغم زناتوانی وافسوس زندگی است، دندان نماند در دہن ولب گزیدنی است بمعنٰی بحالتِ افسوس زندگی است)۔

قَوْلُہٗ معاوضہ: (چوں زشوق کوئے توپادرگلم زعمر چہ سود- ہزار جان گرامی ویک قدم رفتار بمعنٰی عوض یک قدم رفتار)

قَوْلُہٗ او: چوں وراگفتم بمعنٰی اُوراگفتم۔

قَوْلُہٗ تقابل: (چوں ع عشق است وہزارشعلہ درتاب عقل است وہزار پنبہ درآب بمعنٰی عشق مقابل ومساوی ومشابہ ہزارشعلہ است)۔

قَوْلُہٗ مع: (چوں پیرنی وصدعیب چنیں گفتہ اندونزدِبعض این راتسویہ گویند بمعنٰی برابرصدعیب است)۔ قَوْلُہٗ یا: (چوں گل ہمیں پنج روزوشش باشد- ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد بمعنٰی روزپنج یاشش)۔

قَوْلُہٗ زائدہ: (چوں لیکن ولیکن)

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ اقسام واؤ: حروف تہجی سے ایک حرف کا نام ہے واؤ آٹھ حروف سے بدلتی ہے۔ اول الف سے جیسا کہ فروغ سے فراغ بمعنی روشنی، دوسرا پا سے جیسا کہ وام سے پام بمعنی رنگ، تیسرا فا سے جیسا کہ یاوہ سے یافہ بمعنی بیہودہ، چوتھا دال سے جیسا کہ کالیوہ سے کالیدہ بمعنی پریشان، پانچواں یا سے جیسا کہ نوشتہ سے نبشتہ، چھٹا میم سے جیسا کہ مویز سے ممیّز بمعنی انگور، ساتواں شین سے جیسا کہ خدیو سے خدیش بمعنی خداوند، آٹھواں یا تحتانی سے جیسا کہ ہنوز سے ہنیز۔

قَوْلُہٗ واؤ لزوم: یہ واؤ لازم وملزوم کے درمیان آتی ہے جیسا کہ من ودست ودامان آل رسول۔

قَوْلُہٗ استبعاد: جو درمیان مبعد اور مبعد عنہ کے درمیان یہ واؤ آتی ہے جیسا کہ من و انکار شراب ایں چہ حکایت باشد، یعنی میں اور انکار شراب دور کی بات ہے اس مثال میں من مبعد اور انکار مبعد عنہ ہے۔

قَوْلُہٗ واؤ عطف: یہ واؤ اگر دو کلمہ مفرد کے درمیان واقع ہو تو ساکن پڑھی جاتی ہے جیسا کہ من وتو، اگر درمیان دو جملہ کے آجائے تو علیحدہ مفتوح پڑھی جاتی ہے واؤ عطف کبھی محذوف بھی ہوا کرتی ہے۔

قَوْلُہٗ واؤ تصغیر: یہ واؤ اسماء اور اعلام کے آخر میں ہوتی ہے جیسا کہ پسرو یعنی پسر خورد۔

قَوْلُہٗ واؤ قسم یہ واؤ لسان عرب میں اسماء مقسم بہ کے اول میں داخل ہوتی ہے

جیسا کہ واللیل والشّمس، یعنی قسم ہے رات کی اور قسم ہے سورج کی۔

قَوْلُہٗ واؤ نسبت: جیسا کہ ہندو یعنی ہند والا۔

قَوْلُہٗ واؤ حالیہ: جیسا کہ واغم زناتوانی وافسوس زندگی است، دنداں نماند دردہن و لب گزیدنی است، یعنی عظیم غم ناتوانی سے اس حال میں افسوس زندگی ہے منہ میں دانت نہیں رہے اور لب چبانے کے لائق کے۔

قَوْلُہٗ واؤ معاوضہ: جیسا کہ زشوق کوئے تو پادر گلم وعمر چہ سود ہزار جان گرامی و یک دم رفتار یعنی تیرے کوچہ کی حاضری کو میرے قدم مٹی میں پھنسے اور زندگی کا کیا فائدہ ہزار جان عظیم عوض ایک قدم رفتار کے۔

قَوْلُہٗ واؤ مخفف او: جیسا کہ ورا گفتم بمعنی اورا گفتم یعنی اسکو میں نے کہا۔

قَوْلُہٗ واؤ تقابل: جیسا کہ عشقست و ہزار شعلہ درتاب عقل است و ہزار پنبہ درآب، یعنی عشق ہے مقابل، مساوی اور مشابہ ہزار شعلہ کے جو تاب میں داخل ہے۔ عقل ہے مقابل ہزار پنبہ کے جو پانی میں۔

قَوْلُہٗ واؤ بمعنی مع: جیسا کہ پیری وصد عیب چنیں گفتہ اند، یعنی بوڑھاپن ساتھ سو عیب کے ہے۔ اس طرح کہا گیا اور عند البعض اس واؤ کو واؤ تسویہ بتایا یعنی برابر صد عیب کے ہے۔

قَوْلُہٗ واؤ بمعنی یا: جیسا کہ گل ہمیں پنج روز وشش باشد، یعنی پھول اس طرح پانچ یوم یا چھ یوم رہے گا، ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد، اور یہ کتاب گلستان ہمیشہ خوش رہے گی۔

قَوْلُہٗ زائدہ: جیسا کہ لیکن ولیکن واؤ آنے سے معنی نہیں بدلا۔

اقسامِ ھا مختفی

ھــا: بر چہاردہ قسم است۔ ہا ملحق بماضی، ہائے نسبت، ہائے فاعل، ہائے مفعول، ہائے مقداریہ، ہائے وقف، ہائے ضمیر مذکر، ہائے تشبیہ، ہائے حالیہ، ہائے عاطفہ، ہائے تعقیبیہ، ہائے اسمیہ، ہائے مصدریہ، ہائے زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ ھا: درعربی بمعنٰی اَمر بمعنٰی گیر آمدہ وحرفے از حروف تہجی بہ شانزدہ حروف بدل مے شود۔ بالف چوں از ہیچ، ایچ و بباچوں از کوہہ، کوبہ بمعنٰی موجِ آب و بگاف بوقتِ لحوقِ کاف تصغیر والف نون جمع و یائے مصدری چوں از خامہ، خامگک واز دیوانہ، دیوانگان ودیوانگی وبحا مہملہ چوں از ہیز، حیز بمعنٰی نامردو بجیم چوں از ماہ، ماج وبہمزہ بوقتِ اضافت چوں از خانہ، خانۂ من و بپا پارسی چوں از کوہ، کوپ وبغین چوں از ملہم، ملغم بروزن وبمعنٰی مرہم و بخا چوں از ہلا پوش، خلا پوش بمعنٰی غوغا و بدال چوں از شنبہ، شنبد اوّل روز ہفتہ وبسین چوں از راہ، راس وبفا چوں تہ، تف و بکافِ عربی چوں از پروانہ، پروانک و بلام چوں از چاہ، چال وبمیم چوں از باسرہ، باسرم بمعنٰی زمینے کہ برائے زراعت آراستہ باشد وبیا تحتانی چوں از راہگان، رایگان۔

قَوْلُہٗ ملحق بماضی: کہ بجہتِ انتہا واتمام حرکت مے آید چوں گفتہ بمعنٰی گفت۔

قَوْلُہٗ نسبت: چوں زرینہ وپشمینہ وسغالیہ وغیرہ۔

قَوْلُہٗ فاعل: چوں ہرکارہ وگویندہ وغیرہ۔

قَوْلُہٗ مفعول: (کہ بعد ماضی مطلق آید چوں کردہ وکشتہ)۔

قَوْلُه ھائے مقداریہ: (کہ برائے تعین مقدار در آخر کلمہ آید چوں یکسالہ و یک روزہ وغیرہ)۔

قَوْلُهٗ وقف: (کہ در آخر کلماتِ عربی آید چوں بالغہ ورحمہ)۔

قَوْلُهٗ ضمیر مذکر: (کہ در عبارت آید مخففِ هُوَ باشد چوں دَامَ اِقبالہٗ)۔

قَوْلُهٗ تشبیہ: چوں دندانہ، چیزے کہ مشابہت بدندان دارد و گوشہ کہ مشابہت بگوش دارد چنانچہ گوش بہر دو طرف رُخ است نہ در وسط ہم چنیں گوشہ طرفِ مکان باشد۔

قَوْلُهٗ حالیہ: (چوں نشستہ مے خورد و سوارہ مے رفت بمعنٰی بحالتِ نشست میخورد و بحالتِ سوار الخ)۔ قَوْلُهٗ عاطفہ: (این را موصولہ نیز نامند چوں کشیدہ بردو خوردہ رفت بمعنٰی خورد و رفت)۔

قَوْلُهٗ تعقیبیہ: (چوں از طعام فراغ یافتہ سوار خواہم شد)۔

قَوْلُهٗ اسمیہ: (کہ در آخر اسما آید چوں خامہ و نامہ)۔

قَوْلُهٗ مصدریہ: (چوں زارہ بمعنٰی زاری)۔

قَوْلُهٗ زائدہ: (کہ در وسط کلمہ نیز آید چوں از رستم، رستہم ولفظِ ہا نیز در آخر جمع زائد آید چوں آدابہا زیرا آنکہ لفظِ آداب خود جمع است)

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ اقسام ھا عربی میں صیغہ امر کا ہے بمعنی لے لے اور یہ حروف تہجی سے ایک حرف ہے اور یہ سولہ حروف سے بدلتا ہے۔ اول الف سے جیسا کہ ہیچ سے ایچ، دوسرا با سے جیسا کہ کوہہ سے کوبہ بمعنی پانی کی موج، تیسرا گاف سے بدلتا

ہے جب کہ اس کے ساتھ کاف تصغیر یا الف نون جمع یا یائے مصدری مل جائے جیسا کہ خامہ سے خامگک اور دیوانہ سے دیوانگاں اور دیوانگی، چوتھا حا مہملہ سے جیسا کہ ہیز سے حیز بمعنی نامرد، پانچواں جیم سے جیسا کہ ماہ سے ماج، چھٹا بوقت اضافت ہمزہ سے بدلتا ہے جیسا کہ کہ خانہ سے خانۂ من، ساتواں پا فارسی سے جیسا کہ کوہ سے کوپ، آٹھواں غین سے جیسا کہ ملہم سے ملغم بروزن مرہم۔ نانواں خا سے جیسا کہ ہلالوش سے خلالوش بمعنی غوغا وشور۔ دسواں دال سے جیسا کہ شنبہ سے شنبد ہفتہ کا پہلا دن، گیارہواں سین سے جیسا کہ راہ سے راس، بارہواں فا سے جیسا کہ تہ سے تف، تیرہواں کاف عربی سے جیسا کہ پروانہ سے پروانک، چودہواں لام سے جیسا کہ چاہ سے چال، پندرہواں میم سے جیسا کہ باسرہ سے باسرم بمعنی وہ زمین جو زراعت کیلئے آراستہ ہو، سولھواں یا تحتانی سے جیسا کہ راہگان سے رائیگان۔

قَوْلُہٗ ملحق بماضی: جو بوجہ انتہاء اور اتمام حرکت کے آخر ماضی میں آتا ہے جیسا کہ گفت سے گفتہ جبکہ یہ دخول ہا بغیر کسی معنی کے ہو۔

قَوْلُہٗ واؤ نسبت: جیسا کہ زرینہ سے پشینہ وسفالینہ یعنی سونا والا اور ریشم والا اور مٹی والا وغیرہ۔

قَوْلُہٗ ہائے فاعل: جیسا کہ ہرکارہ یعنی ہر کام کرنے والا۔

قَوْلُہٗ ہائے مفعول جو ماضی مطلق کے بعد آتی ہے جیسا کہ کردہ بمعنی کیا ہوا اور کشتہ بمعنی کٹھا ہوا قتل شدہ۔

قَوْلُہٗ ہائے مقدار: یہ ہا جو تعین مقدار کیلئے کلمہ کے آخر میں آتی ہے جیسا کہ یکسالہ یعنی مقدار ایک سال اور یک روزہ یعنی مقدار ایک روز۔

قَوْلُهٗ ہائے وقف: یہ ہا کلمات عربی کے آخر میں آتی ہے جیسا کہ بالغہ ورحمہ۔قولہ جو عبارت عربی میں مخفف ھو سے ہوتی ہے جیسا کہ دام اقبالہ فقیر شاہ جمالی۔

قَوْلُهٗ ہائے تشبیہ: جیسا کہ دندانہ وہ چیز جو مشابہت دندان سے رکھتی ہو وگوشہ جو مشابہت گوش کان سے رکھتی ہو جس طرح کان ہر دو طرف چہرہ کے ہوتے ہیں درمیان چہرہ کے نہیں اسی طرح گوشہ مکان کی طرف ہوتا ہے درمیان مکان میں نہیں ہوتا ہے۔ قولہ ہا حالیہ: جیسا کہ نشستہ میخورد وسوارہ میرفت یعنی حالت بیٹھنے میں کھایا اور حالت سوار ہوتے گیا۔

قَوْلُهٗ ہائے عاطفہ: اس کو موصولہ بھی کہتے ہیں جیسا کہ کشیدہ برد یعنی کھینچا اور لے گیا اور خوردہ رفت یعنی کھایا اور گیا۔

قَوْلُهٗ ہائے تعقیبیہ: جیسا کہ از طعام فراغ یافتہ سوار خواہم شد، یعنی طعام کھانے کے بعد سوار ہو جاؤں گا۔

قَوْلُهٗ ہائے اسمیہ: جو اسماء کے آخر میں آتی ہے جیسا کہ خامہ ونامہ جبکہ ان پر ہا داخل ہونے سے مفہوم اسم علم پیدا ہو گیا۔ قولہ ہا مصدریہ: جیسا کہ زارہ بمعنی زاری۔

قَوْلُهٗ ہائے زائدہ: جو کلمہ کے درمیان بھی آتی ہے جیسا کہ رستم سے رستھم اور ہا زائدہ صیغہ جمع کے آخر میں بھی آتی ہے جیسا کہ ادابھا یہ ہا زائدہ ہے اس لئے کہ لفظ اداب خود جمع ہے۔

اقسامِ یائے تحتَانی

یَا: بر دو قسم است معلومہ ومجہولہ۔ پس معلومہ بتہ قسم است۔ یائے مصدری، یائے

نسبت، یائے لیاقت، یائے خطاب، یائے متکلم، یائے فاعل، یائے مفعول، یائے تشبیہ، یائے مبالغہ۔ ومجھولہ بر پانزدہ قسم است۔ یائے وحدت، یائے توصیفی، یائے تنکیر، یائے تخصیص، یائے شرط وجزا، یائے تمنی، یائے استمراری، یائے اظہارِ اضافت، یائے تعظیم، یائے تحقیر، یائے جمع، یائے موصولہ، یائے تنویع، یائے وقایہ، یائے زائدہ۔

حاشیہ فارسی

قَـوْلُـہٗ یائے: بدانکہ حرفِ یا بمع الف برائے تردید آید دریں صورت مدخول یکے مثبت ومدخولِ ثانی منفی باشد چوں یا مکن بہ پیلبانان دوستی یا بنا کن خانہ درخوردِ پیل۔ امّا یا در عربی برائے ندا وندبہ واستغاثہ مے آید یا حرف از حروفِ تہجی۔ بہ چہار حروف بدل مے شود بدال چوں از رو ینگ، رودنگ قسمے از رنگ۔ بلام چوں از نائے نال بمعنٰی نَے قسمے از سرود وبہا چوں از رو ینده، روہندہ بمعنٰی نشوونما کنندہ۔ بجیم چوں از یوسف، جوسف۔

قَـوْلُـہٗ معلومہ: آنکہ درخواندن خوب در تلفظ آید۔ چوں فیضی وکردی ومجہول آنکہ خلاف ایں باشد چوں موئے وروئے وغیرہ۔

قَوْلُہٗ مصدری: (درآخر اسماء آید چوں تازگی ونادانی)۔

قَوْلُہٗ نسبت: (چوں شاہجمالی وملتانی منسوب بشاہجمال وملتان)۔

قَوْلُہٗ لیاقت: (درآخر مصادر آید چوں خوردنی بمعنٰی لائق خوردن)۔

قَـوْلُہٗ خطاب: (درآخر اسماء وافعال آید چوں طفلی میں یائے مصدری ہے جیسے چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت وکردی)۔

قَوْلُهٗ متکلم: (درآخراسماء والقاب آید چوں قبلہ گاہی بمعنٰی قبلہ گاہِ من)۔

قَوْلُهٗ فاعل: (چوں کسبی بمعنٰی کسب کنندہ)۔

قَوْلُهٗ مفعول: (چوں سندی بمعنٰی سند کردہ شدومہری بمعنٰی مہر کردہ شد)۔

قَوْلُهٗ تشبیہ: (چوں زاغ بفرتو ہمائی کند)۔

قَوْلُهٗ مبالغہ: (چوں فہامی وعلامی بمعنٰی عالم زائد الوصف فی العلم۱۲)۔

قَوْلُهٗ وحدت: (چوں شخصے رادیدم بمعنٰی شخص واحد رادیدم)۔

قَوْلُهٗ توصیفی: (چوں اے کریمی از خزانۂ غیب گبروترسا راوظیفہ خورداری بمعنٰی اے کریم دروصفِ تست کہ رازقِ مطلق ہستی)۔

قَوْلُهٗ تنکیر: کہ معین نباشد چوں چیزے نخواہ بمعنٰی چیز غیر معین الخ۔

قَوْلُهٗ تخصیص: (کہ معنٰی اودردل متکلم ومخاطب معلوم باشد چوں مردے رادیدم یعنی مردے کہ دردل تست الخ)۔

قَوْلُهٗ شرط وجزا: (کہ درمقام شرط وجزاواقع شود چوں گرامروز بودے خداوند جاہ نکردے زکبر خوددروے نگاہ)۔

قَوْلُهٗ تمنی: چوں چہ بودے کہ امروز محبوب خودرادیدمے ای تمنا کنم وحسرت دارم کہ محبوب راامروز بینم۔

قَوْلُهٗ استمراری: (کہ دلالت بردوام کند چوں گرفتے کمر بندزورآزمائے وگرکوہ بودے بکندے زجائے)۔

قَوْلُهٗ اظہارِاضافت: (چوں پائے اووکوئے او) قَوْلُهٗ تعظیم: (چوں شہرے دیدم بمعنٰی شہر بزرگ است)۔

قَوْلُهٗ تحقیر: چوں دلے دارم دل سوز وجان کاہ بمعنٰی دل حقیر دارم۔

قَوْلُهٗ جمع: چوں آمدیم و کردیم۔

قَوْلُهٗ موصولہ: چوں شہے کہ روادارد ستم بمعنٰی آں شاہ کہ الخ بعدہ کافِ صلہ ضرور آید

قَوْلُهٗ تنویع: (چوں ہر روز بجائے رود و ہر لحظہ خیالے پذیرد بمعنٰی ہر روز بجائے نوع بنوع رود و ہر لحظہ خیالِ پر انواع ای دیگرے دیگرے پذیرد)۔

قَوْلُهٗ وقایہ: ایں یا میانِ منادیٰ و حرفِ ندا واسطہ باشد اصلی نباشد چوں خدایا۔ فیضی غفرلہ۔

قَوْلُهٗ زائدہ: (کہ فائدہ معنٰی نمے دہد چوں خداو خدائے و بوو بوئے، ایں یا عموماً بعد الف یا واو آید)

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ اقسام یائے تحتانی: جاننا چاہئے کہ حرف یا الف کے ساتھ تردید کیلئے آتا ہے اس صورت میں اس کا مدخول ایک مثبت اور دوسرا منفی ہوتا ہے جیسا کہ یا مکن با پیلباناں دوستی یا بنا کن خانہ درخورد پیل۔ یعنی یا تو ہاتھی والوں سے دوستی نہ رکھ یا پھر گھر ہاتھی کے لائق تیار کر۔ یعنی اگر ہاتھی والوں سے دوستی رکھنی ہے تو ایسا گھر نہ ہو جہاں ہاتھی نہ سما سکے، زبان عرب میں یا ندا، ندبہ اور استغاثہ کیلئے آتی ہے، یا حروف تہجی میں سے ایک حرف کا نام ہے جو چار حروف سے بدلتا ہے اول دال سے جیسا کہ رو ینگ سے رودنگ رنگ ایک قسم کا نام ہے۔ دوسرا لام سے جیسا کہ نے سے نال جو ایک سرود کے اقسام سے ایک سرود کا نام ہے ، تیسرا ہا سے جیسا کہ روینده سے روہنده بمعنی نشو ونما دکھلاوا، چوتھا جیم سے جیسا کہ یوسف سے جوسف۔

قَولُہٗ معلومہ: ایسی یا کا نام ہے جو پڑھتے وقت ظاہر اور خوب تلفظ میں آئے جیسا کہ فیضی، شاہجمالی، ملتانی، کردی وغیرہ۔ اور اس کے برعکس کا نام مجہول ہے جیسا کہ موئے، روئے، سوئے وغیرہ۔

قَولُہٗ یائے مصدری: جو اسماء کے آخر میں آتی ہے جیسا کہ تارگی اور نادانی۔

قَولُہٗ یائے نسبت: جیسا کہ شاہجمالی، ملتانی جو منسوب ہیں شاہجمال اور ملتان کی طرف۔

قَولُہٗ یائے لیاقت: جو مصادر کے آخر میں آتی ہے جیسا کہ خوردنی بمعنی لائق خوردن۔

قَولُہٗ خطاب اسماء اور افعال کے آخر میں داخل ہوتی ہے جیسا کہ طفلی اسمیں یائے مصدری ہے یا خطاب نہیں وکردی، طفل یعنی بچہ ہے تو اور کردی کیا تو نے۔

قَولُہٗ یائے متکلم: جو اسما القابات پر داخل ہوتی ہے جیسا کہ قبلہ گاہی بمعنی قبلہ گاہ من۔

قَولُہٗ یائے فاعل: جیسا کہ کسبی بمعنی کسب کرنے والا۔

قَولُہٗ یائے مفعول: جیسا کہ سندی یعنی سند یافتہ اور مہری یعنی مہر یافتہ۔

قَولُہٗ یائے تشبیہ: جیسا کہ زاغ بفرتو ہمائی کند یعنی کوا تمہاری شوکت وحشمت کے سہارا ہما جیسا شان رکھتا ہے۔

قَولُہٗ مبالغہ جیسا کہ علامی وفہامی بمعنی علم میں فہم میں بہت زیادہ یعنی اپنے علم وفہم میں زائد الوصف۔

قَولُہٗ یائے وحدت: جیسا کہ شخصے را دیدم یعنی ایک شخص کو میں نے دیکھا۔

قَولُہٗ یائے توصیفی: جیسا کہ اے کریمے از خزانہ غیب، گبر وترسا را وظیفہ خورداری

یعنی اے کریم تیری وصف یعنی شان میں ہے اپنے نہ ماننے والے آتش پرست اور ستارہ پرست کو بھی وظیفہ خوراک جاری رکھتا ہے۔

قَوْلُہٗ یائے تنکیر: یعنی جس میں تعین نہ ہو غیر معلوم ہو جیسا کہ چیزے مخواہ یعنی کوئی غیر معین کوئی چیز نہ مانگ۔

قَوْلُہٗ یائے تخصیص: یعنی جس کا مفہوم متکلم اور مخاطب کے دل میں موجود ہو جیسا کہ مردے را دیدم یعنی ایسے مرد کو میں نے دیکھا جس کا تصور میرے دل میں ہے۔

قَوْلُہٗ یائے شرط و جزا: جیسا کہ امروز بودے خداوند جاہ، نکردے ز کبر در روے نگاہ، یعنی اگر آج وہ صاحب مرتبت موجود ہوتا اس کی جزا اور نتیجہ یہ ہوتا کہ تکبر کی وجہ سے اس پر نگاہ نہ کرتا۔

قَوْلُہٗ یائے تمنی: جیسا کہ چہ بودے کہ امروز محبوب خود را دیدے، یعنی تمنا اور حسرت رکھتا ہوں کہ آج اپنے محبوب کو دیکھ لوں۔

قَوْلُہٗ یائے استمراری: یہ یا دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ گرفتے کمر بند زور آزماو گر کوہ بودے بکندے ز جاہ، یعنی جب ہی زور آزمانے والا طاقت ور کمر باندھ لیتا، اگر سامنے پہاڑ بھی ہوتا اسے اکھاڑ لیتا۔

قَوْلُہٗ یائے اظہار اضافت: جیسا کہ کوئے او بمعنی اس کی گلی، جاننا چاہئے کہ زبان فارسی میں علامت اضافت مضاف کے آخر حرف پر کسرہ ہوتی ہے یا مضاف کے آخر یہی یا آتی ہے اس لئے اس قسم کی یا کو یا اظہار اضافت کہا جاتا ہے۔

قَوْلُہٗ یائے تعظیم: جیسا کہ شہرے دیدم بمعنی میں نے عظیم یعنی بڑے شہر کو دیکھا۔

قَوْلُہٗ یائے تحقیر: جیسا کہ دلے دارم دل سوز و جان کاہ، بمعنی حقیر دل یعنی حقیر دل

رکھتا ہوں جو دل سوز اور جان کمزور کر دینے والی ہے۔

قَوْلُهٗ یائے جمع: جیسا کہ آمدم واحد سے آمدیم جمع، کردم واحد سے کردیم جمع۔

قَوْلُهٗ یائے موصولہ: اس کے آگے کہ صلہ کا آتا ہے جیسا کہ شہے کہ روادار دستم، یعنی وہ بادشاہ آگے اس کا صلہ ہے جو ظلم کو جائز رکھتا ہے۔

قَوْلُهٗ یائے تنویع: بمعنی نوع بنوع یعنی وقسما وقسم جیسا کہ ہر روز بجائے رود یعنی ہر یوم نوع بہ نوع قسما قسم مقام پر جاتا ہے اور ہر لحظہ خیالے پذیرد یعنی لحظہ بہ لحظہ قسما قسم نوع درنوع خیال قبول کرتا ہے خیال بدلتا رہتا ہے۔

قَوْلُهٗ یائے وقایہ: یہ یا فارسی میں منادیٰ اور حرف ندا کے درمیان آتی ہے جیسا کہ خدایا۔ وقایہ کا معنی حفاظت کرنے کا کام دینے کا ہے اس مثال میں منادی کلمہ خدا کے آخر میں الف ہے پھر آگے الف ندا کا آگیا اب دو الف جمع ہو گئے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تو ان دونوں کو محفوظ رکھنے کیلئے انکے درمیان یا وقایہ داخل ہوئی جس نے دونوں کے پڑھنے کو آسان کر دیا۔ اس کو معنی میں کوئی دخل نہیں ہے۔

قَوْلُهٗ یا زائدہ: یعنی معنی میں کوئی فائدہ مند نہیں ہے جیسا کہ خدا سے خدائے اور بو سے بوئے یہ یا عموماً الف اور واؤ کے بعد آتی ہے۔

بابِ چھارم: درتاثیراتِ حروف

کَلِمَاتے : کہ برائے زینتِ کلام مے آرند، مر، در، فرا، فرو، خود، ہمے، ین، آن، ب، ت، ش، غ، ک، نون، بر، الف، ار۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی خداوندی کنند، مند، گار، ور۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی اَنبوہ کنند، لاخ، سار، زار، بار، ستان۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی مانند کنند۔ وس، ویس، وان، ون، وند، آوند، یدہ، آسا، سان، سار، پش، وش، فش، وار۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی تصغیر کنند۔ ک، یزہ، واوِ ساکن، چہ، ہ۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی لیاقت کنند۔ وار، آنہ، گاں۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی نسبتی کنند۔ ی، ین، ہ، کاف، ان، آنہ، ن، و یہ، م۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی فاعلیّت کنند۔ گار، گیر، گر، مند، باں، ناک، ورآں، آر، ندہ، ہ، چی، گین، آگین۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی رنگ کنند۔ وام، فام، پام، گونہ گوں۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی حاصل مصدر کنند۔ گی، ش، آر۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی ظرفیت کنند۔ سار، خانہ، جائے، زار، بار، ستان، دان، وند، کدہ۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی حفاظت کنند۔ بان، وان۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی شرط کنند۔ چوں، ہر، چند، تا، اگر۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی جمع کنند۔ یان، گان، جات، آت، ہا۔ **کَلِمَاتے** : کہ معنیٔ ایجاب دہند۔ آرے، بلے، لبیک۔ **کَلِمَاتے** : کہ افادۂ معنٰی ندا دہند۔ یا، اے، الف، وا۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ تاثیرات: جمع تاثیر یعنی حروفیکہ درکلام اثر ظاہر سازندو اَثَرُ الشَّیْئِ چوں آتش کہ اثرِ اوسوختن است واثرِ آب تر کردن ۱۲۔

قَوْلُہٗ زینت: ای حروفیکہ در تکلم، عبارت راز ینت بخشندو معنٰی را ہیچ فائدہ نمے دہند۔ مر: چوں مرا ورا گفتم بمعنٰی اورا گفتم وگاہے ایں را بمعنٰی خاص استعمال سازند چوں مرا ُورا رسد کبریا ومنی بمعنٰی خاص اورا رسد۔ دَرْ، چوں درنسبت و درگزشت بمعنٰی نسبت وگزشت۔ فرا: چوں وقتے افتاد فتنہ در شام ہرکس از گوشۂ فرار فتند، بمعنٰی رفتند۔ فرو: چوں فرو ریخت بمعنٰی ریخت خود، گفتہ آید او خود عجیب جائیست بمعنٰی او عجیب جائیست۔

قَوْلُہٗ ہے: (چوں ہے رفت بمعنٰی رفت و معنٰی استمرار نیز دہد)۔

قَوْلُہٗ ین: (چوں از نخست نخستین)۔

قَوْلُہٗ آن: چوں جانان و بہاران بمعنٰی جان و بہار۔ ب: چوں از گفت، بگفت۔ ت: چوں بالش، بالشت بمعنٰی تکیہ ۱۲۔

قَوْلُہٗ ش: (چوں خطش خوب نویسد بمعنٰی خط خوب نویسد)۔

قَوْلُہٗ غ: (چوں گیاغ بمعنٰی گیا)۔

قَوْلُہٗ ک: (چوں از زلو، زلوک بمعنٰی سپس)۔

قَوْلُہٗ نون: (چوں از پاداش، پاداشن بمعنٰی جزا)۔

قَوْلُہٗ بر: چوں از خواند برخواند۔ الف: چوں از گفت، گفتا۔

قَوْلُہٗ ار: (چوں دیدار مثل زدیدارت نپوشیداست دیدار، بہ بین دیدار گردیدار

داری وبمعنٰی حاصل مصدر نیز آید)

قَــوْلُــــہٗ مند: (چوں ازارج، ارجمند ودانش، دانشمند بمعنٰی صاحبِ مرتبہ وعلم ارج بمعنٰی مرتبہ، دانش، علم)۔

قَوْلُہٗ گار: (چوں ستم گار بمعنٰی صاحبِ ستم)۔

قَــوْلُــہٗ ور: (چوں تاجور وہنرور بمعنٰی صاحبِ تاج وہنر وگاہے ایں وَاورا بجہت تخفیف ساکن کنند چوں مزدور وگنجور ورنجور)۔

قَــوْلُــــہٗ لاخ: چوں سنگ لاخ ودیو لاخ بمعنٰی بسیار سنگ وبسیار دیو۔ سار: چوں نمکسار وشاخسار بمعنٰی بسیار نمک وبسیار شاخ۔ زار: چوں گلزار وکارزار بمعنٰی بسیار گل وبسیار کار۔ **بدانکہ** ایں حروف معنٰی ظرفیت نیز دہند قَوْلُہٗ بار: (چوں دریا بار ورود بار بمعنٰی بسیار دریا ورود)۔

قَــوْلُــــہٗ ستان: (چوں گلستان بمعنٰی بسیار گل وگاہے ایں لفظ را بمعنٰی مطلق جا استعمال کنند چوں ادبستان وپاکستان)۔

قَــوْلُــہٗ وس: (چوں فرشتہ وس وماہ وس بمعنٰی مانندِ فرشتہ الخ۔ ویس: چوں چہ قدر آوردہ بندہ حورویس- کہ زیر قبا اندام دارد پیس۔ پیس بمعنٰی مبروص)۔

قَــوْلُــــہٗ وان: چوں پلوان بمعنٰی مانندِ پل۔ پلوان آنرا گویند کہ مزارع درمیان زراعت بلند طرف کردہ بروآمد ورفت سازند تا کہ زراعت پائمال نگردد در ہندی بنہ گویند۔ فقیر فیضی غفرلہٗ۔

قَوْلُہٗ ون: (چوں شیرون وپیلون بمعنٰی مانند شیر ومانند پیل)۔

قَوْلُہٗ وند: چوں خداوند وپولادوند بمعنٰی مانند خدا ومانند پولاد۔ امّا خداوند بایں معنٰی اطلاق بر خدا تعالٰی نکردہ آید فافہم ودر سراج گفتہ گرچہ ایں بمعنٰی مانند خدا

است مگر اکثر استعمالِ او بمعنٰی مالک کردہ شد چہ درکثیر بمقام بر خدائے اطلاق کردہ شد وصاحبِ عجم گفتہ کہ در بعض محل لفظِ وند در خداوند محض زائد است۔

قَــوْلُـــهٗ آوند: چوں خویشاوند بمعنٰی مانندِ خویش وحق این ست کہ وان، ون، وند، آوند، برائے نسبت باشند۔

قَوْلُهٗ یدہ: (چوں ترنجیدہ بمعنٰی مانندِ ترنج ای ترشرو)۔

قَوْلُهٗ آسا: (چوں شیر آسا) قَوْلُهٗ سان: (چوں شیر سان)۔

قَوْلُهٗ سار: (چوں خاک سار)۔

قَوْلُهٗ پش: (چوں شیر پش فش معرب این است)۔

قَوْلُهٗ وش: (چوں شیروش)۔

قَوْلُهٗ فش: (چوں شاہ فش معرب پش است)۔

قَوْلُهٗ وار: (چوں غلام وار وخواجہ وار)۔

قَــوْلُــهٗ تصغیر: ک، چوں غلامک واَسپک بمعنٰی غلام خورد واسپ خورد۔ یزہ، چوں مشکیزہ وناویزہ بمعنٰی مشک خورد وناؤ خورد۔ واو ساکن، چوں پسرو بمعنٰی پسرِ کوچک۔ چہ، چوں طاقچہ و باغچہ بمعنٰی طاق خورد و باغ خورد۔ ہ، چوں ازمرد، مردکہ بمعنٰی مردِ خورد وگاہے قبل ازیں ہا، لام یا را آوردند چوں از مشک، مشکولہ واز خم، خمرہ بمعنٰی مشکِ صغیر وخم صغیر است۔

قَــوْلُــهٗ لیاقت وار: چوں شاہسوار وگوشوار بمعنٰی لائق شاہ ولائق گوش۔ انہ: چوں مردانہ، زنانہ، شاہانہ، بزرگانہ بمعنٰی لائق مرد الخ۔ گان: چوں شایگان و رایگان بمعنٰی لائق شاہ یعنی خوب ولائق راہ یعنی خوار اَصلُهما شاہگان وراہگان است۔

قَوْلُہٗ یؔ: (چوں شاہجہانی منسوب بشاہجہاں نام شہرے)۔

قَوْلُہٗ ینؔ: (چوں سیمین، زرین، آہین منسوب بسیم وزر وآہن)۔

قَوْلُہٗ ہؔ: (چوں یکسالہ)۔

قَوْلُہٗ کؔ: (چوں مغاکؔ منسوب بمغ بمعنٰی عمق وفغاکؔ، منسوب بفغ بمعنٰی بُت)

قَوْلُہٗ نؔ: (چوں ریمن منسوب بمعنٰی ریمگین و چرگین)۔

قَوْلُہٗ ان: چوں ایران منسوب بایرنام پسر فریدون وکاشان منسوب بکاش بمعنٰی شیشہ۔ آنہؔ: چوں سالانہ، ماہانہ، وروزانہ۔

قَوْلُہٗ ویہ: چوں راہویہؔ منسوب براہ نامِ محدث مشہور چہ درراہ تولد یافتہ بود وعمرویہ منسوب بعمر کہ جدِ اُو بود وسیبویہؔ نامِ مشہور نحوی منسوب بسیب چہ رخسارش ہمچوں سیب سرخ بود وعند البعض بسیب بازی مے ساخت۔ میمؔ: چوں دُوُّم منسوب بدو وعند البعض ایں میم فاعلیّت است بمعنٰی دوکنندہ یک را، سِوُّم سہ کنندہ دورا علی ہذا القیاس۔

قَوْلُہٗ فاعلیت: گارؔ، چوں آمرزگار بمعنٰی آمرزندہ۔ گیرؔ، چوں ماہی گیر بمعنٰی ماہی گیرندہ۔ گرؔ، چوں کاسہ گروآہن گروشیشہ گر بمعنٰی کاسہ کنندہ الخ۔ مندؔ، چوں زورمند وہنرمند بمعنٰی زورکنندہ الخ وگاہے درمیانِ ایں واوزائد کنند چوں برومند وتنومند۔ بانؔ، چوں کشتی بان۔ ناکؔ، توئی برتر دانش اموز ناک بمعنٰی دانش آموزندہ۔ ورؔ، چوں جانور بمعنٰی جان دارندہ۔ آنؔ، چوں خندان وگریان۔ آرؔ، چوں خریدار وفروختار بمعنٰی خرید کنندہ وفروخت کنندہ۔ ندہؔ، چوں شرمندہ۔ ہؔ، چوں ناکارہ۔ چیؔ، چوں خزانچی۔ گینؔ، چوں غمگین۔ آگینؔ، چوں سرمہ آگین۔

بدانکه بمعنٰی فاعلیّت معنٰی وصفی نیز مقرون باشد وخلافِ ازیں با، نا، کم، ھم، پُر، خود نیز معنٰی وصفی و فاعلیت راادا کنند چوں باحیا، بامروت، ناسپاس، ناکام، کم خور، کم زور، ہم عمر، ہمنشین، پُر زور، پُر خور، خود پرست، خود کام وغیرازیں بعض ازاں حروف مفردہ نیز اند کہ معنٰی فاعلیّت ووصفی راادا کنند۔

قَوْلُهٗ وام، فام، پام، گونہ، گون: چوں گلوام، گلفام، گلپام، گلگونہ وگلگون بمعنٰی رنگ گل۔

قَوْلُهٗ گی، ش، ار: چوں شرمندگی، آمرزش، گفتار۔

قَوْلُهٗ سار: چوں نمک سار بمعنٰی جائے نمک۔

قَوْلُهٗ خانہ: چوں فیل خانہ، شفاخانہ وغیرہ ۱۲۔

قَوْلُهٗ جائے، زار، بار: چوں سجدہ جائے، کارزار، رودبار بمعنٰی جائے رود۔

قَوْلُهٗ ستان، دان، وند، کدہ: ادب ستان بمعنٰی جائے ادب و ہکذا قلمدان وآوند وآتش کدہ وغیرہ۔

بدانکه آوند دراصل آب وند بود بارابواو بدل کردہ یک واورا بجہتِ اجتماع واوین حذف کردند ۱۲۔

قَوْلُهٗ وان، بان: چوں کوچ وان وساربان ساربمعنٰی شتر ای نگاہ بان کوچ وشتر۔

قَوْلُهٗ چوں، ہر، چند: مثل چوں آب آمد تیمّم برخواست۔ ہر، چوں ہر کہ سبق یاد کند اوراانعام دہم۔ چند، چوں چندانکہ خوانی فاضل شوی۔

قَوْلُهٗ تا: تاہنرش نہ بینی عملش نفرمائی۔ اگر، چوں اگر زید آید اکرامش کنم۔

بدانکه بعد حروفِ شرط آمدن فعل شرط وجزا ضروری است۔ امّا ایں جملہ را جملہ شرطیہ نامند۔

قَوْلُہٗ جمع: یاں، چوں از دانا، دانایان و پریرو، پریرویان یعنی لفظیکہ آخرش اَلف یا واو باشد جمع اُو باکثر از آوردنِ لفظِ یان در آخرش حاصل آید۔ گان، چوں ازخواجہ، خواجگان۔ گاف مبدل از ہا است كَمَا سَيَأْتِيْ بَيَانُهٗ ۔ جات، چوں از نامہ، نامجات۔ آت، چوں از حیوان، حیوانات۔ ھا، چوں از نامہ، نامھا۔ ہا اُولیٰ را حذف کردند وسیاتی بیانہ ایضاً۔

قَوْلُہٗ ایجاب: یعنی حروفیکہ درمحلِ جواب واقع آیند چوں کسے پرسیدہ زید آمدہ است؟ درجوابش بایجاب گفتہ آید آرے یا بلے۔ اگر کسے گفت اے فلان در جوابش گفتہ آید لبیک۔ اَمَّا لفظ بلے بفتحِ اوّل وفتحِ لام لفظ عربی است مگر فارسیان بکسر لام استعمال سازند ولبیک نیز لفظِ عربی است۔

قَوْلُہٗ ندا: یعنی حروفیکہ باو کسے راندا کردہ آید چوں یازید واے زید واَعمرو واعمر۔ اَمَّا یا لفظِ عربی است کہ برائے نداوندبہ واستغاثہ آید و در فارسی برائے عطف و تردید آید چوں یامکن بافیلبانان دوستی یابنا کن خانہ درخوردپیل و برائے ندا نیز استعمال کردہ شد۔ اَمَّا اَی حروفِ ندا درعربی بفتحِ الف و در فارسی بکسرہ الف نیز استعمال سازند۔ وا، اصل برائے ندبہ است و برائے ندا نیز استعمال کردہ آید۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہٗ باب چہارم درتاثیرات حروف: یہ جمع تاثیر کی ہے یعنی ایسے حروف جو کلام میں اثر ظاہر کرتے ہیں کسی چیز کے اثر کا مفہوم جیسا کہ آگ کا اثر جلانا اور پانی کا اثر تر کرنا خشکی ختم کرنا ہوتا ہے۔

قَوْلُهٗ زینت کلام: یعنی ایسے حروف جو کلام میں عبارت کو زینت دیتے ہیں اور معنی میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ان میں سے پہلا حرف مر ہے جیسا کہ اورا گفتم سے مراورا گفتم ہے اور کبھی اس کو سرائیکی زبان والے خاص کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ مراورا رسد کبیر یا ومنی، یعنی اس کو خاص پہنچتی ہے کبر اور میں کہنا، دوسرا حرف در ہے جیسا کہ بست در بست اور گفت در گفت ، تیسرا فرا ہے جیسا کہ وقتے افتاد فتنہ درشام ہر کس از گوشہ فرا رفتند بمعنی رفتند ، چوتھا فرو جیسا کہ ریخت سے فرو ریخت ، پانچواں خود جیسا کہ عجب جائیست سے خود عجب جائیست ، چھٹا ہمے جیسا کہ رفت سے ہمے رفت لفظ ہمے استمرار کا معنی بھی دیتا ہے، ساتواں ین جیسا کہ نخست سے نخستین ، آٹھواں آن جیسا کہ جان سے جانان اور بہار سے بہاران، نانواں ب جیسا کہ گفت سے بگفت ، دسواں ت جیسا کہ بالش سے بالشت بمعنی تکیہ ، گیارہواں شین جیسا کہ خط خوب نویسد سے خطش خوب نویسد ، بارہواں غین جیسا کہ گیا سے گیاغ ، تیرہواں ک جیسا کہ زلو سے زلوک بمعنی سپس یعنی جون۔ چودہواں نون جیسا کہ پاداش سے پاداشن بمعنی جزا، پندرہواں بر جیسا کہ خواند سے بر خواند، سولہواں الف جیسا کہ گفت سے گفتا، سترہواں ار جیسا کہ ز دیدارت نپوشیداست دیدار، بہ بین دیدار گر دیدار داری، ان میں دیدار کا معنی دید ہے یعنی تیرے دیدار سے میری نگاہ بند نہیں ہوئی۔ دیکھ لے اگر دید رکھتا ہے عندالبعض جو دوسرا کلمہ دیدار آیا یہ حاصل مصدر کے معنی میں بھی مستعمل ہے جس کا مفہوم نظر ہے۔ قولہ خداوندی: یعنی صاحب مالک جیسا کہ ارج سے ارجمند اور دانش سے دانشمند بمعنی صاحب مرتبہ وصاحب علم، ارج بمعنی مرتبہ

اور مند بمعنی صاحب و مالک، قولہ گار: جیسا کہ ستم گار بمعنی صاحب ستم۔

قَوْلُہٗ ور: جیسا کہ تاج ور اور ہنر ور بمعنی صاحب تاج اور صاحب ہنر کبھی اس واؤ کو بغرض تخفیف ساکن کر دیتے ہیں جیسا کہ مزدور اور رنجور بمعنی صاحب مزد یعنی صاحب مزدوری اور صاحب گنج یعنی صاحب خزانہ اور صاحب رنج یعنی صاحب بیماری۔

قَوْلُہٗ لاخ: جیسا کہ سنگ لاخ اور دیو لاخ بمعنی بہت پتھر اور بہت دیو۔

قَوْلُہٗ سار جیسا کہ نمک سار اور شاخ سار بمعنی بہت نمک اور بہت شاخ۔

قَوْلُہٗ زار: جیسا کہ گلزار اور کارزار بمعنی بہت گل اور بہت کام، جاننا چاہئے کبھی یہ حروف ظرفیت کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

قَوْلُہٗ بار جیسا کہ دریا بار اور رود بار بمعنی بہت دریا اور بہت رود۔

قَوْلُہٗ ستان: جیسا کہ گلستان اور کبھی اس لفظ ستان کو محض جگہ کے معنی میں لیتے ہیں جیسا کہ ادبستان اور پاکستان یعنی ادب کی جگہ اور پاک جگہ۔

قَوْلُہٗ وش: جیسا کہ فرشتہ وش اور ماہ وش بمعنی مانند یعنی مثل فرشتہ اور مثل چاند۔

قَوْلُہٗ ویس: جیسا کہ چہ قدر آورد بندہ حورویس، کہ زیر قبا اندام دارد پیس۔ یعنی غلام حور کی مثل ہو تو اس کا کیا قدر ہوگا جو قبا یعنی لباس کے نیچے جسم برص والا رکھتا ہے پیس بمعنی مبروص۔

قَوْلُہٗ وان: جیسا کہ پلوان یعنی مثل پل کے پلوان اس کو کہتے ہیں جو کہ کاشتکار لوگ زراعت کے درمیان طرف زراعت پر آنے جانے کیلئے بلند اونچا راہگزر بنا دیتے ہیں تا کہ کاشت پائمال نہ ہو، زبان سرائیکی میں اسے بنہ کہتے ہیں۔

قَوْلُهٗ ون: جیسا کہ شیر سے شیرون اور پیل سے پیل ون یعنی مثل شیر کے اور مثل ہاتھی کے۔

قَولُهٗ وندجیسا کہ خداوندا ور پولا دوند بمعنی مثل سردار اور مثل پولاد کے جاننا چاہئے اس معنی کے حوالہ سے خداوند کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کیلئے نہیں کیا جانا چاہئے فافہم صاحب لغت سراج نے کہا کہ خداوند معنی کے اعتبار سے مثل خدا کے ہے مگر اس کی اکثر استعمال بمعنی مالک کے ہوتی ہے اس لئے کافی مقامات پر اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کیلئے کیا گیا ہے اور صاحب عجم نے کہا کہ خداوند میں کافی مقام پر لفظ وند زائد ہے۔ مثل کے معنی میں نہیں ہے۔

قَوْلُهٗ آوند: جیسا کہ خویشاوند بمعنی مثل خویش عند البعض حق یہ ہے کہ کلمہ وان، ون، وند، آوند، نسبت کیلئے ہیں۔

قَوْلُهٗ یده: جیسا کہ ترنجیدہ یعنی مثل ترنج بمعنی ترشرو۔

قَوْلُهٗ آسا اور سان: جیسا کہ شیرآسا، شیرسان بمعنی مثل شیر۔ قولہ سار: جیسا کہ نمکسار بمعنی مثل نمک۔

قَوْلُهٗ پش: جیسا کہ شیرپش بمعنی مثل شیر لفظ فش اسی کا معرب ہے۔ قولہ وش: جیسا کہ شیروش بمعنی مثل شیر۔ قولہ فش: جیسا کہ شاہ فش یہ لفظ پش کا معرب ہے

قَوْلُهٗ وار: جیسا کہ غلام وار بمعنی مثل غلام وخواجہ وار بمعنی مثل خواجہ۔

قَوْلُهٗ تصغیر: اول ک، جیسا کہ غلام سے غلامک بمعنی چھوٹا غلام اور اسپ سے اسپک بمعنی چھوٹا گھوڑا، دوسرا یزہ جیسا کہ مشک سے مشکیزہ بمعنی چھوٹا مشک اور ناویز سے ناویزہ بمعنی چھوٹی کشتی، تیسرا واؤ ساکن جیسا کہ پسر سے پسرو بمعنی چھوٹا بچہ، چوتھا چہ جیسا کہ باغ سے باغچہ اور طاق سے طاقچہ بمعنی چھوٹا باغ اور

چھوٹا طاق، پانچواں ہ جیسا کہ مرد سے مردہ بمعنی چھوٹا مرد اور کبھی اس ہا سے پہلے لام یا را لاتے ہیں جیسا کہ مشک سے مشکولہ چھوٹی مشک اور خم سے خمرہ چھوٹا گھڑا۔

قَوْلُهٗ لیاقت: اول وار جیسا کہ شاہوار اور گوشوار بمعنی لائق شائستہ اور لائق گوش، دوسرا آنہ جیسا کہ مردانہ، زنانہ، شاہانہ، بزرگانہ بمعنی لائق مرد، لائق عورت، لائق بادشاہ، لائق بزرگ، تیسرا گان جیسا کہ شاہگان اور راہگان بمعنی لائق شہ یعنی خوب اور لائق راہ ان کا اصل شاہ گان اور راہگان تھا۔

قَوْلُهٗ معنی نسبتی: اول یا جیسا کہ شاہجمالی جو شہر شاہجمال کی طرف منسوب ہے یعنی شاہجمال والا، دوسرا ین جیسا کہ سیمین، زریں جو سیم بمعنی چاندی اور زر بمعنی سونا کی طرف منسوب ہے۔

قَوْلُهٗ آن: جیسا کہ ایران جو ایر فریدون کے بیٹے کی طرف منسوب ہے اور کاشان جو کاش بمعنی شیشہ کی طرف منسوب ہے۔

قَوْلُهٗ آنہ: جیسا کہ سالانہ، ماہانہ اور روزانہ۔

قَوْلُهٗ ن: جیسا کہ ریمن منسوب بہ ریم بمعنی ریمگین میلا کچیلا۔

قَوْلُهٗ ویہ: جیسا کہ راہویہ منسوب ہے راہ سے اور ایک معروف محدث کا نام ہے جسکی پیدائش راہ پر ہوئی تھی اور عمرویہ جو منسوب ہے عمر کی طرف جو اس کا دادا تھا اور سیبویہ مشہور نحوی کا نام ہے اس لئے کہ ان کا چہرہ سیب کی طرح سرخ تھا عند البعض ۔

قَوْلُهٗ میم: جیسا کہ دوم، سوم جو دو اور سہ کی طرف منسوب ہے عند البعض یہ میم فاعلیت کی ہے جس کا معنی ہوگا ایک کو دو کرنے والا اور ایک کو سہ یعنی تین

کرنے والا اور بواقی اسی قیاس پر۔

قَوْلُهٗ معنی فاعلیت: کنندگار جیسا کہ امروزگار بمعنی بخشنے والا، گیر جیسا کہ ماہی گیر بمعنی مچھلی پکڑنے والا، گر جیسا کہ کاسہ گر بمعنی کاسہ بنانے والا، مند جیسا کہ زورمند اور ہنرمند بمعنی زور رکھنے والا اور ہنر رکھنے والا۔ اور کسی جگہ درمیان میں واؤ لاتے ہیں جیسا کہ تن سے تنومند اور بر سے برومند بمعنی تن والا اور نفع والا۔ بان، جیسا کہ کشتی بان کشتی بنانے والا، ناک جیسا کہ توئی برتر دانش امروزناک بمعنی فہم علم سکھانے والا، دردناک درد رکھنے والا۔ ور جیسا کہ جانور یعنی جان رکھنے والا۔ آن جیسا کہ خندان وگریان بمعنی ہنسنے والا اور رونے والا صیغہ اسم حال بھی ہے تو پھر اس جگہ حال کا معنی بھی دیتا ہے۔ آر جیسا کہ خریدار یعنی خریدنے والا اور فروختار بمعنی فروخت کرنے والا، ندہ جیسا کہ شرمندہ بمعنی شرمسار ہونے والا۔ ہا جیسا کہ ناکارہ بمعنی کام نہ کرنے والا، چی جیسا کہ خزانچی بمعنی خزانہ رکھنے والا، گین جیسا کہ غمگین بمعنی غم رکھنے والا آگین جیسا کہ سرمہ آگین، جاننا چاہئے فاعلیت کے معنی کے ساتھ وصفی معنی بھی مقرون ہوتا ہے جو مذکورہ تیرہ اقسام حروف کے بغیر مزید چھ حروف ہیں جو معنی فاعلیت اور وصفیت کا ادا کرتے ہیں۔ وہ، با، نا، کم، ہم، پر، خود ہیں جیسا کہ باحیا، بامروت، ناسپاس، ناکام، کم خور، کمزور، ہم عمر، ہم نشین، پرزور، پرخور، خودپرست، خودکام۔

قَوْلُهٗ افادہ: معنی رنگ کنند، یعنی چند ایسے حروف جو افادہ معنی رنگ کا کرتے ہیں۔ وام، فام، پام، گونہ، گون۔ جیسا کہ گلوام، گلفام، گلگونہ، گل گون، بمعنی رنگ گل۔

قَوْلُہٗ افادہ معنی حاصل مصدر: اول گی جیسا کہ شرمندگی، دوم شین جیسا کہ آمرزش، سوم آر جیسا کہ گفتار۔

قَوْلُہٗ افادہ معنی ظرفیت اور سار جیسا کہ نمک سار بمعنی جائے نمک، دوم خانہ جیسا کہ فیل خانہ اور شفا خانہ وغیرہ۔ سوم جائے جیسا کہ سجدہ جا، چہارم زار جیسا کہ کارزار، گل زار، پنجم بار جیسا کہ رود بار، ششم ستان جیسا کہ ادبستان بمعنی جائے ادب، ہفتم دان جیسا کہ قلمدان، ہشتم وند جیسا کہ آوند، جاننا چاہئے کہ آوند دراصل آب وند (پانی کی جگہ) تھا با کو واؤ سے بدل دیا تا آووند ہوا تو پھر دو واؤ کی اجتماع سے بوجہ ثقالت ایک واؤ کو حذف کردیا آوند ہوا۔ نہم کدہ جیسا کہ آتش کدہ۔

قَوْلُہٗ افادہ معنی حفاظت کنند: اول بان جیسا کہ ساربان سار بمعنی اونٹ یعنی اونٹ کا نگاہبان، دوم وان جیسا کہ کوچوان یعنی کوچ کا نگاہبان:۔

قَوْلُہٗ افادہ معنی شرط: اول چوں جیسا کہ چوں آب آمد تیمّم برخاست، جب پانی پر قدرت ہوگئی اس شرط کی جزا تیمّم برخاست، یعنی تیمّم چلا گیا۔ دوم ہر جیسا کہ ہر کہ سبق یاد کند اورا انعام دہم، ہر بچہ جو سبق یاد کرلیگا یہ شرط ہے اس شرط کی جزا اورا انعام دہم یعنی اس کو انعام دونگا۔ سوم چند جیسا کہ چندانکہ خوانی فاضل شوی یعنی ہرچند پڑھے گا اس شرط کی جزا فاضل شوی فاضل ہو جائے گا۔ چہارم تا جیسا کہ تا ہنرش نہ بینی عملش نہ فرمائی، یعنی جب تک کسی کام کا تجربہ نہ دیکھے اس شرط کی جزا اسے ڈیوٹی نہ دینا۔ پنجم اگر جیسا کہ اگر زید آید اکرامش کنم، یعنی اگر زید آئے گا اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی عزت کرونگا۔

قَوْلُہٗ افادہ معنی جمع: اول یان جیسا کہ دانا سے دانایان اور پریرو سے پری

رویان۔ سمجھ لے جس کلمہ کا آخری حرف الف یا واؤ ہو اس کی جمع اکثر آخر میں حرف یان کے داخل ہونے سے ہوتی ہے۔ دوم گان جیسا کہ خواجہ سے خواجگان یہ گاف دراصل مفرد کے آخر میں آنے والی ہا سے تبدیل ہوا ہے اس کا تفصیلی بیان آگے باب قواعد فارسی میں آئے گا۔ سوم جات جیسا کہ نامہ سے نامہ جات چہارم آت جیسا کہ حیوان سے حیوانات، پنجم ہا سے جیسا کہ نامہ سے نامہا اس کی پہلی ہا کو حذف کر دیا اس کا بیان آگے آئے گا۔

قَولُہٗ معنی ایجاب: ایسے حروف جو کہیں جواب دینے کے مقام پر آتے ہیں جس طرح کسی نے پوچھا زید آ گیا تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ آرے، بلے یعنی ہاں آ گیا۔ اگر کسی نے کہا ارے فلاں اس کے جواب میں کہا لبیک یعنی میں حاضر ہوں بلے فتح اول اور فتح لام سے لفظ عربی ہے مگر زبان فارس میں لام کو مکسور یعنی زیر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ یہ تین حروف ارے، بلے، لبیک حروف ایجاب میں سے ہیں۔

قَولُہٗ معنی ندا: یعنی ایسے حروف جن سے کسی کو پکارا جائے جیسا کہ یا زید اور اے زید اور اعمر اور واعمر پس یا لفظ عربی ہے جو ندا اور ندبہ اور استغاثہ کیلئے آتا ہے اور فارسی میں عطف اور تردید کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ یا مکن با پیلبانان دوستی یا بنا کن خانہ درخورد پیل۔ اور اسے ندا کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے ہاں، ا، حرف ندا جو عربی میں مفتوح اور فارسی میں مکسور بھی استعمال کرتے ہیں۔ و، اصل میں یہ ندبہ کیلئے ہے اور ندا کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

بابِ پنجم :
در چند قواعد فارسیه عجیبه مختصرہ

قاعدہ (۱): چوں دو لفظ ہم معنٰی و ہم جنس بالتکرار آیند پس در و معنٰی زیادتی حاصل آید۔ چوں صاف صاف بمعنٰی بسیار صاف و بد بد بمعنٰی بسیار بد۔

قاعدہ (۲): چوں صیغۂ اَمر بعد از مضارع آید افادۂ معنٰی مصدری دہد۔ مثل وقتِ ضرورت چوں نماند گریز بمعنٰی گریختن۔

قاعدہ (۳): جائیکہ دو یا سوائے فصل جمع آیند اُولیٰ را بہمزہ بدل کردن جائز است چوں از آییم آئیم بخلاف میای کہ بفصل الف جمع شدند پس بحذف آخر اکتفاء نمودند میا شد۔

قاعدہ (۴): چوں ماقبل دال حرفِ علت ساکن واقع شود آں دال را ذالِ معجمہ مے خوانند۔ چوں استادیم را استاذیم و نمود را نموذ و دید را دیذ مے خوانند۔

قاعدہ (۵): ہر گاہ ہر اَوّل لغتے کہ اولش الف مقصورہ باشد با زائدہ و میم نہی و نونِ نفی داخل شود پس آں اَلف را بیا بدل کنند۔ چوں از اُفگن بیفگن وغیرہ گاہے ایں الف را حذف مے کنند چوں مفگن و بفگن و نفگند وغیرہ۔

قاعدہ (۶): ہر گاہ بر الف ممدودہ کہ فی الحقیقت دو الف باشند بائے زائدہ یا میمِ نہی یا نونِ نفی آرند اَلف اُولیٰ را بیا بدل کنند۔ چوں از آزما میازما، و مآزمائے باید گفت مگر بضرورت شعری و ہم چنیں گر کلمہ دیگر بریں اَلف داخل شود چوں

آسیاب کہ دراصل آسِ آب بود۔

قاعدہ (۷): بازائدہ اگر براَسماء داخل شود مفتوح باشد وگر براَفعال داخل شود حکمِ ہمزہ وصلی دارد یعنی اگر مابعدِ اُو حرفِ مفتوح یا مکسور باشد بارامکسور، وگر مابعدِ اُو حرفِ مضموم باشد بارامضموم مے خوانند۔ نزدِ بعض اگر مابعد با حرفِ از حروفِ شفتی باشد با را مضموم مے خوانند۔ چوں بَسِکندر، وبِدہ، وبُخُور و بُفرمود وغیرہ۔۱۲

قاعدہ (۸): اِشباع درلغت بمعنٰی سیر کردن ودراصطلاح ازحرکاتِ ثلاثہ، حرکتے راچناں پرخواندن کزوحرفِ موافق حرکت پدید آید۔ چوں ازاَمادہ آمادہ واز آتش آتیش واز اُفتاد اوفتاد وغیرہ۔

قاعدہ (۹): امالہ درلغت بمعنٰی میل کردن ودراصطلاح فتحِ ماقبلِ اَلف رابکسرہ مائل کردن بطرزے کہ اَلف صورتِ یائے مجہول درتلفظ وکتابت پیدا کند چوں ازرکاب رکیب واز کتاب کتیب۔

قاعدہ (۱۰): چوں دوکلمہ را بہم ترکیب دہند پس اگر آخرِ حرفِ کلمۂ اَوّل واَوّلِ حرفِ کلمۂ آخر ازیک جنس یا قریب المخرج باشند آخرِ حرفِ کلمۂ اَوّل را حذف مے کنند۔ چوں ازسپید دیو، سپیدیو واز نیم من، نیمن واز بدتر بتر وہم چنیں شرمندہ کہ اَصلہٗ شرم مندہ بود وگاہے ادغام مے کنند چوں شَپّر وفَرُّخ اَصلہُما شب پرو فرُرخ بود۔

قاعدہ (۱۱): چوں اشارہ بانسان کنند اُووَے گویند وچوں بغیر انسان کنند ایں و آں گویند وچوں مشارالیہ قریب باشد ایں وچوں بعید باشد آں گویند وجمع ایشاں اینان وآنان آید۔

قاعدہ (۱۲): درترکیبِ اضافی وتوصیفی مضاف وموصوف چوں اَوّل باشند آنرا کسرہ دہند چوں اسپ زید ومرد عالم وگر در آخر مضاف وموصوف ہا مختفی باشد آنرا بہمزہ بدل کنند چوں خوشۂ اَنگور و نامۂ بلیغ وگر در آخر ایناں اَلف یا واو ساکن باشد پس در آخرِ ایناں ہمزۂ مکسورہ و یائے مجہولہ بجہت اظہارِ کسرہ در آرند۔ چوں دانائے عصر و دیبائے لطیف وموئے لطیف وروئے زید وگاہے برائے تخفیفِ کلام مضاف وموصوف را مؤخر از مضاف الیہ وصفت کنند چوں اَو رنگ زیب و نیک مرد اَصْلُہُمَا زیبِ اَورنگ ومردِ نیک وگاہے مضاف ازمضاف الیہ ہمچناں مقدم باشد مگر کسرۂ آنرا حذف کنند ایں قسم را فکِ اضافت گویند۔ چوں شاہ جہاں وصاحب دل۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُهٗ آسِ آب: باضافتِ آس بسوئے آب۔ آس در ہندی چکی را گویند وآسیاب آن آس را گویند کہ از افتادنِ آب از مکانِ مرتفع مثلِ کوہ جاری شود۔

قَوْلُهٗ مکسور: از زَرو، بِرَو واز دِہ، بِدِہ واز دار، بدار واز گیر، بگیر۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِهٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْهِ وَ اَدْخِلْهُمَا فِی الْجَنَّةِ۔ محمد اکرم فیضی شاہجمالی غفرلہٗ۔ قَوْلُهٗ مضموم: چوں از خُور، بخُور واز کُن، بکُن۔

قَوْلُهٗ شفتی: **بدانکہ** حروفِ شفتی چہار اند کما قیل (شعر) حرفِ شفتی چہار باشد ای حکیم - باوفا وواوٗ چہارم ہست میم۔

قَوْلُهٗ بسکندر: مثالے کہ با بر اسم داخل شدہ است مفتوح است وبدہ: مثالے کہ با بر فعل داخل شدو مابعد این با حرفِ مکسور است با را نیز مکسور باید خواند وبخُور: کہ

مابعدِ با حرفِ مضموم است با را مضموم باید خواند و بفرمود کہ مابعدِ با حرفے از حروفِ شفتی است با را مضموم باید خواند و بواقی امثلہ چوں از بخش، بُبَخُشُ باضمِ با واز ورزید، بُوَرزید بضمِ با واز مُرد، بمُرد بضمِ با۔

قَوْلُهٗ اضافت: **بدانکہ** از ترتیب دادنِ دو اسمِ مغایر ترکیبِ اضافی حاصل آید جزوِ اوّل را مضاف جزوِ ثانی را مضاف الیہ گویند۔ امّا اگر ہر دو اسماءِ مرکبہ مساوی باشند در ہیچ معنیٰ مغایرت نباشد دریں صورت اضافت نا جائز باشد چوں زید را مضاف بسوئے زید کردن پس باعتبارِ مغایرت و اختلاف ایشان منقسم بدہ قسم است در آخرِ باب ذکر کردہ شد۔ امّا گاہے درمیانِ مضاف و مضاف الیہ صفت نیز داخل شود چوں پدرِ نامہربانِ شما۔ **بدانکہ** تتابعِ اضافات خلافِ فصاحت است چوں نگاہِ کافرِ یدِ جفا جوئے منِ بسمل فافہم۔

قَوْلُهٗ توصیفی: **بدانکہ** اسم را صفت بالمدح یا بالذم کردن مرکبِ توصیفی نام دارد اوّل را صفتِ مادحہ و ثانی را صفتِ ذامّہ نامند جزوِ اوّل را موصوف جزوِ ثانی را صفت گویند۔ گاہے درمیانِ صفت و موصوف مضاف واقع شود مثل چوں پاکانِ شیرازِ خاکی نہاد۔ امّا یکے موصوف را معدودہ اوصاف آوردن جائز است چوں جہانگیرِ عالم کشائے عدل گستر مگر این چنین عبارت در فارسی بعلتِ تتابعِ کسرات مستکرہ واقع شود این قسم را تنسیقُ الصفات گویند۔

حاشیہ اردو

قَوْلُهٗ آسیاب: آس مضاف ہے آب کی طرف آس در ہندی بمعنی چکی آسیاب اس چکی کو کہتے ہیں جو بلندی سے آنے والے تیز پانی سے چلتی ہے۔

قَوْلُهٗ مکسور: جیسا کہ رو(فعل امر) سے برو اور دہ سے بدہ اور دار سے بدار اور گیر سے بگیر۔ ان تمام امثلہ میں با زائد فعل مکسور الاول اور مفتوح الاول پہ داخل ہوئی تو با کو مکسور پڑھا گیا۔

قَوْلُهٗ مضموم: جیسا کہ خور سے بخور اور کن سے بکن (خور اور کن ایسے افعال ہیں جن کا اول کلمہ مضموم ہے تو با زائد کو بھی پیش دیا گیا)۔ قولہ نزد بعض یعنی یہ قاعدہ حروف شفتی والا قلیل الاستعمال ہے اس لئے اسے نزد بعض کے جملہ سے بیان کیا گیا۔

قَوْلُهٗ شفتی: جاننا چاہئے حروف شفتی چار ہیں جس طرح کہا گیا کہ، حروف شفتی چار باشد اے حکیم، باو فا و واو چہارم ہست میم۔

قَوْلُهٗ بسکندر: یہ مثال ہے کہ با زائدہ اسم پر داخل ہوئی تو اس با کو مفتوح پڑھا گیا اور بدہ یہ مثال ایسے فعل کی ہے جس کا اول حرف مکسور ہے تو داخل ہونے والی با زائد کو بھی مکسور پڑھا جائے گا اور بخور فعل امر حرف اول مضموم ہے با کو بھی مضموم پڑھا جائے اور بفرمود فعل کا اول حرف شفتی ہے عندالبعض با زائد کو مضموم پڑھا جائے اور باقی ماندہ حروف شفتی کی مثالیں بخش سے بجش اور ورزید سے بورزید اور مرد سے بمرد ان تمام مذکورہ امثلہ میں حرف اول شفتی ہونے کی وجہ سے با کو مضموم پڑھا گیا۔

قَوْلُهٗ اضافت: دو اسم مغایر کو ترکیب دینے سے ترکیب اضافی حاصل ہوتی ہے اس ترکیب کی جزو اول کو مضاف اور دوسری جزو کو مضاف الیہ کہتے ہیں ہاں اگر دونوں اسما مفہوم اور معنی میں مساوی ہوں ان میں کوئی معنی مغایرت کا نہ ہو تو اس صورت میں اضافت ناجائز ہوگی جس طرح کہ زید کو زید کی طرف

مضاف کرنا، پھران اسماء کی مغایرت اوراختلاف کےاعتبار سے یہ دس اقسام پرمنقسم ہے جس کا ذکر آخر باب میں کیا جائے گا۔اورکبھی مضاف اورمضاف الیہ کے درمیان صفت بھی داخل ہو جاتی ہے جیسا کہ پدر نا مہربان شما، اس جملہ میں پدر مضاف اورشما مضاف الیہ کے درمیان نامہربان اسم صفت داخل ہوگیا۔

قَـوْلُهٗ توصیفي: جاننا چاہئے کہ کسی اسم کے ساتھ اس کی اچھی یابری صفت کوملانے کا نام ترکیب توصیفی ہے اول یعنی اچھی صفت کا نام صفت مادحہ اور دوسری بری صفت کا نام صفت ذامہ ہوتا ہے جزواول کوموصوف اور جزوثانی کوصفت کہتے ہیں کبھی صفت اورموصوف کے درمیان مضاف واقع ہوتا ہے جیسا کہ چوں پاکان شیراز خاکی نہاد، ہاں ایک موصوف کیلئے کئی اوصاف کا لانا بھی جائز ہے جیسا کہ شہ جہانگیر عالم کشاعدل گستر، ہاں اس طرح کی عبارت زبان فارسی میں بوجہ تتابع کسرات اچھی نہیں لگتی ایسی عبارت کوتنسیق الصفات کہتے ہیں۔

قاعدہ (۱۳): چوں معروف ومجہول درقافیہ آیند مجہول راتابع معروف سازند۔

قاعدہ (۱۴): شماراعداد، اِکائیاں: یک، دو، سہ، چہار، پنج، شش، ہفت، ہشت، نُہ۔ دہائیاں: دَہ، بست، سی، چہل، پنجاہ، شصت، ہفتاد، ہشتاد، نود، صد، یازدہ، دوازدہ، سیزدہ، چہاردہ، پانزدہ، شانزدہ، ہفدہ، ہژدہ، نوزدہ۔

وبواقی اعدادِ مطلوب را قاعدۂ ترکیب ایں چنین است کہ دہائی اُورا دراَوّل و اِکائی اُورا درآخر آوردہ ما بین اُو واوِ عاطفہ مے آرند۔چوں چہل وشش وغیرہ۔

قاعدہ (۱۵): ضمیر کہ وضع کردہ شود برائے غائب وحاضر ومتکلم دوگونہ است۔ 1 متصلؔ، کہ بکلمۂ ثانی متصل باشد و 2 منفصلؔ، کہ بذاتِ خود علیحدہ باشد و ایں ہر دو نوع منقسم بر سہ قسم است۔ 1 مرفوعؔ برائے فاعل۔ 2 منصوبؔ برائے مفعول۔ 3 مجرورؔ برائے مضاف الیہ۔۱۲

پیش ازیں گفتہ اَند اَہلِ سَلَفْ　　　عذر مَنْ صَنَّفَ قَدِ اسْتُهْدَفْ

نقشہ ضمآئر متصل و منفصل

اقسام ضمائر	واحد غائب	جمع غائب	واحد مخاطب	جمع مخاطب	واحد متکلم	جمع متکلم
مرفوع متصل چوں	در ماضی ومضارع	ند سازند	ی سازی	ید سازید	م سازم	یم سازیم
منصوب متصل چوں	ش دہندش	شان دہندشان	ت دہندت	تان دہندتان	م دہندم	مان دہندمان
مجرور متصل چوں	ش غلامش	شان غلامِ شان	ت غلامَت	تان غلامِ تان	م غلامم	مان غلامِ مان
مرفوع منفصل چوں	او، وے، آن آمد اُو	اوشان، آنان، آنہا آمدند اُوشان	تو آمدی تو	شما آمدید شما	من آمدم من	ما آمدیم ما
منصوب منفصل چوں	اُورا، ویرا، آنرا دید اُورا	اُوشانرا، آنہانرا، آنانرا دیدند اُوشانرا	ترا دیدند ترا	شمارا دیدند شمارا	مرا دیدند مرا	مارا دیدند مارا
مجرور منفصل چوں	اُو، وے، آن غلامِ اُو	اُوشان، آنان، آنہا غلامِ اُوشان	تو غلامِ تو	شما غلامِ شما	من غلامِ من	ما غلامِ ما

درآخرِ کلمہ کہ ہائے باشد چوں ضمیر ملحق باشد ماقبل ضمیر اَلف زیادہ کنند چوں لفظِ بندہ را بالحاق ضمیر بندہ اَند میخوانند و چوں لفظِ است را ملحق بکلمۂ کہ آخرش ہا باشد کنند اَست را با اَلف وگرنہ بغیر اَلف مے نویسند۔ مثالِ اَوّل آمدہ اَست مثالِ ثانی قربتَسْتُ واللہ اعلم بالصواب۔

قاعدہ (۱۶): **فَاعِل** آنکہ از و فعل صادر شود چوں زید در کرد زید و **مَفْعُوْل** آنکہ براں فعل واقع شود۔ چوں کتاب درخواند عمرو کتاب را و **مَفْعُوْل مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ** آنکہ فاعلِ اُو معلوم نباشد۔ چوں زید در زدہ شد زید و **مَفْعُوْل فِیْهِ** آنکہ در و فعل کردہ شود۔ خواہ مکان باشد خواہ زمان۔ مثالِ اَوّل چوں زدم زید را در خانہ۔ مثالِ ثانی چوں زدم زید را در روز۔

قاعدہ (۱۷): کلمۂ کہ درآخرِ اُو اَلف یا یا یا ہا باشد بوقتِ نسبت بیائے معروف اینان بواو بدل سازند و گاہے ہا را حذف مے کنند و گاہے ہا را بگافِ فارسی بدل مے سازند و گاہے چوں حرفِ ثالث یا باشد آنرا حذف مے کنند چوں در مُصْطَفٰے مصطفوی واز دہلی، دہلوی واز سانہ، سانوی واز مکہ، مکی واز مدینہ، مدنی و از خانہ، خانگی و گاہے الف ونون زیادہ کنند چوں از حق حقانی و گاہے زائے معجمہ زیادہ کنند چوں مروزی نسبت بمرو کہ نامِ شہریست در خراسان مشہور بمرو شاہجہان۔

قاعدہ (۱۸): از غیر ذوی العقول بلفظِ چہ وچیست تعبیر کنند واز ذوی العقول بلفظِ کدام وکہ وکیست۔

قاعدہ (۱۹): یک لفظ گاہے جمع وگاہے مفرد آید چوں مردم ودشمن۔

قاعدہ (۲۰): چنانچہ در عربی تعریب مے باشد کہ عبارت است از گردیدنِ کلمۂ

فارسی بر ہیئت عربی خواہ تبدیل بعضے حروف کہ در کلام عرب مستعمل نشوند چوں جَسّ مُعَرَّبْ گچ وتَنج معرب بھنگ وسرقین معرب سرگین، خواہ تبدیل حرکات باشد چوں دُستوروزُنبور بضمِ اَوّل معرب دَستورو زَنبور بفتح اَوّل اندزیرآنکہ فَعُول بفتح فا در کلامِ عرب نیامدہ ہم چنیں در فارسی جائز است واین راتفریس نامند چنانچہ گھڑی معربِ گھڑی و دال معربِ ڈال بمعنٰی شاخ وتِلہ معربِ ٹلہ کہ الفاظِ ہندی اند۔

قاعدہ (۲۱): جمع ذی روح بالف ونون مے آید وغیر ذی روح باہا۔ چوں مردمان و دیوارہا و چوں در آخر غیر ذی روح ہا مختفی باشد آنرا حذف مے کنند چوں از خانہ خانہا و چوں در آخر ذی روح باشد آنرا بگاف فارسی بدل مے کنند چوں از خواجہ خواجگان وگربہ، گربگان وگاہے خلاف ایں نیز مے آید چوں درختاں ومردم ہا وغیرہ۔

قاعدہ (۲۲): اضافت بمعنٰی نسبت کردن چیزے راچیزے وآں دہ قسم است تملیکی، تخصیصی، توضیحی، ظرفی، بیانی، اِبنی، تشبیہی، اضافتِ استعارہ، اَدنٰی ملابست، اقترانی۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ کسرہ دہند: **بدانکہ** گاہے متعدد اسماء بطریقِ عطف مضاف کردہ آیند دریں صورت حرکتِ کسرہ علامتِ اضافت برآخر مضاف آید چوں زر و مال ومکان وغلامِ زید۔ اَمّا بواقی مضاف بسببِ واوِ عطف میانِ ایشان مرفوع خواندہ آیند۔

قَولُہٗ کنند: امّا درین صورت مضاف وصفتِ متقدم راموقوف کردہ باید خواند واین اضافت وصفت رااضافت وصفتِ مقلوب گویند۔ قَولُہٗ بالف ونون: **بدانکہ** آن اسماء کہ اوصاف برائے ذوی العُقول واقع شوند جمعِ آن اوصاف نیز بالف ونون آید چوں از نیکؔ، نیکان واز بدکارؔ، بدکاران کہ در وصفِ مردمان کہ ذی روح وذوی العُقول اند واقع شود چنانچہ درعربی جمع ذوی العقول بواوونون آید چوں از زیدؔ، زیدون اوصافِ ایشان نیز بواوونون جمع کردہ آیند چوں از ضارب کہ وصفِ ذی روح است ضاربون گفتہ آید۔

قَولُہٗ تملیکی: اضافتے کہ مضاف مملوک ومضاف الیہ مالک باشد چوں اسپِ احمد و غلامِ محمود وگنجِ قارون وغیرہ وگاہے مضاف مالک ومضاف الیہ مملوک باشد مگر بعضے این اضافت رااضافتِ تخصیصی نامند چوں مالکِ خانہ وسلطانِ روم۔ امّا اضافتِ تملیکی رااضافتِ حقیقی واضافتِ لامی گویند چرا درعربی درین چنین اضافت لام مستتر باشد۔ قَولُہٗ تخصیصی: درین اضافت مضاف ازمضاف الیہ خصوصیت حاصل کند چوں یارِ منؔ وبرادرمنؔ۔ گاہے مضاف جزوِمضاف الیہ باشد چوں دستِ احمد وپائے محمود نیز ازین قسم است۔ اضافتِ سبب بسوئے مُسَبَّب چوں تیغِ انتقام واضافتِ مُسَبَّب بسوئے سبب چوں کشتۂ غم۔

قَولُہٗ توضیحی: درین اضافت مضاف عام مضاف الیہ جزئی باشد ازاں کل چوں شہربصرہ وکتابِ گلستان۔ **بدانکہ** فرق میانِ تخصیصی وتوضیحی اینکہ در اضافتِ تخصیصی اطلاقِ مضاف برمضاف الیہ یااطلاقِ مضاف الیہ برمضاف جائز نباشد ودرتوضیحی جائز باشد چنانچہ نمے باید گفت کہ دست احمد است یااحمد دست است ودرتوضیحی باید گفت کہ شہربصرہ است وبصرہ شہر۱۲۔

قَوْلُہٗ ظرفی: وآن اضافتِ مظروف بسوئے ظرف است چنانچہ آبِ چاہ وبادِ صحرا و بوئے گل و گاہے اضافتِ ظرف بسوئے مضروف باشد چوں جوئے آب وشیشہ گلاب۔

قَوْلُہٗ بیانی: درین اضافت مضاف ازجنسِ مضاف الیہ تیار شدہ باشد چنانچہ انگشتریٔ نقرہ وکاسۂ بلور وجامۂ دیبا۔ **بدانکہ** فرق میانِ توضیحی و بیانی اینکہ در توضیحی مضاف الیہ را مضاف لازم باشد ای بصرہ را شہر بودن لازم است۔ اَمّا در بیانی مضاف بغیر مضاف الیہ یافتہ شود و نیز مضاف الیہ بغیر از مضاف یعنی انگشتری بغیر از نقرہ یافتہ شود و نیز نقرہ بغیر از انگشتری۔

قَوْلُہٗ اِبنی: دریں مضاف پسر ومضاف الیہ پدر باشد مگر لفظِ پسر محذوف باشد چوں بو علی سینا بمعنٰی بوعلی ابنِ سینا ومحمود سبکتگین وابوالفضل مبارک و رستمِ دستان ۱۲ فقیر شاہجمالی۔

قَوْلُہٗ تشبیہی: وآن اضافت مُشَبَّہ بِہٖ بسوئے مُشَبَّہ است چوں مارِ زلف۔ **بدانکہ** در تشبیہ وجودِ چہار چیز ضروری است۔ مُشَبَّہ، مُشَبَّہ بِہٖ، وجہِ تشبیہ، حرفِ تشبیہ۔ اَمّا درین اضافت چوں مشبہ بہ را مضاف سازند از آوردن محض کسرہ از وجہ تشبیہ وحرفِ تشبیہ وحرفِ ربط کفایت حاصل آید وطبعِ سلیم مطلب اورا بخوبی مے فہمد۔ مثلاً مطلب از مارِ زلف، زلف درخم و پیچ ہمچوں مار است، زلفؔ، مشبہ مارؔ، مشبہ بہٖ، ہمچوںؔ حرفِ تشبیہ، خم و پیچؔ، وجہ تشبیہ استؔ، حرفِ ربط است از آوردنِ اضافت و کسرہ حرفِ تشبیہ، وجہ تشبیہ و حرفِ ربط را ضرورت نماند۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْہِ۱۲

قَوْلُہٗ اضافتِ استعارہ: **بدانکہ** استعارہ در اصطلاح لفظے را بغیر از معنٰی اصلی او

برائے چیزے فرض کردہ لوازماتِ مفروض را برائے آن ثابت کردن۔ ہمچوں عقل، این را انسان تصور کردہ لوازماتِ انسان ہمچوں دست و پا براں عقل ثابت کردن و گفتن دست عقل و پائے فکر ہم چنین اضافت را اضافتِ استعارہ و اضافتِ مجازی مے نامند۔ امّا درین وجودِ سہ چیز ضروری است۔ مستعارمنہ، چوں درین مثل انسان است و مستعارلہ، کہ عقل است و جامع کہ در ہر دو حاصل است و آن صورتِ متصورہ کہ در مستعار منہ حِسًّا موجود است و عند البعض این نیز از اقسامِ تشبیہ است کہ مستعار منہ را مشبہ بہ و مستعارلۂ را مشبہ وجامع را وجہِ تشبیہ خوانند۔ **بدانکہ** فرق درمیانِ اضافتِ استعارہ وتشبیہ این است کہ در اضافتِ تشبیہی ہر دو جز را اوّل آخر کردہ درمیان حرفِ تشبیہ آوردہ شود معنٰی صحیح شود مثلاً مارِ زلف را زلف ہمچوں مار گفتن جائز است بخلاف اضافتِ استعارہ کہ دراں دستِ فکر را فکر ہمچوں دست گفتن خطا است۔

قَوْلُہٗ اَدنی ملابست: یعنی نسبت کردن یکے را با دیگرے با کمتر مناسبت کہ بینہما واقع است۔ مثالِ او ایرانِ ما بہ زتورانِ شما ظاہر است کہ قائل این کلام در محلّہ شہرے از مضافاتِ ایران قیام داشتہ باشد و ہم چنین مخاطب نیز با شہر توران پس باین اندک مناسبتے کہ ذکر کردہ شد تمام ایران را از نفس خویش و تمام توران را از نفسِ مخاطب قرار داد۔ فقیر شاہجمالی غفرلہ۔

قَوْلُہٗ اقترانی: واین چنان است کہ مضاف با مضاف الیہ اقترانِ معنوی داشتہ باشد یعنی مضاف الیہ حال باشد مر مضاف را چوں نامۂ عنایت کہ بنامِ فقیر صدور یافت بدستِ ادب گرفتہ بسرِ ارادت نہادم بمعنٰی نامۂ کہ مقترن بعنایت بود

بدستِ خود کہ بحالتِ ادب اقتران داشت گرفتہ بسرے کہ ارادت را مقارنت دارد نہادم۔ بعضے این قسم را با ضافتِ ادنی ملابست شریک کنند۔

حاشیہ اردو

قَــوْلُــہ کسرہ دہند: یعنی جب مضاف اور موصوف مضاف الیہ اور صفت سے پہلے آ جائیں اسے کسرہ دیتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ کبھی متعدد اسماء عطف کے ذریعہ مضاف کئے جاتے ہیں ایسی صورت میں علامت مضاف جو کسرہ ہے یہ آخر مضاف پر داخل ہو گی جیسا کہ زر و مال و مکان و غلام زید بواقی اسماء بوجہ عطف جو درمیان میں واقع ہے مرفوع پڑھے جاتے ہیں۔

قَــوْلُــہ مؤخر کنند: یعنی کبھی تخفیف کلام کیلئے مضاف اور موصوف کو مضاف الیہ اور صفت سے مؤخر کرتے ہیں اس صورت میں مضاف اور موصوف کو کسرہ دینے کی بجائے موقوف پڑھا جاتا ہے ایسی اضافت اور صفت کو اضافت اور صفت مقلوب کہتے ہیں۔ قولہ تابع معروف سازند: اس شرط پر جبکہ معنی میں کوئی فساد واقع نہ ہو۔

قَــوْلُــہ بالف ونون: جاننا چاہئے کہ ذوی العقول کی جمع کبھی الف اور نون سے آتی ہے اسی طرح ذوی العقول کے اوصاف کی جمع بھی الف اور نون سے ہوتی ہے جیسا کہ نیک سے نیکاں اور بدکار سے بدکاراں۔ اس لئے کہ دونوں اوصاف ذوی الروح، ذوی العقول کیلئے ہی ہوتے ہیں جس طرح زبان عرب میں ذوی العقول کی جمع واؤ اور نون سے آتی ہے جیسا کہ زید سے زیدون انکی اوصاف کی جمع بھی واؤ اور نون سے ہی آتی ہے جیسا کہ ضارب

سے ضاربون اس لئے کہ ضارب ذوی العقول، ذوی الروح کی صفت میں کہا جاتا ہے۔

قَولُہ تملیکی: یہ ایسی اضافت کا نام ہے جس میں مضاف مملوک اور مضاف الیہ مالک ہوتا ہے جیسا کہ اسپ احمد، احمد کا گھوڑا اور غلام محمود یعنی محمود کا غلام اور گنج قارون یعنی قارون کا خزانہ ان تینوں مثالوں میں مضاف مملوک اور مضاف الیہ مالک کا ذکر ہے اور کبھی مضاف مالک اور مضاف الیہ مملوک ہوتا ہے عندالبعض اس اضافت کو اضافت تخصیصی کہتے ہیں جیسا کہ مالک خانہ اور سلطان روم ان دونوں مثالوں میں مضاف مالک اور مضاف الیہ مملوک ہے ہاں اضافت تملیکی کو اضافت حقیقی اور اضافت لامی بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ کلام عرب میں ایسی اضافت میں لام چھپی ہوتی ہے۔

قَولُہ تخصیصی: ایسی اضافت میں مضاف جو ہے وہ مضاف الیہ سے خصوصیت حاصل کرتا ہے جیسا کہ یارمن اور برادرمن۔ ان امثلہ میں یار اور برادر عام تھا اضافت الی المتکلم سے اس میں تخصیص آگئی۔ اور کبھی مضاف جو ہے وہ مضاف الیہ کی جزو ہوا کرتا ہے جیسا کہ دست احمد اور پائے محمود اور سبب کی اضافت مسبب کی جانب اسی قسم سے ہے جیسا کہ تیغ انتقام اس مثال میں اگرچہ تیغ کی تخصیص انتقام سے ہوئی تاہم انتقام تیغ چلانے کا سبب بھی ہے۔ اسی طرح مسبب کی اضافت سبب کی جانب بھی ہوتی ہے جیسا کہ کشتۂ غم اس مثال میں کشتہ کی تخصیص غم سے ہوئی ہے تاہم غم سبب کشتہ کا بھی ہے۔

قَولُہ توضیحی: اس اضافت میں مضاف عام اور مضاف الیہ اس کی جز ہوتا ہے جیسا کہ شہر بصرہ اور کتاب گلستان، جاننا چاہئے کہ اضافت تخصیصی اور توضیحی

میں فرق یہ ہے کہ اضافت تخصیصی میں مضاف کا اطلاق مضاف الیہ پر اور مضاف الیہ کا اطلاق مضاف پر جائز نہیں ہوتا ہے اور توضیحی میں جائز ہوتا ہے جیسا کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ احمد ہاتھ ہے یا ہاتھ احمد ہے مگر توضیحی میں کہا جاسکتا ہے کہ بصرہ شہر ہے اور شہر بصرہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قَـوْلُــه ظرف: اس اضافت میں مظروف کی اضافت ظرف کی جانب ہوتی ہے جیسا کہ آب چاہ اور باد صحرا، ان مثالوں میں آب مظروف اور چاہ ظرف ہے اسی طرح باد مظروف صحرا اس کی ظرف ہے اسی طرح بوئے گل بو مظروف اور گل اس کی ظرف ہے اور کبھی ظرف کی اضافت مظروف کی جانب ہوتی ہے جیسا کہ جوئے آب و شیشہ گلاب۔ (ان دونوں مثالوں میں جوئے ظرف اور آب مظروف پھر شیشہ ظرف اور گلاب مظروف ہے)

قَوْلُه بیانی: اس اضافت میں مضاف جو ہے وہ مضاف الیہ کی جنس سے تیار شدہ ہوتا ہے جیسا کہ انگشتری نقرہ اور کاسہ بلور اور جامہ دیبا، ان مثالوں میں انگشتری مضاف الیہ، نقرہ یعنی چاندی سے تیار شدہ اور کاسہ جو ہے بلور سے اور جامہ جو ہے دیبا سے تیار شدہ ہے۔ جاننا چاہئے کہ کہ اضافت توضیحی اور اضافت بیانی میں یہ فرق ہے کہ توضیحی میں مضاف الیہ کیلئے مضاف کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شہر بصرہ یعنی بصرہ کیلئے شہر ہونا ضروری ہے ہاں ظرف بیانی میں مضاف بغیر مضاف الیہ کے پایا جاتا ہے اسی طرح مضاف الیہ مضاف کے بغیر بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ انگشتری نقرہ میں انگشتری بغیر نقرہ یعنی چاندی کے علاوہ سونے وغیرہ کی بھی ہوسکتی ہے اور نقرہ انگشتری کے علاوہ بھی دیگر زیورات میں پایا جاسکتا ہے۔

قَولُہ ابنی: اس اضافت میں مضاف بیٹا اور مضاف الیہ والد ہوتا ہے جیسا کہ بوعلی سینا یعنی بوعلی بیٹا سینا کا اور محمود سبتگین یعنی محمود بیٹا سبتگین کا اور ابوالفضل مبارک یعنی ابوالفضل بیٹا مبارک کا اور رستم دستان یعنی رستم بیٹا دستان کا۔

قَولُہ تشبیھی: یہ مشبہ بہ کی اضافت مشبہ کی جانب ہوتی ہے، مارزلف اس مثال میں (مشبہ بہ مار یعنی سانپ ہے اس کی اضافت مشبہ یعنی زلف سے ہے۔)

جاننا چاہئے کہ تشبیہ میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے، مشبہ، مشبہ بہ، وجہ تشبیہ، حرف تشبیہ۔ ہاں اس اضافت میں جب مشبہ بہ کو مضاف مشبہ کی طرف کرتے ہیں تو مضاف پر کسرہ لانے سے وجہ تشبیہ اور حرف تشبیہ اور حرف ربط لانے کی ضرورت نہیں پڑتی، طبع سلیم اس کا مطلب بخوبی سمجھ لیتا ہے مثلا نوشتہ مارزلف کا مقصد یہ ہے کہ زلف خم اور پیچ کے حوالہ مثل پیچ پانے والے سانپ کے ہے اس میں زلف مشبہ، مار مشبہ بہ، ہمچوں یعنی مثل یہ حرف تشبیہ ہے اور خم و پیچ وجہ تشبیہ ہے اور است یعنی ہے یہ حرف ربط ہے پھر مضاف پر علامت اضافت کسرہ لانے سے حرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ اور حرف ربط لانے کی ضرورت نہیں رہی۔ ۹ قولہ اضافت استعارہ: جاننا چاہئے کہ اصطلاح میں کسی لفظ کو اس کے اصلی معنی کے بغیر کسی دوسرے فرضی معنی میں لاکر اس فرضی معنی کے لوازمات کو مفروض معنی کیلئے ثابت کرنے کا نام استعارہ ہے۔ جیسا کہ لفظ عقل اس کو انسان تصور کیا جائے پھر اسکے لئے لوازمات انسانی جیسا کہ دست اور پا (جو لوازمات انسانی سے ہیں) ان کو عقل کیلئے ثابت کیا جائے اور کہا جائے دست عقل اور پائے فکر ایسی اضافت کو اضافت استعارہ اور اضافت مجازی سے موسوم کرتے ہیں ہاں استعارہ میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے

۔مستعار منہ، جیسا کہ اس مثال میں انسان اور مستعار لہ جو کہ عقل ہے اور جامع جو ان دونوں میں شامل ہے وہ صورت متصورہ جو مستعار منہ میں حساً موجود ہے عندالبعض یہ بھی تشبیہ میں شامل ہے(علیحدہ چیز نہیں ہے) پھر مستعار منہ کو مشبہ بہ اور مستعار کو مشبہ اور جامع کو وجہ تشبیہ کہتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ اضافت استعارہ اوراضافت تشبیہ میں فرق یہ ہے کہ اضافت تشبیہی میں ہر دونوں جز یعنی مضاف اور مضاف الیہ کو اول آخر کر کے اس کے درمیان حرف تشبیہ لایا جائے تو معنی صحیح رہے گا۔مثلا مارزلف کو زلف ہمچوں مار کہا جانا جائز ہے بخلاف اضافتِ ستعارہ کے کہ اسمیں دست فکر کو فکر ہمچوں دست کہنا خطا ہے صحیح نہیں ہے۔

قَولُہ ادنی ملابست: یعنی کسی چیز کو ادنی ملابست کی وجہ سے کسی دوسرے سے نسبت دینا ایک کمتر مناسبت سے جو ان دونوں کے درمیان موجود ہے اس کی مثال ایران ما بہ از توران شما، ظاہر ہے اس کلام کا قائل ایران کے کسی محلّہ میں قیام پذیر ہوگا جو ایران کے مضافات سے ہوگا اسی طرح مخاطب بھی توران کے کسی گوشہ میں مقیم ہوگا پھر اس ادنی مناسبت سے جو مذکور ہے اسی بنا پر متکلم نے تمام ایران کو اپنے لئے اور تمام توران کو مخاطب کیلئے قرار دے دیا۔

قَولُہ اقترانی: یہ اس طرح ہے کہ مضاف جو ہے وہ مضاف الیہ سے معنوی اقتران رکھتا ہے یعنی مضاف الیہ مضاف کیلئے صفت حالیہ ہوتی ہے جیسا کہ نامۂ عنایت کہ بنام فقیر صدور یافت بدست ادب گرفتہ بسر ارادت نہادم، بمعنی نامہ جو کہ مقترن عنایت سے تھا اپنے ایسے ہاتھ جو حالت ادب سے مقترن تھا اس کو ایسے سر پر رکھا جو ارادت اور عقیدت اور محبت سے مقترن تھا۔ (یعنی

وصول کیا)۔

قاعدہ (۲۳) چوں از مادہ توانستن وشائستن و بائستن و یارستن ولفظ خواہد بر فعل داخل شود معنٰی فعل را بمصدر بدل مے کند۔ چوں توانست کرد......الخ بمعنٰی توانست کردن......الخ۔

قاعدہ (۲۴) بنائے مضارع بدانکہ در آخر ہر ماضی مطلق یا حرف دال یا تا باشد پس اگر دال باشد ماقبلِ اُوحرف از حروف ''رازمونی'' باشد اگر ماقبل دال را باشد در مضارع اُورا فتح میدہند۔ چوں از خورد، خورَد اگر الف بود دیدہ شود اگر ماضی سہ حرفی بود یا حرفِ اَوّل اُو مضموم بود در غابرِ اُو بعد الف یا آوردند۔ چوں از زاد، زاید واز کشاد، کشاید وگرنہ اَلف را بیفگنند چوں نہاد، نہد اگر ماقبلِ دال زا باشد بعد زا نونِ مفتوحہ مے آرند۔ چوں از زد، زند۔ اگر میم باشد اُورا یا کنند۔ چوں از آمد، آید اگر واو بود دیدہ شود اگر ماقبلِ واو فتح یا نون باشد آں واو را فتح مے دہند۔ چوں از درود، دروَد وغنود، غنُوَد وگرنہ آن واو را اَلف کردہ مابعد آن الف یا آورند۔ چوں از کشود، کشاید اگر نون باشد اُورا فتح مے دہند۔ چوں از خواند، خوانَد ۔ اگر یا باشد آنرا حذف کنند۔ چوں از رسید، رسد۔ وگر آخر ماضی تا باشد ماقبلِ اُو حرفے از حروفِ ''خفسش'' باشد اگر ماقبلِ تا خا باشد خا را زا کردہ تا را بدال بدل کنند۔ چوں از ساخت، سازَد وگاہے ہر دو را سلامت داشتہ دالِ دیگر برائے غابر در آخر مے بدل کنند۔ چوں از داشت، دارد۔ وگر ماقبلِ شین کسرہ باشد در آخرش محض دال غابر مے آرند۔ چوں از آغِشت، آغشتَد ۔ اگر ماقبلِ شین فتح باشد آنرا برابدل کردہ تاءِ ماضی گاہے بزا گاہے بدال بدل کردہ دالِ دیگر برائے غابر مے آرند۔ چوں از نوشت، نورزد

وگشت، گردد۔

اگر ماقبلش ضمہ باشد تاءِ ماضی اُورا بدال بدل سازند چوں از کشت، کُشدُ ۔۱۲

بدانکہ بعض غابر خلاف ازیں قاعدہ مذکور مے آیند از فہرست ذیل معلوم فرمایند۔

باب الرا: کرد، کند۔ آزرد، آزارد۔ مرد، میرد۔ بابُ الالف: افتاد، اُفتد۔ داد، دہد۔

باب الواو: بود، باشد۔ باب الیا: دید، بیند۔ آفرید، آفریند۔ رید، ریَد۔ شنید، شنود۔ گزید، گزیند۔ باب الخا: شناخت، شناسد۔ فروخت، فروشد۔ گسیخت، گسلد۔ بابُ الفا: آشفت، آشوبد۔ شگفت، شگفدُ۔ شنفت، شنود۔ گفت، گوید۔ رُفت، روبدُ۔ بافت، بافد۔ پذیرفت، پذیرد۔ شگافت، شگافدُ۔ بابُ السّین: خاست، خیزد۔ نشست، نشیندُ۔ بابُ الشّین: اَفراشت، افرازدُ۔ ہشت، ہلدُ۔ برشت، برید۔ نوشت، نویُسدُ۔

قَوْلُہ چوں از گرفت گیرد، ہاں گیرد میں جو یا موجود ہے یہ اشباع کسرہ سے پیدا ہوئی ہے۔

بابِ ششم درتمرین صیغہ ہائے مُشکِلَہ

مَشَایَا، وَزُوْنْ، سَایَا، بُرُوْنْ، لِیُسُوْنْ، آرْ، رَانَانِیْدِیْ، مَکَانْ، اِسْتِهَا نْ، بِرِیُوْنْ، زِیَارَانْ زِیَانْ مَجُوْ، خَایَا، کُوْبَا، شَوْدَانْ، شَمَاشَامَارْ، شَمْ، کُوْبَادُوْنْ، آشَامْ، زِیُبُدْ، مَزَادَرْ، وِیُسُوْنْ، نَمُوْفُتْ، دُزْدْ، بُدِیْ، خَارْخَامَہ۔

حاشیہ فارسی

قَوْلُہٗ مَشَایَا: از شائستن صیغہ نہی مشتق معلوم درآخرش الفِ دعائیہ ملحق است۔

قَوْلُہٗ وَزُوْنْ: اَصلہٗ وزان صیغہ اَمر مشتق متعدی مصدرش وزانیدن الف را بواو بدل کردند۔

قَوْلُہٗ سَایَا: صیغۂ اَمر سائیدن درآخرش الفِ فاعلی واقع است۔ فقیر فیضی۔

قَوْلُہٗ بُرُوْنْ: اصلہٗ بران صیغہ امر مشتق متعدی مصدرش برانیدن۔

قَوْلُہٗ لِیُسُوْنْ: اصلہٗ لیسان الف را بواو بدل کردند صیغہ امر حاضر متعدی معلوم از لیسانیدن فعل لازمش لیسیدن۔

قَوْلُہٗ آرْ: صیغۂ اَمر از آوردن مخففِ آور ۱۲۔

قَوْلُہٗ رَانَانِیْدِیْ: صیغہ واحد حاضر فعل ماضی معلوم متعدی مصدرش رانانیدن از راندن۔

قَوْلُہٗ مَکَانْ: صیغہ امر حاضر متعدی معلوم مصدرش مکانیدن از مکیدن۔

قَولُهٗ اِستِہان: صیغۂ اَمر مشتق معلوم متعدی مصدرش استہانیدن لازمش استہیدن بمعنٰی جنگ کردن است، فیضی غفرلہ۔

قَولُهٗ بریُون: اَصلہٗ بریان الف بواو بدل کردند صیغۂ اَمر مشتق معلوم متعدی از برشتن مصدرش بریانیدن۔

قَولُهٗ زِیَارَان، زِیَان، مَجُو: این کلام مرکب از چہار صیغہ است کلمۂ اَوّل زِیا صیغۂ امر اصلہٗ زی از زیستن در آخرش الفِ فاعلی واقع است۔ کلمۂ ثانی ران، صیغۂ اَمر از راندن۔ کلمۂ ثالث زیان، این نیز صیغۂ اَمر است متعدی از زیستن مصدرش زیانیدن۔ کلمۂ چہارم مجو، صیغۂ نہی مشتق از جُستن۔

قَولُهٗ خَایَا: صیغہ اَمر از خائیدن آخرش الفِ فاعلی واقع است۔

قَولُهٗ کُوبَا: صیغۂ اَمر از کوفتن آخرش الفِ فاعلی واقع است۔ قَولُهٗ شَودَان: اَصلہٗ شادان الفِ اولیٰ را بواو بدل کردن صیغۂ امر الفِ اولیٰ ملحق دعائیہ است الف ونون آخرش حالیہ اند۔

قَولُهٗ شَمَاشَامَار: مرکب از سہ صیغہ است۔ صیغہ اَوّل شَم، صیغۂ ثانی آشام، صیغۂ ثالث آر، وَاللّٰهُ اَعلَمُ۔

قَولُهٗ شَم: اَمر از شمیدن۔

قَولُهٗ کُوبَادُون: مرکب از دو صیغہ اَوّل کُوبَا اَمر حاضر الفِ فاعلی در آخرش واقع شدہ۔ صیغہ ثانی دُون اصلہٗ دان اَمر حاضر از دانستن الف را بواو بدل کردند۔

قَولُهٗ آشَام: صیغۂ اَمر از آشامیدن۔

قَولُهٗ زِیبُد: مرکب از دو کلمہ، کلمۂ اَوّل زی صیغۂ اَمر از زیستن، کلمہ ثانی بُد مخفف بود۔

قَوْلُہٗ وِیُسُوْنُ: اصلہٗ وَیسان اسمِ حال از وَیسیدن بمعنیٰ گستردن الف را بواو بدل کردند۔

قَوْلُہٗ نَمُوْفُتُ: مرکب از دو کلمہ نَم، وُفت۔ نَم، برائے مغالطہ واقع شدہ، وفت، صیغۂ امر اَصلہٗ اُفت الف را بواو بدل کردند۔ فیضی غفرلہ۔

قَوْلُہٗ بُدِیُ: اصلہٗ بُوْدِیُ است۔

قَوْلُہٗ خَارُ خَامَہٗ: مرکب از دو صیغہ خار، اَمر از خارانیدن و خا، اَمر از خائیدن لفظِ مہ زائدہ است۔

حاشیہ اردو

قَوْلُہ مشایا: صیغہ نہی مشتق معلوم مصدر شائستن اس صیغہ نہی کے آخر میں الف دعائیہ ملحق ہے۔

قَوْلُہ وزون، اس کا اصل وزان ہے جو مصدر متعدی سے فعل امر مشتق معلوم ہے اس کا مصدر وزانیدن ہے صیغہ امر وزان میں الف کو واؤ سے بدل دیا تو وزون ہوا۔

قَوْلُہ سایا: مصدر سائیدن سے صیغہ امر مشتق ہے جس کے آخر میں الف دعائیہ واقع ہے۔

قَوْلُہ برون: صیغہ امر اس کا بران فعل متعدی مصدر برانیدن سے ہے الف کو واؤ سے بدل دیا۔

قَوْلُہ یسون: اس کا اصل یسان ہے الف کو واؤ سے بدل دیا صیغہ امر فعل متعدی مصدر یسانیدن سے ہے اس کا فعل مصدر لازم یسیدن سے ہے۔

قَوْلُه آریہ: مخفف آور صیغہ امر مشتق مصدر آوردن سے ہے۔

قَوْلُـه رانانیدی: صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم متعدی مصدر راندن کا ہے اس کا مصدر رانانیدن ہے۔

قَوْلُه مکان: صیغہ امر حاضر معلوم فعل متعدی اس کا مصدر مکانیدن سے مکیدن سے مصدر متعدی ہے۔

قَوْلُـه استھان: صیغہ فعل امر حاضر معلوم فعل متعدی استھیدن سے بمعنی جنگ کرنا اس کا مصدر استھانیدن ہے۔۱۰قولہ بریون: اس کا اصل بریان تھا الف کو واؤ سے بدل دیا صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معلوم فعل متعدی برشتن سے اس کا اصل مصدر بریائیدن ہے۔

قَوْلُه زیاران زیان مجو: یہ کلام چار صیغہ سے مشتق ہے صیغہ اول زیا یہ صیغہ امر اس کا اصل زی جو مصدر زیستن سے ہے اس کے آخر میں الف فاعلی ہے کلمہ دوسرا ران یہ بھی مصدر راندن سے صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معلوم ہے کلمہ تیسرا زیان یہ بھی صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر فعل متعدی مصدر زیستن سے اس کا مصدر زیانیدن کلمہ چوتھا مجو یہ صیغہ واحد مذکر فعل نہی مشتق مصدر جستن سے ۔قَوْلُه خایا صیغہ امر حاضر اس کا مصدر خائیدن سے آخر میں الف فاعلی واقع ہے۔

قَـوْلُـه کویا: مصدر کوفتن سے صیغہ واحد مذکر ہے اس کے آخر میں الف فاعلی واقع ہے۔

قَوْلُـه شودان: اس کا اصل شادان ہے پہلے الف کو واؤ سے بدل دیا یہ الف دعائیہ ہے جو مضارع شود میں دال مضارعت سے پہلے آیا واؤ حذف ہوگئی جیسا کہ

بودمیں بادآخری الف نون حالیہ ہے۔

قَوْلُہ شماشامار: یہ تین صیغہ سے مرکب ہے (اس کا اصل شمہ، آشام، ار ہے)۔ شم صیغہ امر شمیدن سے، آشام صیغہ امر آشامیدن سے آر صیغہ امر سے آوردن سے۔

قَوْلُہ بادون: یہ دوصیغہ سے مرکب صیغہ اول کو بایہ کوفتن سے صیغہ امر جس کے آخر میں الف فاعلی آیا کو با ہوگیا، صیغہ دوم دون اس کا اصل دان تھا یہ صیغہ امر دانستن سے ہے الف کو واؤ سے بدل دیا۔

قَوْلُہ آشام: صیغہ امر اشامیدن سے ہے۔

قَوْلُہ زیبد: یہ دوکلمہ سے مرکب ہے صیغہ اول زی امر مصدر زیستن سے صیغہ دوم بد جو بود کا مخفف ہے۔

قَوْلُہ مزادر: یہ دوصیغہ سے مرکب ہے صیغہ اول مزا فعل نہی از مصدر زیستن صیغہ دوم در فعل امر مصدر دریدن سے۔ قَوْلُہ ویسون اس کا اصل ویسان تھا الف کو واؤ سے بدل دیا یہ اسم حال ہے ویسدن سے بمعنی بچھانا کے ہے۔

قَوْلُہ نموفت: یہ دوکلمہ سے مرکب ہے کلمہ اول نم زائدہ برائے مغالطہ واقع ہوا وفت صیغہ امر اس کا اصل افت تھا الف کو واؤ سے بدل دیا۔

قَوْلُہ دزد: صیغہ امر دزدیدن سے۔

قَوْلُہ بدی: مخفف بودی سے صیغہ واحد مخاطب فعل ماضی معلوم۔

قَوْلُہ خارخامہ: دوصیغہ سے مرکب ہے صیغہ اول خار یہ صیغہ امر مصدر خاریدن سے اور دوسرا خا یہ بھی صیغہ امر ہے مصدر خائیدن سے اور لفظ مہ زائدہ ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

بِعَوْنِ الْمُسْتَعَانِ وَعَلَیْهِ التَّوَکُّلَانُ باہتمام فقیر محمد اکرم فیضیؔ شاہجمالی بوقت سعید بتاریخ ۱۳ شعبان المعظم بشبِ شنبہ ۱۳۸۱ھ اختتام پذیر شد۔ از قاریانِ ایں کتاب خواہانم کہ بندہ را بدعائے خیر یاد فرمایند و نیز اگر بر غلطی مطلع شوند لِاَنَّ الْاِنْسَانَ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَأِ وَ النِّسْیَانِ بریں خردہ نگیرند چشم پوشی براں بر و کرم پوشند۔ اگر تو انند بندہ را مطلع سازند تا کہ در طباعت دیگر درستی کردہ آید۔ دعا گو فقیر محمد اکرم شاہجمالیؔ خاکپائے عالمانِ ربانی گردِ راہِ عاشقانِ محبوبِ صمدانی۔

ختم شد حواشی کتابِ مستطاب لاجواب **اَکْرَمُ الْقَوَاعِد** بتاریخ ۱۲ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک ۱۳۸۱ھ بمقام ملتان بسعی بلیغ وجدِ کثیر از دستِ فقیر محمد اکرم فیضیؔ شاہجمالیؔ سکنہ مانہ احمدانی فیض آباد شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان۔ کتاب لاجواب مستطاب کا حاشیہ ختم ہوا ۱۲ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک ۱۳۸۱ھ بمقام ملتان سعی بلیغ اور کثرت محنت سے فقیر محمد اکرم شاہ جمالی کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا۔

اللهم اغفر لکاتبه ولقاریه و لمن سعی فیه۔

فقیر محمد اکرم شاہ جمالی بقلم خود۔

ترجمہ اردو حاشیہ کتاب اکرم القواعد تمام ہوا

بتاریخ 26 نومبر بروز جمعرات 2015 بوقت دو پہر یوم۔

سلام بر سید المرسلین رحمۃً للعالمین فخر الاولین والآخرین

از مولانا اوحدی رحمۃ اللہ علیہ

اے ماہِ خوش لقا سلامٌ علیک　　آفتابِ ہدٰی سلامٌ علیک
ہر دم از حق ترا رسد پیغام　　کای نبی خدا سلامٌ علیک
مے خرامی و مہر وماہ گوید　　کای سرور دوسرٰی سلامٌ علیک
دیدۂ اوحدی بخاکِ درت　　گوید توتیا سلامٌ علیک

نقشہ مضامین اکرم القواعد

خطبہ، مقدمہ در اصطلاحاتِ فارسی

اقسامِ کلمہ

اسم فعل حرف

اسمِ مصدر وحاصل مصدر	اسمِ مشتق	اسم جامد

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
اسمِ ظرف	اسمِ آلہ	اسمِ تفضیل	اسمِ مبالغہ	اسمِ فاعل	اسمِ مفعول	اسمِ حال

۱	۲	۳	۴	۵	۶
ماضی معلوم و مجہول	مضارع معلوم ومجہول	امر معلوم ومجہول	نہی معلوم ومجہول	نفی معلوم ومجہول	فعل تعجب

۱	۲	۳
حروفِ معانی	حروفِ مبانی	حروفِ عاملہ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اقسامِ الف	اقسامِ با	اقسامِ تا	اقسامِ جیم	اقسامِ شین	اقسامِ میم	اقسامِ نون	اقسامِ واو	اقسامِ ہا	اقسامِ یا

بابِ چہارم در تاثیراتِ حروف-بابِ پنجم در قواعد فارسی-بابِ ششم در تمرین صیغ فارسی

سلام علیٰ سید الانام علیہ التحیۃ والسلام

ازاعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں   اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جسکے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا   اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا   چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُنْ کی کنجی کہیں   اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم   اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند   اُس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا   اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضؔا   مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ